اسکے ترجمون کا انتظام کیا جا رہا ہے جو تذکرہ رحمانی اور تزک امیر کے نام سے چھپین گے اور چھپ رہے ہین۔ لیکن یہ سب قبل از وقت اور بیوقت ہی فضول ہین

در اصل سوانح عمری یا تذکرہ کرنیکا وہی وقت ہے جب آیندہ قوم کو بتایا جاے

کہ فلان ہم مین اور ہمارے ملک مین ایسا شخص پیدا ہوا تھا۔ اور اسکے عمدہ

فضائل اختیار کرنے مین وہ فائدے حاصل ہون گے جو مرحوم کو حاصل ہو چکے ہین

اسکے حالات زندگی کو سبق بنا لینے سے اِن اِن تجربون سے نفع حاصل ہوگا جنسے

مرحوم نے اپنی عمر کے وسیع حصہ کو صرف کرکے فائدہ اوٹھایا ہے علاوہ از

بر نوحہ اور ماتم کے وقت ضرور ہے کہ مرحوم کی عادات و اطوار کا اظہار کیا جا

ان باتون کو یادگار سمجھا جاے اور یہ سمجھایا جاے۔ کہ ہماری بدقسمتی سے ہم میں

ایک ایسا لائق و فائق شخص ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ اس سے ضرورت

بعد وفات امیر اعظم مرحوم۔ اُنکی سوانح عمری لکھی جاے۔ اور اُنکی حالت از پیدا

تا وفات بلا کم و کاست دکھای جاے۔ اور پوری حالت دراصل بعد انتقال

معلوم ہو سکتی ہے نہ کہ بعالم زندگی لہذا یہ وقت سوانح عمری کا مناسب پاکر را

اقم نے قصد کیا کہ مختلف کتب تواریخ کابل و حالات امیر اعظم مرحوم (جو مختلف

اخبارات انگریزی و خطوکتابت یورپین صاحبان) سے ظاہر ہوتے ہین مکمل و

مبسوط سوانح عمری طیار کرون اور امیر صاحب اعظم کی نوشتہ خود سوانح کا ترجمہ

ضروری حصہ شامل کردون۔ چنانچہ اسی فکر و خیال مین راقم نے راتون کو دن

اور دنون کو رات بنا دیا۔ اور بفضل خدا کے ۳۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کے مبارک دن اس

بار فکر و خیال سے مین سبکدوش ہوا۔ اور یہ ہدیہ آپ کے مبارک کانون تک پہنچنے کے

قابل ہوا جسکی نسبت بس اب یہی کہدینا کافی ہے آخر مظفر حسین سالک ہوا آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بس ابھی کے ہزارون گھر اُجڑ جاتے ہین ۔۔۔ گڑ گڑ کے علم لاکھون اُکھڑ جاتے ہین
آج اسکی ہے نوبت تو کل اسکی باری ہے ۔۔۔ بن بن کے یونہین کھیل بگڑ جاتے ہین

تمہید ملک افغانستان جسکا پایۂ تخت کابل ہے عہد حکومت مغلیہ مین برابر دہلی کا ایک صوبہ رہا ہے لیکن یہ ملک اوس زمانہ مین اسقدر وسیع تھا۔ نہ یہ دولتمندی و دبدبۂ حکومت اسکو حاصل تھا جیساکہ اب سلطنت خداداد کا مبارک لقب پانے سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس ملک نے اگرچہ تعلیم و تہذیب و تمدن سے کافی حصہ نہین پایا مگر قدرت نے تمام اوصاف کی عوض اونمین جوہر شجاعت و بہادری اسقدر بہر دیا کہ اونکو قوت بازو اور ضرب شمشیر کا ایک عالم تسلیم کئے ہوے ہے۔ البتہ ہمیشہ اوس خداداد قوت کو وحشیانہ طور پر لوگ آپس ہی مین ایک دوسرے کی گردنون پر آزماتے رہتے تھے اور آے دن کی بیجا خانہ جنگیون اور بغاوت وغیرہ مین تمام اپنی طاقتین صرف کردیا کرتے تھے مگر ترقی ملک یا ترقی قوم کے خیال سے انکے کانون پر کبھی جون ہی نہین رینگی۔ لیکن اوس شہنشاہ مطلق نے اپنے ایک برگزیدہ اور مبارک بندہ کو اس وحشی قوم کے

وحشیانہ اوصاف دور اور معدوم کردینے کا تعجب انگیز سبب بنا دیا۔ اور جب اون عیبونکی سیاہی سے اس قوم کے دل صاف ہوگئے تو نہایت آسانی سے اُنمین تعلیم وتہذیب وتمدن۔ قواعد سپاہ گری کی شعاعون کے انعکاس کی استعداد پیدا ہوگئی۔

بلکہ بہت جلد ان اوصاف مین ایک حدتک اونہون نے حصہ بہی لےلیا ہے اگرچہ اونکے سرون پر سے وہ سایۂ خدا (سبب) اوٹہگیا مگر اوسکا جانشین بہی آخر اوسی جزو کل کا ہے۔ اور دوسری قوم مین بہی استعداد قابل آچکی ہے۔ جو ہٹہی کہ جانیوالی نہین۔ اس ملک مین چند خاندان مشہور ومعروف خوانین کے آباد ہین مگر ہمین چونکہ اوس سایۂ خدا کے عجائب اثرات وغیر معمولی قوتین دکہانی ہین جو خاندان بارکزئی سے تہا لہذا ہمارا مبحوث عنہ یہی ہے۔

حالات از ولادت تا زمان حصول تخت وغیرہ

حضرت ضیاء الملت والدین امیر المومنین امیر عبدالرحمن خان بادشاہ دولت خداداد افغانستان بارک زئی افغان تہے جو اوس ملک وقوم کی ترقی کے لئے خدا کی رحمت کا سایہ بنکر ۱۸۴۳ عیسوی مین پیدا ہوئے یہ امیر افضل خان کے بڑے بیٹے اور امیر شیر علی خان مرحوم کے بہتیجے اور سردار دوست محمد خان کے پوتے تہے۔ انکی والدہ مکرمہ پنجاب کے علاقہ بنگاش کے حاکم نواب سمند خان کی دختر مبارک اختر تہین انکے والد امیر افضل خان ۱۸۱۱ء مین پیدا ہوئے اور ۱۸۳۷ء مین امیر دوست محمد خان نے اوسکو اکبر خان کی ہمراہ جمرود کی حفاظت کیواسطے بہیجا۔ جسکو سکہون نے ایک کثیر التعداد فوج کے ساتہ حملہ کرکے اپنے قبضہ مین لانا چاہاتہا۔

افضل خان نے بہت جلد رنجیت سنگھ راجۂ لاہور کو جو سکھون کا بڑا سردار تھا جمرود کی سرحد سے شکست دیکر نکالدیا۔ یہی وجہ افضل خان کی تمام ملک افغانستان مین شہرت کی ہوئی بلکہ اوسوقت قواعد جنگ اور شجاعت و بہادری مین ایک ہی گنے جانے لگے۔

۱۸۳۹ء مین جس وقت انگریز تخت کابل امیر دوست محمد خان سے چھین کر شاہ شجاع کو اوسپر بٹھاتے تھے۔ امیر افضل خان غزنی مین سرجان کین کے مقابلہ پر مستعد تھا۔ اور جب دوست محمد نے انگریزون سے طاقت مقابلہ نہ دیکھکر بخارے کا راستہ لیا تو فوراً افضل نے بھی سرجان کین کے مقابلہ سے ہاتھ اوٹھا باپ کی ہمراہی اختیار کی۔

کچھ عرصے وہان ٹھیر کر ایک جمعیت کے ساتھ دوسرے برس دونون کابل کیطرف پھر واپس آئے۔ اور آتے ہی مقام باجگہ پر افضل نے انگریزی فوج پر ایک سخت حملہ کیا۔ اور ۲۔ نومبر ۱۸۴۱ء کو انگریزی لشکر کو شکست دیکر ہٹا دیا۔ مگر اس فتح سے کچھ فائدہ حاصل نہین کیا تھا کہ تھوڑے دن بعد تنگ آکر دوست محمد خان نے مع اپنے بیٹے افضل کے آپکو انگریزون کے حوالے کردیا۔

اور بحکم سرولیم میکنگٹن جو اوس وقت افواج انگریزی کا جرنل تھا دونون باپ بیٹے ہندوستان بھیجے گئے۔ جہان وہ ۱۸۴۳ء تک قید رہے۔ مگر جب اکبر خان نے بھی افغانستان مین بہت سے انگریزون کو پکڑ پکڑ کر قید کرلیا۔ تو اوسوقت گورنمنٹ ہند نے مصلحت وقت یون ہی سمجھکر دوست محمد خان اور افضل خان کو کابل مین واپس بھیجدیا۔

امیر دوست محمد خان کابل پہونچکر پھر اپنے کاروبار سلطنت مین مشغول ہوگئے

اور پہر انکا زمانۂ زندگی حالت اطمینان مین گذرنے لگا کیونکہ رقیب مملکت راہی عدم ہو چکے تہے انگریزون نے بہی اونکی حدود مین دست اندازی سے ہاتہہ کہینچ لیا تہا چنانچہ امیر عبد الرحمٰن صاحب خود فرماتے ہین۔

شاہ شجاع جنکو افغانون کی مرضی کے خلاف انگلش نے مقرر کرنا چاہا تہا۔ افغانون نے شاہ شجاع اور اونکی بہت سے حامی انگلشین کو مارڈالا۔

مگر دوست محمد خان نے شیر علی خان کو اپنا جانشین اور دوسرے بیٹون کو دیگر صوبجات کا حاکم بناکر اونکے حق مین باہمی جنگ وجدل کا تخم بودیا۔ چنانچہ امیر صاحب اپنی نوشتۂ خود سوانح عمری مین لکہتے ہین۔

"میرے جد دوست محمد خان نے اس امر کو دریافت کرلیا کہ احمد شاہ کے خاندان مٹ جانیکا یہ سبب تہا کہ تیمور نے اپنی حین حیات مین اپنی سلطنت صوبون پر تقسیم کردی تہی اور اپنے بیٹون کو اونکا گورنر مقرر کیا تہا ہر بیٹے کی آمدنی اور فوج جداگانہ تہی ۱۷۹۳ء مین اونکے انتقال کے بعد بیٹے آپسمین مصروف جنگ وپیکار ہوے اور سلطنت کی قوت جاتی رہی۔ باوجود اس علم کے میرے جد دوست محمد خان نے بہی یہی غلطی کی افغانی سلطنت کو صوبجات پر تقسیم کردیا اور ہر بیٹے کو علیحدہ علیحدہ فوج دی۔ اس حکمت عملی کے سبب سے خود باپ نے بیٹون کی ایسی حالت قایم کردی تہی کہ وہ آپسمین مصروف کارزار

اور مشغول جنگ وپیکار ہون مثلاً میرے والد کو اونہون نے
ویسرائے ترکستان مقرر کیا اونکی فوج کی تعداد اپنے
والد کی فوج کے بعد تہی۔
شیر علی خان کو اپنے انتقال کے پانچسال پہلے اپنا ولیعہد
اور جانشین کردیا تہا۔
اور دادا نے دوسرے اون بیٹون کو جو ہرات مین اونکی ہمراہ
تہے افسر فوج مقرر کیا۔ میرے چچا عظیم خان کو مع فوج
صوبجات قرم اور جاجی پر متعین کیا اور شیر علی خان کے
حقیقی بہائی امین خان مع فوج قندہار مین تعینات تہے
اسیطرح اور بیٹے بہی مع فوج کے اور صوبجات مین مقرر تہے۔
جب میرے جدا علی نے رحلت کی تو سب فیما بین جنگ
جدل پر تیار تہے اور اس سے کمزوری سلطنت اور متواتر
جنگون سے کثرت خونریزی ہوئی۔
سنہ ۱۸۵۲ء مین امیر دوست محمد خان نے جب افضل خان کو حاکم بلخ مقرر
کر کے بہیجا امیر باپ کی ہمراہ تہے۔ امیر عبدالرحمن خان کا زمانۂ طفولیت
تعلیم و تربیت مین نہین بلکہ سیر و شکار او لہو و لعب مین گذرا ہے۔ چنانچہ
لارڈ کرزن لکہتے ہین کہ وقت ملاقات خود امیر صاحب مجہسے
فرماتے تہے کہ بیس برس کی عمر تک اونہون نے پڑہنے لکہنے کی طرف
توجہ نکی اور اکثر وہ ریفل بندوق کی نالین اور توپین ڈہالنے کے کام
مین مشغول رہتے تہے۔

اور جو کچھ واقعات بچپن انگریزی تحریرون سے معلوم ہوئے ہین اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر بچپن مین بڑے ہی شوخ مزاج تہے اور امرائی دربار کو بہت تنگ کیا کرتے تہے۔

آخر اونہون نے مجبور ہوکر ایک مرتبہ امیر افضل خان سے انکی شکایت کی اور ساتہ ہی ایک من گہڑت بات بناکر امیر کو سنادی کہ عبد الرحمن خان انتہا درجہ کو شراب کا عادی ہوگیا ہے اور رات دن نشہ مین مست و ہوشیار رہتا ہے۔ بلکہ یہ شوخی اور لوگون کا جنگ کرنا اونکا بالقصد نہین اوسی حالت سرمستی مین بے اختیاری معلوم ہوتا ہے۔

افضل خان کو یہ بات سنکر نہایت غصہ آیا اور فوراً حرم مین جاکر بی بی مروارید سے شکایت کی۔ اور وہین عبد الرحمن کو بلایا مگر نہ تو اونکو منہ سے شراب کی مطلق بو آتی تہی نہ اور کوئی علامت و اثر خار پایا جاتا تہا اسلئے مزید تحقیقات کی گئی۔ مگر ثبوت نہوا اور اہلکارون کا یہ فقرہ بیکار ہی گیا۔

کچہ روز بعد پہر اونہون نے متفق ہوکر افضل خان کے کان مین ایک ایسی بات[1] کہی کہ امیر نے بلا تحقیقات اوسکو مان لیا اور عبد الرحمن سے ایسا بگڑ کا کہ بعض لوگون کے افترا پر بیجرم اپنے لخت جگر کو قید کردیا یہانتک کہ نازبردا

[1] یہ بات اگرچہ صاف طور پر تو آخر وقت تک ظاہر نہین ہوئی لیکن اراکین امیر افضل خان اس امر کو باور کرنیمین تامل نہین کرتے کہ امیر افضل کو عبد الرحمن کی طرفسے یہ کہکر بدظن کردیا تہا کہ عبد الرحمن خفیہ طور پر اسلئے وہ بدلا لینا چاہتا ہی جو شراب کی بابت آپ سے اوسی صدمہ پہونچا ہی۔ اور اسلیے وہ اپنا سامان جمع کر رہا ہی۔ اور لوگ اسنے متعصانہ کہدیا ہی"

۶ ماہ قید مین کاٹے۔ جب بی بی مروارید نے بہت کچھ سفارش کی تب رہا کیا۔ لڑکپن مین عبدالرحمٰن خان اکثر تیر و کمان ہاتھ مین لئے کبوتر وغیرہ کو اپنا تختۂ مشق بنایا کرتے تہے اور ہر طرف اونکو مارتے پہرتے تہے۔ جس سے تمام لوگ سخت متعجب ہوتے اور آپسمین کہتے تہے کہ ایسے قابل آدمی کا پوتا کیسا آوارہ پہرتا ہے۔ باپ بہی اسطرف خیال نہین کرتا یہ لڑکا اپنے نامی خاندان کو نالائقی کا دہبہ لگانیوالا ہے۔ مگر (لَا یَعۡلَمُ عِنۡدَ اللّٰہِ) یہ خبر کسیکو تہی کہ یہ آوارہ گردہی کسی روز تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہوگا اور وہ نظم ونسق سلطنت اور انتظام ملکی کریگا کہ تمام دنیا کے اعلی سے اعلی مدبران ومنتظمان مملکت اوسکی خداداد فہم وفراست پر عش عش کرین گے اور منہ تکتے رہجاوین گے۔

۱۸۶۳؁ء مین ۹ جون کو ہرات کی فتح سے چودہ روز بعد اٹہارہ اولاد چہوڑکر امیر دوست محمد خان راہی عالم بقا ہوے۔ اور یہان سے عبدالرحمٰن خان کا ستارہ ایک مدت کے لئے برج انقلاب مین آیا اور گردش ایام اونپر سوار ہوئی۔ لیکن کیا خبر تہی کہ اوس حکیم مطلق نے انکی تجربہ کاری اور بیدار مغزی کیواسطے یہ سب سامان جمع کردئے کیونکہ بلا گردش اور تکلیف وغیرہ اوٹہائے آدمی پختہ کار نہین ہوتا۔ امیر دوست محمد خان کے لڑکون مین سے پانچ نے علحدہ علحدہ حصول تخت وتاج کی کوشش کی اور ایک دوسری کے مقابلہ کے لئے فوج کشی کرنے لگا۔ چونکہ دوست محمد خان نے اپنی زندگی مین شیر علی خان کو وارث تاج وتخت مقرر کردیا تہا۔ اسلئے افضل خان کو جو دوست محمد خان کے سب سے بڑے بیٹے تہے۔ اپنی حق تلفی اور شیر علی کے خلاف شرع ترجیح دی جانے پر سخت رنج ہوا۔

چنانچہ امیر عبدالرحمٰن خان باپ کی حق تلفی اور شیر علی خان کی ترجیح بلا مرجح ہونیکی

نسبت اپنی نوشتہ خود سوانح مین یہ معقول بحث کرتے ہین۔
ایک زمانہ مین لوگ بحث کرتے تھی کہ شیر علی خان اس بنا پر مستحق تخت کابل ٹھیری کہ اونکی والدہ شاہی خاندان سی ہین۔ اسیوجہ سی سب میری والد امیر افضل خان سے اونکو وراثت مین احق سمجھتے تھے۔ مگر یہ صریح غلطی ہے۔ کیونکہ اول تو میرے والد افضل خان کی والدہ ایک قدیم شاہی خاندان یعنی شاہ طہماسپ کی اولاد مین تھین اور شیر علی خان کی مان فرقہ سلیم زئی مین سے تھین جو پوپل زئی کی ایک شاخ ہے جسکا کوئی مورث اعلی بھی کبھی تخت نشین نہین ہوا۔ امیر دوست محمد خان کی مان قزلباش تھین اور افغانستان مین یہ خاندان بالکل غیر ہے تاہم وہ امیر قرار دیے گئے۔

مذہب اسلام مین اُس قاعدہ کی بموجب جو قران مجید مین ہی اور نیز اسلامی روایات سے تمام بچی بلاتفریق اپنی اپنی ماؤن کی ایک ہی نظر سی دیکھی جاتے ہین اور سب کو ایک ہی طرح ترکہ پانیکا استحقاق ہی حتیٰ کہ کمینہ سی کمینہ لونڈی سی ایک بچہ پیدا ہو تو اوسکا بھی وہی اعزاز ہی جو ایک شاہی خاندان کی زوجہ سی اولاد کا ہی۔ اور یہ لونڈی اسیطرح بی بی سمجھی جاتی ہی جسطرح شادی والی عورت۔

قانون محمدی مین کوئی اعلی یا ادنی درجہ۔ یا ایک سی دوسری کا قانونی استحقاق زیادہ نہین ہی۔ لہذا یہ حق نہین کہ ایک بی بی تو ملکہ کہی جای اور دوسری کچھ نہ کہی جاوی۔ اگر شوہر شاہ ہی تو اوسکی سب عورتین ملکہ ہین۔ اگر خاوند فقیر ہی تو اوسکی سب بیبیان فقیرنیان ہین۔ ابتہ اونمین بعض جا ہتی بیبیان بھی ہوتی ہین مگر یہ نہین کہ شاہ اپنی بیگمات مین فرق ڈالی۔ ہمارے مذہب اور رواج سی صاف ظاہر ہی کہ مستحق

مگر افضل باپ کی زندگی مین وراثت تخت وتاج کے بارہ مین کچھ اختلاف نہین کرسکتا تہا۔ مجبوراً بلخ کی گورنری پر ہی قناعت کی۔ اعظم خان جو کرم کا حاکم تہا شیر علی سے سخت عداوت رکہتا تہا۔ الغرض ابہی دوست محمد خان کو دفن بہی نہین کرچکے تہے کہ اعظم اپنی دار السلطنت کو چلا گیا۔ افضل نے بہی فوراً فساد پر کمر باندہی اور ازبک حاکم بخارا کی مدد سے تخت متنازعہ حاصل کرنیکا پورا ارادہ کرلیا۔ اور اسپر دونون بہائی اعظم اور افضل متفق الرای ہوگئے یہانتک کہ افضل خان نے جنوری ۱۸۶۴ء مین آپکو امیر محمد افضل خان مشہور کرکے تمام مسجدون مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوا دیا۔ مگر شیر علی خان نے اعظم کی فوج کو شکست دیکر بالکل پریشان کردیا اعظم بہاگ کر برٹش گورنمنٹ کی مضبوط پناہ مین آگیا۔ گورنمنٹ نے اوسکی خدمات غدر کو یاد کرکے بڑی توقیر وعزت کی اور ہر طرح اوسکے ساتہ شاہانہ سلوک کیا۔

چونکہ شیر علی خان کی اعظم کو شکست دیکر ہمت بڑہ گئی تہی۔ لہذا اسکے بعد افضل سے مقابلہ کی ٹہانی اور جون ۱۸۶۴ء مین بامیان پر دونون بہائیونکا مقابلہ ہوا۔ عبد الرحمن خان اس لڑائی مین باپ کے شریک کارزار نہ تہے۔ کیونکہ افضل خان نے اونکو تخت پول کا گورنر کردیا تہا اسلئے وہ اپنی گورنری پر تہے۔

[1] چنانچہ لارڈ کرزن لکہتے ہین۔ پہلی پہل پبلک مین انکی شہرت کا زمانہ ۱۸۶۴ء تہا یعنی امیر دوست محمد خان کے انتقال سے ایک برس بعد انکے باپ نے جو افغانی ترکستان کے گورنر تہے انکو تخت پل کا صوبہ دار مقرر کیا تہا۔ اور اس زمانہ کے بعد انکی زندگی کے حالات نہایت ہی دلچسپ واقعات اور اولو العزمی کے کامون سے مالامال ہیں۔ یہان اونہون نے ایک فتح حاصل کی کیونکہ وہ اوزبک سپاہی تہی ایک جگہ شکست بہی پائی۔ کبہی خاص اپنے ملک مین کسی کو بادشاہ بنایا کبہی مہاجرت اختیار کی اور کرزن کو ہمیشہ اوسکے زبردست گورنر رہے ۱۲

مصلحت وقت اور مناسب سمجھکر شیر علی نے اپنی طرف سے ایک قاصد بہائی کے پاس بہیجا اور چند شرائط صلح پیش کین۔ افضل نے اُن شرائط کو منظور کرکے آپسمین صلح کرلی۔ اور شیر علی نے قرآن مجید پر قسم کہائی کہ مین اونکو علاقہ بلخ کا حاکم تسلیم کرتا ہون۔ مگر اسی درمیان مین شیر علی کو کہین سے خفیہ خبر ملی کہ عبد الرحمن اسکے برخلاف سازش کررہا ہے۔ اس اطلاع پر اوسنے اپنی بہائی افضل کو جب بعد صلح وہ ملاقات کو آیا قید کرلیا۔ افضل نے عبد الرحمن کو کہلا بہیجا کہ اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو فوراً ملک سے نکل جاؤ۔

عبد الرحمن خان کو پہلے ہی حالات صلح اور بعد صلح بدعہدی۔ اور باپ کے قید ہوجانیکے معلوم ہوگئے تہے۔ اس سبب سے امیر نے شیر علی سے ناراض ہو کر اوسپر فوج کشی کی تیاریان کرلین تہین۔ مگر باپ کے اس پیغام آنے پر تعمیل حکم کو بخارا کی طرف چلدئے۔

جب شیر علی نے افضل کو قید کرلیا تو اوسکی جگہ فتح محمد خان کو علاقہ بلخ پر مامور کرکے خود اپنے دار الخلافت (کابل) کو مراجعت کی۔ اور افضل کو بہی ہمراہ لیگیا۔ مگر تمام اہل کابل شیر علی سے قسم توڑنے کی وجہ سے دلوںمین رنجیدہ ہوگئے۔ افضل خان کی ملکہ بی بی مروارید نے جب اپنے شوہر کو قید دیکہا تو اوسکی خلاصی کی یہ صورت نکالی کہ محمد اعظم کو جو ہندوستان مین گورنمنٹ کی پناہ مین تہا ۲۵۰۰۰ روپیہ بہیجکر تحریر کیا کہ شیر علی نے تمہارے بہائی کو اصطلاح دہوکا دیکر اور وعدہ خلافی کرکے قید کرلیا ہے اگر کچھ ہمت مردانہ رکہتے ہو تو اس ہوش کو ہاتھ سے نہ دو اور جو کرسکتے ہو کرو۔ کیونکہ اسوقت شیر علی کے رفقا بہی عہد شکنی کے سبب اوس سے برگشتہ ہورہے ہین۔

اعظم وہیں پہونچے اور اطلاع پانے پر فوراً وزیرستان سے گذر کر سوات اسمار چترال ہوتا ہوا بالا بالا بدخشان پہونچا۔ حاکم بدخشان نے علاوہ خاطر و مدارات شاہانہ کے اپنی بہن اعظم کے عقد نکاح مین دی اور دو ہزار سوار مدد کے لئے ہمراہ کئے اور آیندہ ہر طرح کی مدد پہونچانیکا وعدہ کر کے اطمینان دیا۔

عبدالرحمن خان بھی جو اپنے باپ کے پیغام پر ملک سے بھاگ نکلے تھے فکر سے غافل نہ تھے۔ یہ پھرتے پھراتے بخارا پہونچے۔ اور مظفرالدین شاہ بخارا سے اپنی تمام سرگذشت اور شیر علی کی عہد شکنی کا تذکرہ کیا۔ شاہ نے اپنی بیٹی کی شادی عبدالرحمن سے کر دی۔ لیکن وہ ایسا شخص نتھا جو عیش مین پڑ کر اپنی خیالات سے باز رہتا۔ ایک روز تمام علماء بخارا کو جمع کر کے شیر علی کے بارہ مین استفسار کیا۔ اونہون نے فتوی دیا کہ ایسے حلف کر کے عہد شکنی کرنیوالی سے ضرور انتقام لینا چاہئے۔ تب عبدالرحمن نے شاہ بخارا سے رخصت کے ساتھ مدد کی بھی درخواست کی۔ مظفرالدین نے دس ہزار سوار و پیادے امیر عبدالرحمن کی ہمراہ کر کے رخصت کیا وہ اوس فوج کو ساتھ لیکر اپنی ملک آبائی کو واپس ہوا اور ۱۸۶۳ء مین آتے ہی ہندوکش اور بلخ کے تمام شمالی علاقہ پر قابض ہو کر دوسری کوششون مین مشغول ہو گیا۔

اب شیر علی کے نیر اقبال پر چارون طرف سے ادبار کی گھٹائین اُمڈنے لگین۔ ایک طرف اعظم دبا رہا تھا تو دوسری طرف عبدالرحمن خان الگ جنگ کی تیاریان کر رہی تھے۔ مگر ابھی تک ایسے مقابلہ نہین ہوا تھا کہ خود شیر علی کے حقیقی بھائی امین خان اور شریف خان اوسکے برخلاف قسم کھا کر مقابلہ کو اوٹھ کھڑے ہوئے شیر علی کابل سے انکی روک کے لئے باہر نکلا۔ جب ہر دو فریق کی فوجون مین مقابلہ ہوا تو

شیر علی کا بہادر بیٹا ۵۔ جون کو جنگ مین اپنے چچا کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ لیکن شیر علی کو فتح حاصل ہوئی اور وہ مظفر منصور قندہار پہونچا اور چند روز وہان قیام پذیر رہا۔ مگر افسوس یہان کا قیام اوسکو مبارک نہوا۔ جب دار السلطنۃ کو خالی دیکہا رقیبان تخت کو یہ موقع نہایت ہی اچہا ملا۔ عبد الرحمن خان فوج لیکر چچا اعظم خان سے آملے اور دونون ملکر اپنی اپنی فوج کے ساتہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۶۵ء کو کابل کی طرف چلدیئے۔ اور شیر علی ابہی قندہار ہی مین تہا کہ یہ دونون بلا مزاحمت کسی کے ۲۴۔ فروری ۱۸۶۶ء مین داخل کابل ہوگئے۔

اس واقعہ دردانگیز اور حادثہ وحشت خیز کی قندہار مین اطلاع پہونچنے پر شیر علی کے ہوش اُڑ گئے۔ لیکن موقع ہاتہہ سے نکلجانے پر پچہتانا بے سود تہا مگر اوسنے اپنی سی کوشش کرنیمین دریغ نکیا۔ فوراً جمعیت موجودہ کے ساتہ کابل کی راہ لی۔ ادہر سے عبد الرحمن خان قندہار کی طرف کمر باندہے چلے آتے تہے کہ مدعی کو اسطرف آنیکا موقع ہی نہ دیا جاے اور وہین خبر لیجاے تو بہتر ہے۔ چنانچہ شیخ آباد پر دونون لشکرونکی آپسمین مڈہ بہیڑ ہوگئی۔ اور ۱۰۔ مئی کو شیر علی شکست کہا کر قندہار ہوتا ہوا ہرات کو بہاگا۔ وہان حکومت کرنے لگا۔ اور آہستہ آہستہ اپنی طاقت رفتہ کو جمع کرتا رہا۔

افضل خان کا بہت تہوڑی دنون کو امیر کابل بننا

جب عبد الرحمن خان کی فتح کا مژدہ اہل کابل کے کانون مین پہونچا تو سب ارکین سلطنت مع افضل خان کے عبد الرحمن کے استقبال کو شہر سے باہر آئے اور عبد الرحمن خان کی فوج سے مل گئے اوسوقت باپ بیٹے کا آپسمین بغلگیر ہونا قابل دید تہا سب لوگون نے امیر کو مبارکباد دی اور خوشی خوشی سب ملکر شہر مین

داخل ہوئی عبدالرحمٰن خان خلف رشید نے باپ کو تخت کابل پر بٹھایا۔ اور آپ خدمتگذاری مین مشغول رہا۔

اعظم بھی اپنے بھائی بھتیجے کے ساتھ کابل مین موجود تھا کہ تھوڑے سے سکون کے بعد انکو پھر وہان سے حرکت کی ضرورت پڑی۔

شیر علی خان جو کہ ہرات مین جنگ کی تیاریان کر رہا تھا۔ وہان کے امرا سے ایک لاکھ۔ اور اپنے بھائی شریف خان سے ۹ لاکھ روپیہ لیکر پھر حصول تخت و تاج کے لئے مستعد ہوا۔ مگر اس مرتبہ بھی ۱۶۔ جنوری ۱۸۶۷ء کو عبدالرحمٰن خان اور اعظم کی زبردست فوجون سے مقام قلات غلزئی پر شکست فاش کھاکر ہرات کو بھاگنا نصیب ہوا۔ اور جب وہان بھی کوئی امید کی صورت نظر نہ پڑی تو بالآخر فیض محمد خان گورنر افغانی ترکستان کے پاس بلخ پہونچا۔ اور حالات سنائے اوسنے مدد دینے کا اقرار کیا۔ لیکن چونکہ تنہا اوسکی مدد کافی نہ تھی اسلئے دو ایلچی بھیجکر روس و ایران سے امداد کی درخواست کی۔ اور انتظار جواب مین کچھ دن بلخ مین قیام کیا۔ مگر جب دونون جگہ سے حسب مراد جواب نہ آیا تو اگست ۱۸۶۷ء مین فیض محمد کو بھی ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوا اعظم اور عبدالرحمٰن نے (جو بعد فتح قندھار سے کابل چلے آئے تھے) جب شیر علی کے اسطرف آنیکی اطلاع پائی تو یہ صلاح کی کہ اوسکو یہانتک آنیکی مہلت نہ دو راستہ ہی مین روکو۔ چنانچہ ایک کافی جمعیت کے ساتھ عبدالرحمٰن خان کابل سے چلدئے۔

جنگ درہ پنجشیر ۱۸۶۷ء

جب درہ پنجشیر کے قریب پہونچے تو اوس جگہ دونون لشکر مقابل ہو گئے۔ یہ وقت اعظم خود میدان مین قابل دید تھا۔ فروری کے نرم گرم دنون کی وہ صبح

جسمین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے سرّاٹے - پر فضا میدان مین ستون کی طرح گشت لگا رہی تہے - دونون طرف طبل جنگ بج رہا تہا تلوارونکی جہنکارین دوش ہوا پر سوار ہوکر دور تک پہونچ رہی تہین - ایک طرف شیرعلی اپنی قوت اور فیض محمدؐ کی طاقت کا اندازہ کرتا ہوا اپنی فوجون کو باقاعدہ تقسیم کررہا تہا دوسری طرف شیردل عبدالرحمٰن نے اپنے سردارون کو تین کالمون پر تقسیم کیا جو جماعت کے دہنے بائین پر اجمای ہوی تہے -

اسیطرح پیدل ہی متفرق متفرق صورتون مین ہر جماعت کو کافی مدد پہونچانیکے لیئے بانٹ دیئے گئے تہے اور ان سب کو یکسان حکم دیا گیا تہا کہ ایک دوسری کی مدد کا کوئی محتاج نہ رہی اور ہمت مردانہ کا جوہر دکہائے لیکن میری تلوار کی جہلک یا میری سم رہوار کی گرد تمہین فوراً اُس طرف متوجہ کریگی - جدہر جان توڑ کر لڑنیکا موقع ہوگا -

اب عبدالرحمٰن یہ ہدایت کرنیکے بعد دلیرانہ و مردانہ میدان جنگ مین آیا تہ کہ شیرعلی کی فوج نے ایک طرف سے امیر کی صف بندی پر یکبارگی وحشیانہ حملہ شروع کردیا - اور دوسری جانب سے فیض محمدؐ نے مقابلہ شروع کیا لیکن بہادر عبدالرحمٰن نے اپنے گہوڑے کو بجلی اور اپنی تلوار کو سایہ بناکر دکہادیا - اور جس طرف ضرورت ہوی اپنی مردانہ کوشش اُسی طرف صرف کی چنانچہ آناً فاناً مین مطلع صاف ہوگیا او فیض محمدؐ تو وہین کہیت رہی اور شیرعلی بہاگ نکلے جنکا فوج فاتح نے کچہ دور تعاقب کیا لیکن شیرعلی نے اونکی سرحد سے نکلنے تک دم نہ لیا - بلخ پہونچنے پر کچہ دن آرام لینے کے بعد پہر اپنی خیالات اور جمعیت فوج کی فکر مین مبتلا ہوا -

لارڈ کرزن تحریر فرماتے ہین کہ۔
عبد الرحمن خان کی ابتدائی زندگی کا اصل اصول یہی رہا گیا تہا کہ اپنے چچا شیر علی کی مخالفت کئے جائین جنکی خطا اونہون نے کبہی معاف نہین کی اور خطا یہ تہی کہ امیر شیر علی نے اول تو انکے باپ افضل کو (شیر علی کے بڑے بہائی تہے) جانشین نہونے دیا اور دوسرے حلف قرآن کی خلاف ورزی کرکے محمد افضل کو گرفتار کرکے قید کرلیا تہا۔ اسکا انتقام لینے کو عبد الرحمن خان نے شیر علی سے اسطرح کی شدت مخالفت کے ساتہ جنگ کی جو کبہی کم ہونے مین نہ آئی۔ اونہون نے نہ معلوم کتنی مرتبہ شیر علی کو جو نشانہ انقلاب بن رہا تہا زک دی۔

۱۴ ستمبر ۱۸۶۷ء کو شیر علی کو شکست دیکر عبد الرحمن خان نے بڑی مسرت کے ساتہ دار الصدر کابل کو مراجعت کی۔ مگر یہان آتے ہی وہ رنج و صدمے نصیب ہوا کہ تمام خوشیان خاک مین مل گئین۔ آنکے تیسری روز بعد ہی سر سے باپ کا مبارک سایہ اوٹہگیا۔ فقط ۱۶ مہینہ کی حکمرانی کے بعد امیر محمد افضل خان دہر ناپائدار سے ملک بقا کو رحلت کرگیا اور چند روز کابل کی سلطنت کرکے قیامت تک کے لئے صفحۂ تاریخ پر اپنا نام یادگاری کو لکہا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
محمد اعظم نے فرط محبت اور کمال ہمت سے اپنے لایق بہتیجے کو ہرچند کہا کہ اب مسند حکومت پر تم بیٹہو۔ مگر واہ رے ادب اور سیر چشمی کہ چچا کے مقابلہ مین تخت حکومت سی چیز پر بیٹہنے سے صاف انکار کردیا اور کہا

چچا تمہاری موجودگی مین میری ہرگز یہ مجال نہین کہ تخت پر بیٹھون اور
اے چچا کیا تم اسکو محبت جانتے ہو کہ اپنے ناتجربہ کار بھتیجے کے نازپرور
سر پر خدا کی اس عظیم الشان بھاری ودیعت کا بار رکہدو۔ ای چچا آپ
تخت پر جلوہ افروز ہوجئے۔ اور مین آپ کی فوج ظفر موج کی سپہ سالاری
کرون گا۔

عبدالرحمٰن کی تعریف مین سرلیپل گریفن اس طرح رطب اللسان ہے کہ۔

عبدالرحمٰن خان ایسی عمر سے صوبہ کی گورنری کرتے تھے جس عمر میں
انگلش اطفال اسکول مین تحصیل کرتے ہوتے ہین۔ بیس برس کی عمر کو
پہونچنے کے قبل یہ فوج کی کمان کرتے تھے۔ اور بڑی بڑی فتحمندیان
کر رہے تہی اور سختی کے ساتھ غدر کو دور کر رہے تھے۔ یہ کارروائی اونہون نے
اسواسطے کی تہی تاکہ اونکے ناقابل کاہل الوجود باپ تخت نشین ہون اور
جب باپ کا انتقال ہوگیا تو اونہون نے یہ کوشش اپنے چچا محمد اعظم کے لئے
کی جسنے غفلت سے اپنی اور اپنے بھتیجے کی دولت و حکومت تباہ و برباد کردی
پس اونکو اپنا وطن مالوف چہوڑکر بخارا مین جا رہنا پڑا ۱۲

اعظم کے مسند نشین ہونے پر سر جان لارنس نے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے اوسکو
اس کامیابی پر مبارکباد بہیجی اور قدیمی تعلقات جو شیر علی اور امیر دوست محمد خان
کے ساتھ تھے قایم رکہنے کی خواہش ظاہر کی۔

عبدالرحمٰن خان جیسے جری اور بہادر سے بہکار کب بیٹھا جاتا تھا چالیسوین تک
باپ کے ماتم کی وجہ بہ مجبوری کابل مین رہا بعد کو پہر اپنے شکار (شیر علی) کی
جستجو مین کوہ ہندوکش کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر آپکو اوس علاقہ کا
حاکم ظاہر کیا اور قلعہ میمنہ کا محاصرہ کرلیا۔ وہان کے ازبک سردار نے مجبور ہوکر

۱۸ا-می کو بہت سا روپیہ دیکر اوس سے اپنا پیچھا چھوڑایا۔

ابہی عبدالرحمٰن میمنہ کے محاصرہ مین تہے کہ ہرات سے شیرعلی نے اپنے بیٹے یعقوب خان کو قندہار کی طرف بہیجا اور اوسنے آتے ہی قندہار کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اسکے بعد شیرعلی کو ہرات مین خبر ملی کہ امیر اعظم سے چونکہ وہ اپنا بہت زیادہ وقت عیش وعشرت اور ذاتی معاملات مین گذارتا ہے کابل کا کوئی آدمی خوش نہین ہے۔

مخالف کو اس سے اچہا موقع کونسا مل سکتا ہے۔ فوراً قندہار کو چلدیا اور وہان پہونچکر مع بیٹے کے کابل کو رخ کیا اور ہفتہ عشرہ ہی مین غزنی تک کل علاقہ فتح کرلیا۔ جب شیرعلی غزنی تک آن پہونچا تب امیر اعظم کی خواب غفلت سے آنکہہ کہلی تو بہت گہبرائے کیونکہ فتحمند بہادر بہتیجا بہی ساتہ نہ تہا نہ اوسکو ان معاملات کی اطلاع تہی وہ علاقہ کوہ ہندوکش مین ان واقعات سے بالکل بیخبر تہا۔

۳۱-جولائی ۱۸۶۶ء کو امیر اعظم خود شیرعلی کے مقابلہ کو کابل سے نکلا مگر شیرعلی کا ستارہ برج نحوست سے نکل چکا تہا پہلے ہی مقابلہ مین اعظم کو شکست دی اور بالاحصار تک ہٹاکر بہگادیا۔ بعد کو مظفر و منصور کابل مین داخل ہوا اور تخت پر بیٹہکر دوبارہ امیر افغانستان ہوگیا۔ چنانچہ سرجان لارنس نے فتح کی مبارکباد مین ۳۵۰۰ اسلاح اور ۶ لاکہہ روپیہ نقد نذر کے لئے کابل بہیجے۔

جب اعظم نے شکست کہائی تو بہاگ کر عبدالرحمٰن کے پاس گیا اور اوسکے ساتہ ملکر جنوری ۱۸۶۹ء مین ایک آخری حملہ پہر کیا۔ مگر ہزارہ کی دشوار گذار پہاڑیوں مین اس مرتبہ ایسی سخت شکست پائی کہ ہمت ٹوٹ گئی اور سوائے ترک وطن کرنیکے کوئی چارہ نہ دیکہا۔

[illegible]

جب عبدالرحمن خان نے خیال کیا کہ اب کچھ دنون کے لئے شکار ہاتھہ سے جاتا رہا تو اپنے ملک سے نکلکر دس برس کے لئے جلاوطنی اختیار کی لیکن اس اثنار مین برابر وہ یہی تصور کرتے رہے کہ اونکی خدمات پہر درکار ہونگی اور وہ یقیناً اپنے ملک کو واپس آئینگے۔

امیر صاحب کا ملک آبائی کو خیرباد کہکر غریب الوطنی اختیار کرنا

جب اعظم نے ہزارہ پر شکست فاش کہائی تو یہی مناسب سمجہا کہ اس ملک کو چھوڑکر کسی دوسری سلطنت مین پناہ لیجاوے۔ یہ نیت کرکے دونون چچا بھتیجے مشہد مقدس کو (ایران کا صوبہ ہے) چلدئے۔ منزل بمنزل چلے جاتے تہے کہ ایک روز ایسے مقام پر اونکا گذر ہوا جو نہایت دلکش منظر تہا جہان ایک نہر بہی لہرائے رہی تہی عبدالرحمن خان کو اوسکا پانی دیکہکر اور بہی حیرت ہوئی کہ بالکل دودہ کی طرح سفید تہا۔ بیساختہ طبیعت چاہی کچھ دیر یہان قیام کرنا چاہئے چنانچہ ایک پہاڑی مین مع لشکر کے آرام کیا۔ امیر صاحب فرماتے ہین۔

ایسا پانی مین نے کبہی نہین دیکہا تہا وہان کا فرحت افزا سین دیکہکر مجہے نیند آگئی اور مینے خواب مین دیکہا کہ ایک پیرمرد سفید ریش مجہسے کہتا ہے کہ حیران ہو انشاء اللہ تعالیٰ تو ایک نہ ایک روز امیر کابل و افغانستان ہوہی رہیگا۔

جب دونون چچا بھتیجے مشہد پہونچے تو گورنر مشہد نے انکی بڑی تعظیم وتکریم کی اور بہت خاطر و تواضع سے پیش آیا ایک ایوان شاہی بہی قیام کے لئے فوراً خالی کردیا۔

یہ مشہد مین ہی تہے خبر ملی کہ شیر علی پنجاب گیا تہا جہان یہ بات قرار پائی کہ

افغانستان کے تمام باغی گورنمنٹ کے حوالہ کردیئے جاوین۔ یہ سنکر چچا بھتیجے نے خدا کا بڑا شکر ادا کیا کہ ہم اچھے موقع پر وہان سے نکل آئے۔ جب شہنشاہ ناصرالدین قاچار کو انکی اطلاع پہونچی تو افضل خان اور عبدالرحمٰن خان دونون کو الطاف خسروانہ سے طہران مین مدعو کیا۔ عبدالرحمٰن خان نے چچا کو شاہ کجکلاہ کے حضور مین روانہ کرکے خود روسی امداد کی طلب مین خیوا کا رخ کیا۔

لیکن محمد اعظم دربار شاہ ایران مین پہونچنے سے قبل مقام شاہ رودٌ مین ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء کو بفرمان (اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ الخ) بارگاہ رب العزت مین پہونچگیا۔

عبدالرحمٰن خان خیوا سے روسی علاقہ مین گذرتے ہوئے بخارا پہونچے اور مظفرالدین شاہ بخارا کے مہمان ہوے مگر اس مرتبہ انکی خاطر و مدارات مین شاید کمی ہوئی جو بخارا مین زیادہ رہنا پسند نہین کیا۔ جنرل کوفین گورنر روسی ترکستان کو لکھا کہ آجکل افغانستان مین آتش فساد بھڑک رہی ہی۔ اگر گورنمنٹ روس مجھے تھوڑی سی بھی مدد دیوے تو شیر علی بہت جلد مطیع ہوسکتا ہی۔ مگر جنرل کوفین نے جواب مین یہ تحریر کیا۔

میرے عزیز دوست مجھے آپ کا نوازشنامہ ملا جواب مین اسقدر کہدینے کی جرات کرتا ہون کہ گورنمنٹ روس افغانستان کے معاملات مین دخل دینا نہین چاہتی۔ اور شیر علی نے چونکہ ہماری ساتھ کوئی دغا نہین کی اسلئے ہم کسی صورت مین اوسکے برخلاف فوج نہین بھیج سکتے۔

ٌ مشہد سی دارالسلطنت طہران کو جو راستہ ہی اوسکے درمیان مین یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہی ۱۲

اس جواب کے ملنے سے عبدالرحمن خان آزردہ خاطر ہو کر ہمراہی برادر اسحاق خان سمرقند آیا اور یہان سے فروری ۱۸۷۰ء کو تاشقند کو پہونچکر روسی گورنر سے ملاقات کی اور پھر گورنمنٹ روس سے امداد کی درخواست کر کے ظاہر کیا کہ شیر علی دولت روس کا ہرگز دوست نہین - لیکن جنرل کوفین نے اب بہی صاف انکار کر دیا - مگر یہ کہا کہ اگر تم یہان رہو تو گورنمنٹ روس ۲۵۰۰ روبل (سکۂ روس) سالانہ وظیفہ تمہارے اخراجات کے لیئے دیسکتی ہے - عبدالرحمن خان نے مجبوری کو ایسی بے سروسامانی اور غریب الوطنی مین اسکو بہی نعمت غیر مترقبہ سمجھکر قبول کر لیا اور سمرقند مین ایک شاہی محل مین ایام گردش کو گذارنے لگے -

لارڈ کرزن لکھتے ہین - کہ

> اسی غرض سے اونہون نے روسی پنشن قبول کر لی (جسکا بیشتر حصہ اوپر والے اوڑا لیا کرتے تھے) وہ اس غرض سے سمرقند مین رہا کرتے تھے کہ افغانی سرحد کے قریب ہین اور ضرورت شدید کے واقع ہونے پر یہ قربت کام آسکے - مین یقین کرتا ہون کہ روسیون کی یہ حیرت شاید کبھی رفع نہین ہوگی کہ جو شخص اونکا مہمان اور پنشن خوار تہا وہ بزمانہ

---

* تاشقند - سمرقند - وبخارا - سرحد شمالی افغانستان سے آگے روسی ترکستان مین قدیمی مشہور شہر ہین اور جس بیان پر ختم ہے یہان پہلے اسلامی سلطنت کا پھریرا اڑا کرتا تہا مگر مدت سے روسی علاقہ مین ہین تاشقند اور سمرقند روسی گورنر کی حکومت مین ہے اور بخارا ریاست ہے جو روس کی تحت ہے جسطرح ہندوستان مین حیدرآباد دکن - آجکل بخارا کے شاہ سلطان عبدالعزیز ہین -

مابعد بحث پاکر ایسی حکمت عملی اختیار کرے جو روسی اولوالعزمیوں کے اسقدر ناموافق ہو۔ مگر کچھ زمانے تک وہ یہ خیال کرکے تسکین حاصل کرتے رہی کہ یہ محض نمایش ہے اور اصل دوستی روس کے ساتھ بعد کو ظاہر ہوگی۔ مجکو تو اس کیفیت کی کوئی زیادہ وجہ دریافت کرنیکی ضرورت نہین پائی جاتی بجز اسکے کہ عبدالرحمن خان بحیثیت ایک وطن دوست ہونیکے اپنے ملک کے صحیح مقاصد پیش نظر رکھتے ہین اور بحیثیت ایک مدبر کے اونہون نے ہوشیاری کے ساتھ خیال کرلیاہے کہ وہ مقاصد کس رخ پاسے جاتے ہین۔ لیکن ضمناً اس بات کا جاننا دلچسپی سے خالی نہوگا کہ جس زمانے مین روسی افسر اوسے سادہ مزاج اور غیر تربیت یافتہ افغانستان کا ذکر ہمیشہ اخلاق کے ساتھ نکرتے تھے اس اثنا مین یہ زبردست ایشیائی شخص جسنے پرایوٹ طور پر اونکی زبان ہی حاصل کرلی تھی اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ افغانستان مین کیا ہورہا ہے۔ اور اگر ایسے زمانے مین وہ کبھی کبھی اس بات کی تدبیرین نکرتا کہ آخر مین انتقام کیونکر لیگا تو اوسکی بشریت سے بعید تھا۔ ۱۲

امیر صاحب سمرقند مین تھے کہ اُس زمانے مین ایک فرانسیسی پروفیسر اوجفلی اپنی بی بی کے ساتھ وہان گیا تھا۔ مس اوجفلی کا بیان ہے۔ کہ امیر صاحب بڑے دوراندیش اور کفایت شعار تھے وہ بمشکل ۵۰۰ پونڈ سالانہ اپنے اخراجات مین صرف کرتے ہونگے۔ اونہون نے دو تلوارین بہت گران قیمت کو ہمارے ہاتھ فروخت کین تھین۔

جب امیر صاحب نے دیکھا کہ جنرل کوفین کیطرح میری استعداد پر توجہ نہین ہوتا

تو ۱۸۶۸ء مین عبدالرحمن خان نے بذات خود زار روس کے پاس جانیکا قصد کیا بلکہ دو تین منزل طے بہی کر لی تہین کہ وہان اونکی ملاقات ایک روسی جنرل سے ہوئی (جو بجاے جنرل کفمین کے مقرر ہو کر سینٹ پٹرسبرگ سے تاشقند کو آرہا تہا) امیر صاحب نے وقت ملاقات اوس سے کہا کہ مین شہنشاہ روس کے پاس اس غرض سے جاتا ہون۔ کہ یا تو حصول تخت و تاج کے لئے حسب حاجت فوج سے میری امداد کرے۔ ورنہ یون ہی مجہے اپنے ملک مین جانیکی رخصت دیجاوے۔ مگر جنرل مذکور نے کہا کہ آپ اس سفر کی کیون تکلیف اوٹہاتے ہین۔ مین وہین چند روز مین آپکو جواب منگادونگا اس وجہ سے امیر صاحب کو واپس آنا پڑا۔ سمرقند آکر عبدالرحمن خان نے ایک دوسری تدبیر نکالی کہ نومبر ۱۸۶۸ء کو ایک جاسوس کابل بہیجا مگر اجل نے اوسکو پنجۂ شیر مین گرفتار کرادیا۔ اول تو شیر علی نے بملائمت اوس سے استفسار حال کیا۔ لیکن جب وہ اظہار راز مین تجاہل کرنے لگا۔ تو شیر علی بڑی سختی کی اور طرح طرح کی تکلیفین دین۔ آخر معلوم ہوگیا کہ عبدالرحمن خان کا بہیجا ہوا ہے اور وقت تلاشی جاسوس مذکور کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا جو کابل کے ایک اعلیٰ فوجی افسر کے نام تہا۔ اور اوسکا یہ مضمون تہا۔

مشفق من آپ جانتے ہین کہ شیر علی انگریزون کا غلام ہوگیا ہے اور اسلام کے نام کو بدنام کر رہا ہے۔ اگر تم میری مدد کرو اور کافی جمعیت بہادر افغانون کی شیر علی کے برخلاف فراہم کرو تو شیر علی کو تباہ کر کے اسلام کے نام سے یہ دہبہ مٹاوین۔ اور دین و دنیا مین نام پاوین۔

شیر علی نے جاسوس کو قتل کر دیا۔ اور روسی جنرل کو اس مضمون کا ایک خط لکہا۔

میرے مہربان عبد الرحمن جسکو گورنمنٹ روس سے وظیفہ ملتا ہے۔ تحقیق ہوا کہ افغانستان کے لوگون سے خط وکتابت کرکے اونکو میری مخالفت پر اوبہار رہا ہے چنانچہ حال مین ایک جاسوس ہمنے گرفتار کیا جو ہمارے ایک معتمد افسر کے پاس اوسکا خط لایا تہا۔ جو بجنسہ آپکے ملاحظہ کو بہیجا جاتا ہے۔

اگر عبد الرحمن کو ایسی خط وکتابت سے باز نہ رکہا گیا تو ضرور ہماری دوستی مین تفرق کا سبب ہوگا۔ بلکہ مناسب یہ ہی کہ اوسکو سمرقند سے کسی ایسی جگہ بہیجدیا جاوے جو افغانستانکی سرحد سے بہت فاصلہ پر ہو۔

جب یہ خط گورنر تاشقند کو ملا اوسنے عبد الرحمن خان کو اطلاعاً تحریر کیا کہ اس فتنہ انگیز خط وکتابت کو بند کردیجئے۔ ورنہ گورنمنٹ روس آپ کا وظیفہ بند کرلیگی۔

اسکے بعد جنرل موصوف نے دیگر افسران روس کو جمع کرکے امیر صاحب کے بارہ مین مشورہ کیا۔ بعض کی تو یہ راے ہوئی کہ اونکو ملک یورپ مین بہیجدیا جاوے اور بعض کی یہ تجویز ہوئی کہ فی الحال سمرقند سے علحدگی کی یہ معقول صورت ہوگی کہ اونکو گورنمنٹ روس کی طرف سے فوج کی کمان دیکر ترکون کے مقابلہ کو بہیجدیا جاوے گورنر مذکورنے اس راے کو پسند کیا اور امیر صاحب سے درخواست کی کہ چونکہ آجکل روس اور ترکون سے جنگ ہو رہی ہے۔ اگر آپ روسی فوج لیکر ترکون کے مقابلہ کو جانا قبول کرین تو گورنمنٹ روس آپکی ہر ایک درخواست منظور کرنیکو تیار ہے۔ لیکن امیر صاحب نے اپنی راے مین اس فوجی عزل سے سمرقند ہی مین رہنا مناسب سمجھکر انکار کردیا۔

عبد الرحمن خان دس برس جلا وطنی اور بے سرو سامانی کی خوفناک گہائیون
مین پہنسے رہے تاہم اپنی فکرات اور تدبیرون سے ایکدم غافل رہنا گوارا نکیا
اونکو ہمیشہ افغانستان کی ادنی ادنی باتون کی ہر وقت مین تازہ خبرین
ملتی رہین۔ بقول سر لیپل گریفن۔

امیر عبد الرحمن خان نے اپنی ابتدائی عمر ہی مین نیکبختی اور بدبختی کا جام نوش کیا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قسمت پر مشرقی عقیدہ پیدا ہوگیا تہا مگر معہذا یہ عقیدہ بہی تہا کہ گو کیسی ہی پیشین گوئی کیون نہوئی ہو مگر اپنی کوشش اور محنت سے باز نہ رہنا چاہیے۔ جب سمرقند کی جلا وطنی کے زمانہ مین بڑے صبر کی حاجت تہی اونہون نے نہایت صبر کیا اور جب گرمجوشی کی ضرورت ہتی تو ہر جنگ مین اونہون نے اپنی تمام کوششین اسطرح کین کہ شاید کوئی دوسرا شخص نکرتا۔ اور جب اونکو ہرات سینٹ پیٹرسبرگ سے اور قسم کی جنگ کرنا پڑی اوس وقت اونہون نے اپنے تئین ایک بڑا اوستاد و مشاق ظاہر کیا۔ اور سب طرح کی کامیابی حاصل کی۔

جب امیر صاحب کو سمرقند مین ۱۸۷۱ء کو خبر ملی کہ یعقوب خان نے باپ کی برخلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ اوسوقت بہت کوشش کی تا کہ کسی صورت سے مین بہی اوسکا شریک ہوجاؤن۔ لیکن اس خیال مین کامیابی نہوئی۔ ۱۸۷۸ء مین جب شیر علی اور گورمنٹ انگریزی مین جہگڑا ہوا تو اس موقع کو امیر صاحب بڑے غور سے دیکہتے تہے کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی موقع عبد الرحمن کے نیر اقبال کے لئے مشرق بنگیا۔ جیسا کہ لارڈ کرزن صاحب کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

۱۸۷۸ء مین وہ موقع جسکا مدتون سے انتظار تھا آہی گیا
اس سال بدبخت شیر علی خان نے روسی وعدونکی جہپٹ مین
آکر برٹش دوستی ترک کردی اور برٹش فوج کو اپنی ملک مین
بُلالیا اور اوسکی وجہ سے اپنا ملک اور کچہ عرصہ بعد اپنی جان بہی
کہو بیٹہا تمام مشرقی ملکون مین عموماً اور افغانستان مین خصوصاً
بادشاہ وقت کے مرنیکا وقت بہت نازک ہوتا ہی جب تمام
لوگ سلطنت کے دعویدار بن بیٹہتے ہین شیر علی خان اوسوقت تک
زندہ تہے جب عبدالرحمٰن خان جنہون نے افغان پناہ گزینونکی
ایک قلیل جماعت بخارا مین جمع کرلی تہی دریای آکسس سے
عبور کرآئے اور بدخشان کو اپنے قابو مین کرلیا۔ وہان سے
وہ اپنے قدیم صوبہ افغانی ترکستان مین آئے۔ اور آغاز ۱۸۸۰ء
مین جب دوسری برٹش مہم نے دوبارہ کابل مین اپنی سطوت
قایم کی لیکن یعقوب خان کی دغا اور ایوب خان کی علانیہ
مخالفت کے بعد اس حیرت مین تہے کہ کوئی موزون امیدوار
بہم پہونچتا تو اوسکو تخت وتاج سپرد کرکے واپس ہندوستان کو
جاتے۔ اوس زمانہ مین عبدالرحمٰن خان نے ایسی عظمت حاصل
کرلی تہی کہ گورنمنٹ ہند نے خوشی کے ساتہ اوسسے نامہ وپیام
شروع کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ماہ جولائی کے بڑی دربار کابل مین
اونکے امیر ہونیکا اعلان کردیا گیا اور ماہ اگست مین برٹش
فوج واپس آئی اور امیر عبدالرحمٰن خان تنہا سلطنت کوئی
چہوڑ دئے گئے ۱۲۰

عبدالرحمن خان کا عروج

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات یہ وہ پرانی سچی مثل ہے کہ جسکی صداقت مین بیشمار نظیرین ہر زمانہ مین پائی جاتی ہین - ہر شخص کی نیک بختی اور بدبختی کے آثار پہلے ہی اوسکے افعال و عادات سے ظاہر ہوجاتے ہین -
ابتدا ہی سے عبدالرحمن خان کی چستی دچالاکی - پولیٹکل معاملات کی سنجیدگی فتوحات جنگی - تالیف قلوبی و ہر دلعزیزی - متانت و بردباری - ادنیٰ ادنیٰ بات کی خبرداری - دوست و دشمن مین امتیازی - ہر امر مین تدابیر صائبہ کو کام مین لانے - ہر شخص سے ہوشیار رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تہا کہ ایک روز ضرور تخت کابل کو اسکے مبارک قدمون سے زینت ہوگی -
وہ ہر کارروائی ایسی مدبرانہ طریقہ سے کرتے تہے کہ قابل تعریف ہی نہین بلکہ موجب حیرت ہی - وہ ہر ایک سے دوستی ہی قایم رکہتے تہے اور با این ہمہ اپنے مطلب کو کسی طرح ہاتھ سے بجانے دیتے تہی ۱۸۷۹ء مین جب روسی سرحد (سمرقند) سے اپنے ملک کا قصد کیا تو روس نے روپیہ وغیرہ سے اونکی مدد کرکے اوس طرف جانیکی اسلیئے اجازت دی کہ اونکے ذریعہ سے خود فائدہ اوٹہاے - مگر اونہون نے اپنی یازدہ سالہ تجربہ سے بخوبی دریافت کرلیا تہا کہ روسی دوستی محض اس بات پر مبنی ہے کہ انجام مین ہماری تباہی اور اوسکو فائدہ حاصل ہو -
اور برٹش گورنمنٹ کی دوستی کا منشا یہ ہے کہ افغانستان کی آزادی مین کسی طرح فرق نہ آوے - لہذا اونہون نے گورنمنٹ انگلش کے اتحاد کو ہمیشہ قایم رکہا - مگر باوجود اس دوستی و اتحاد کے بہی یہ امر ہر وقت مدنظر رکہا کہ ہر معاملہ اسطرح طے ہو کہ جسمین طرفین کا فائدہ ہو جسمین

فقط دوسرے ہی کا نفع دیکھتے تہے تو کچھ دیر کو اونکی دوستی کا رخ پہر جاتا تہا۔

ایک مرتبہ کسی سرحدی معاملہ پر امیر صاحب کی چاہیتی ملکہ حلیمہ بی بی نے اونسے کہا کہ ایک جگہ اپنا نفع نہ سہی۔ مگر تم کسی طرح انگلش گورنمنٹ سے نہ بگاڑو کیونکہ وہ تمہاری خالص و مخلص خیرخواہ ہے۔ اسپر امیر کو بہت غصہ آیا اور غضبناک ہوکر اونکو جواب دیا۔ کہ اپنا کام کرو۔ تم ان معاملات مین ہرگز دخل ندو۔ یہ مین خود جانتا ہون کہ دراصل برٹش میری سچی دوست ہی۔ مگر فیصلہ تو اسطرح کبہی نہوگا جسمین ایک طرف ہی فائدہ ہو۔

فروری ۱۸۷۹ء مین جب شیر علی کا انتقال ہوگیا اور انگریز تخت کابل پر قابض ہوگئے تہے سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک اخبار نے امیر صاحب کے اوسطرف بہیجنے کے متعلق اپنے خیالات یہ ظاہر کئے تہے۔

اسوقت افغانستان بالکل سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہی۔ لہذا اب عمدہ موقع ہے کہ عبدالرحمن خان اوسطرف بہیجدیا جاوے۔ کیونکہ ہرات و بلخ وغیرہ صوبون مین اوسے ہر دلعزیزی حاصل ہے اور وہ لوگ سرکار انگریزی کے اتحاد کے بالکل مخالف ہین۔ اور دوسرے وہ لوگ جو یعقوب خان کے مظالم سے تنگ آئی ہوئی ہین۔ سب عبدالرحمن خان سے ملجاوینگے اور انگریزی تعلق کو بالکل ملیامیٹ کردین گے۔

دسمبر ۱۸۷۹ء مین امیر صاحب کو خبر ملی کہ یعقوب خان کو قید کرکے ہندوستان بہیجدیا گیا۔ اس اطلاع پر اونکو پہر جوش آیا اور دل مین کہنے لگے کہ جو بہی ہو ایکمرتبہ ایسے موقع پر اور تقدیر آزمائی کرنی چاہئے۔ یہ خیال کرکے پورے طور پر چلنے کو تیار ہوگئے۔ اوسوقت گورنمنٹ روس نے

(۲۵۰۰) پونڈ اونکو بطور امداد دئے اور (۱۲۵۰۰) اونکے پاس تھے (جو اسی روز کے لئے اونہون نے ردسی وظیفہ سے پس انداز کرکے جمع کئے تھے) کل ۱۹۰۰۰ ہزار پونڈ اور چار سو سوار لیکر دریای آکسس کو عبور کرکے بدخشان پہونچے - اور وہان کے گورنر نے انکا استقبال کیا چنانچہ

امیر صاحب اپنی نوشتہ خود سوانح عمری مین تحریر فرماتے ہین کہ

جب تکلیفین اوٹھاتا ہوا مین سرحد بدخشان مین پہونچا تو لوگون سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ حسن (میر شاہ کے لڑکے) اور اوسکے دو چچا اُد بھائیون نے یعنی میر یوسف علی اور میر نصر اللہ نے رشتاک - کنعان اور بدخشان آپسمین تقسیم کرلیا ہے - اور بند وبست کیا ہے کہ حسن رشطک پر اور نصر اللہ کنعان اور یوسف بدخشان پر حکومت کرے مینے اپنے غلام میر عالم کے ہاتھ گلگون آنیکا حال حسن سے کہلا بھیجا - شاہزادہ حسن میری خسر کا بھائی ہوتا تھا - اس خط کی روانگی کے بعد مین دریای جیحون کے کنارے شجاع آباد چلا گیا - یہ گاؤن رشطک کے سامنے آباد ہے دو دن کا راستہ طی کرنیکے بعد اس گاؤن مین پہونچا - تیسرے دن شام کے وقت دریا کو عبور کیا اور رشطک کی حد مین داخل ہوگیا - شاہزادہ حسن کو میرا آنا برا معلوم ہوا اور میرے قاصد کو قید کرکے لکھ بھیجا کہ دریا عبور کرنیکی کوئی ضرورت نہین - مین نے قسم کھائی ہے کہ اگر میری ملک کی زمین پر افغانیون نے قدم بھی رکھا تو مین اوس زمین کے ٹکڑے کو ناپاک سمجھ کے اپنی حکومت سے باہر سمجھونگا اور آپ لوگون کو بھی شہر سے نکالدونگا - یہ خط مجھے اسی گاؤن مین ملا جسکا میری طرف سے یہ جواب دیا گیا -

ای بیوقوف - محسن کش بد باطن شخص پرسون مین نے تیری اور تیرے
بہائی کی پرورش کی - تیرے ذلیل خاندان سے تعلق پیدا کیا کہ تو کسی
دن کام آئیگا - مگر میرا یہ خیال غلط تہا - یاد رکہہ کہ اگر مجہے موت کا
خوف ہوتا تو یہان تک ہرگز نہ پہونچتا - ای بزدل کان کہول کے
سن لے کہ کل آنیوالی صبح میرا تیرا فیصلہ کردیگی اور تجہے معلوم ہوجائیگا
کہ کون زبردست ہے -

دریا پر حسن نے ایک ہزار سوار میری روک تہام کو مقرر کردی تہے
جب خوب اندہیرا ہوگیا - تو میرے بیس سردارون نے اونپر فیر کئے
وہ یہ سمجہ کے کہ ہماری مقابلہ مین بڑی فوج ہے فورًا بہاگ گئے - انہین سے
چہہ سوارون کو ہمنے گرفتار کرلیا - اور میری پاس اوسوقت کل ستو
سوار اور دس علم بردار تہے - اور دوسرے روز مجہی بارہ ہزار دشمنون کا
مقابلہ کرنا پڑا - مین جانتا تہا کہ دنیا کی غیر معمولی شجاعت اور دلیری
بہی اس موقع پر کام نہین دیسکتی - لیکن مین اپنی جان پر کہیل گیا تہا
کیونکہ خیال تہا کہ اگر یہان سے بچگیا تو بدخشان اور کنعان والے
میرا فیصلہ کردینگے اور اگر اونسے بہی بچکر نکلا تو انگریزی فوج سے
مٹہ بہیڑ ہوگی - ان باتون نے مجہے زندگی سے مایوس کردیا تہا - مگر
جس ناچیز بندی کو قادر مطلق اپنی حفاظت مین لے تو اوسکے آگے
تمام دنیا ہیچ ہے - رفتہ رفتہ میرا دل ایسا مضبوط ہوگیا کہ اگر ساری
جہان کی فوج میری سامنے آجاتی تو بہنگے سے زیادہ وقعت نہ رکہتی -
اب مین ایمان والون کو بتاتا ہون جو میری ساتہہ پیش آیا اگر تم بہی
بارگاہ صمدی مین سچے دل سے حاضر ہو اور خدا کی راہ مین صدق دل سے

خدمت کے لئے موجود ہو تو کامیابی یقینی ہے - یہ عمر بہر کا میرا ذاتی تجربہ ہے جسکا یہ نتیجہ ہے کہ آج مین بادشاہ ہون -

دوسرے دن نصر اللہ کے انتظار مین مین شاہزادہ حسن کی فوج کا مقابلہ کرنیکے لئے آگے بڑہا بارہ میل کا فاصلہ طے کرنیکے بعد مین نے دیکہا کہ بارہ ہزار جوان بارہ جہنڈے ہوا مین اُڑاتے میری طرف بڑہتے چلے آرہے ہین - جب اس ٹڈی دل فوج سے ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے جادو کردیا - سب کے سب تتر بتر ہو کے بہاگنے لگے - مین حیران تہا کہ یہ کیا اسرار ہے - تہوڑی دیر مین میر بدخشان کے سوارون کا ایک دستہ جو شاہزادہ حسن کا چچازاد بہائی تہا اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوا میری طرف بڑہا - مین نے اپنے آدمیون کو آگے بڑہنے سے روکا - اور خود چند سردارونکے ساتہ سوارونکی طرف اونکے آنیکا سبب دریافت کرنیکو گیا قریب پہونچکے اونہون نے کہا کہ ہم مقابلہ کو نہین آئے بلکہ سردار عبد الرحمن کے استقبال اور قدمبوسی کے لئے حاضر ہوے ہین - مین نے اس مدد غیبی پر خدا کا شکر ادا کیا اور اس فوج کو لیکر رستلک پر جا گرا اور اپنے قبضہ کرکے بدخشان کی راہ لی جہان میر بدخشان نے میرا استقبال کیا -

چنانچہ امیر صاحب نے وہان اپنا سکۂ حکومت جماکر بلخ کی طرف رخ کیا چونکہ یعقوب خان قید ہو چکا تہا - اور برٹش حکومت سے کوئی افغانی خوش نہ تہا لہذا ابلا مزاحمت اور جنگ وجدل کے امیر صاحب کے اقبال نے حدود کابل تک رسائی کرادی -

چونکہ انگریز وحشی افغانون کے ہر روزہ کشت و خون اور سرکشی سے نہایت

تنگ آ گئے تھے اسلیئے (مضمون مطابق تو بلقای تو) امیر صاحب کی حدود کابل مین داخل ہونیکی خبر پاکر لارڈ لٹن نے سکرٹری آف سٹیٹ کو یہ تار دیا۔

کابل مین آجکل کوئی حکمران نہین۔ اور وہان سوای افغانی سردارون کے کوئی حکومت نہین کر سکتا۔ اگر جلدی اسکا انتظام نہ کیا گیا تو افغانستان کی سرکش قومین ہندوستان تک ہمین اور وہان کے اصلی باشندون کو نقصان پہونچادین گے۔ میری دانست مین عبدالرحمن خان جو دوست محمد خان کا سب سے لایق پوتا ہے کابل کا امیر مقرر کر دینا چاہیئے۔ اور جنوبی علاقہ ایک سردار شیر علی کی سپرد کر دینا چاہیئے۔

لارڈ لٹن نے اس عرصہ مین عبدالرحمن خان کے متعلق اس امر کی (کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اونکی کیسے خیالات ہین) مزید تحقیقات کی۔ آخر یکم اپریل ۱۸۸۰ء کو سر لیپل گریفن نے جو ان دنون برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کابل مین ایجنٹ تھا امیر صاحب کو لکھا۔

میری عزیز دوست۔ مین نے سنا ہی کہ آپ روس سے آگئی ہین مین خفیہ طور پر آپکو اطلاع دیتا ہون۔ کہ گورنمنٹ ہند آپکو امیر کابل تسلیم کرنیکے واسطے ہر طرح تیار ہے۔ اگرچہ آپ بہت عرصہ تک روس مین رہے ہین تاہم گورنمنٹ کو یقین ہے کہ آپکی خیالات گورنمنٹ کی دوستی مین ویسے ہی ہون گے جیسے امیر شیر علی اور دوست محمد خان مرحوم کے تھے اگر آپ چاہین تو ہم ابھی کابل خالی کر کے آپکو تخت افغانستان سپرد کر دین۔ مگر یقین ہی کہ آپ ہمیشہ گورنمنٹ کے

دوست رہین گے۔

اسکے جواب مین امیر صاحب نے بدین مضمون خط لکھا۔

مشفق من۔ مجھے آپ کا خوش کن نامہ پہونچا۔ میری سچے دوست جانتے ہو کہ اس عرصہ جلاوطنی مین۔ میری یہی آرزو رہی کہ پہر اپنے وطن کا منہ دیکھون۔ جب امیر شیر علی مرگیا۔ تو مین نے سنا کہ گورنمنٹ انگلشیہ ہند نے یعقوب خان کو امیر مقرر کیا ہے۔ مگر وہ بیوقوف صلاح کاردن کے بہکانے سے اپنی معاہدہ سے پہر گیا۔ اور اپنے کیے کی سزا بھگت لی۔ میری رای دریافت کرتے ہو تو مین اہل افغانستان اور برٹش گورنمنٹ دونون کی بہبودی کا خواستگار ہون۔ اور یقین ہے کہ آپ لوگ خود افغانون سے ہمدردی کر کے اونہین اپنا ممنون احسان بنالین گے۔

۲۱۔ اپریل کو جب قاصد نے امیر صاحب کا جواب لا کر دیا۔ تو حکام انگریزی سے بیان کیا کہ امیر صاحب نے جیسی کہ چاہیے میری خاطر و مدارات کی اور چلتے وقت یہ زبانی کہدیا ہے کہ مین دس برس کابل روس کا وظیفہ خوار رہا ہون۔ لہذا گورنمنٹ انگریزی سے کوئی ایسی شرط منظور نہین کرون گا جو گورنمنٹ روس کے خلاف اور نقصان پہونچانیوالی ہو۔ میرا دونون سلطنتون سے اتفاق رہیگا البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے اتحاد و دوستانہ زیادہ رکھون۔

جنرل رابرٹس اور سرلیپل گریفن اور دیگر افسران انگریزی نے اس معاملہ مین بہت غور و فکر کی آخر یہ رای قرار پائی کہ اگر وہ روس سے دوستانہ تعلق ترک نہین کرتے نکرین۔ ہم اس بات پر اونکو مجبور نہین کرسکتے۔ مگر انگریزی گورنمنٹ کے علاوہ کسی دوسری سلطنت سے پولیٹکل تعلق نہ رکھین۔ اس عرصہ مین مسٹر

گلیڈسٹون نے افغانستان خالی کرنے پر بہت زور دیا اور لکہا کہ جسقدر
جلد ممکن ہو کابل سے ہندوستان کو واپس چلے آؤ۔ چنانچہ اس تاکید پر سرلیپل
گریفن نے ایک اور چٹھی امیر صاحب کو لکھی جسکا جواب ۱۶- مئی ۱۸۸۰ء کو
امیر صاحب نے یہ دیا۔

میرے دوست! مجھے برٹش گورنمنٹ سے ایسی ہی امید تھی۔
مگر آپ خود افغانستان کے لوگون کی طبیعتون سے واقف ہو گئے
ہون گے۔ کہ میرا کہنا بہی اسطرح اونکے لئے موثر نہین ہوسکتا جب تک
بخوبی اونکے ذہن نشین نکردون کہ جو کچہ ہو رہا ہے تمہاری فائدہ
کے لئے ہو رہا ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے امید کامل ہی کہ ان لوگونکو
تہوڑے عرصہ مین سرکار انگریزی کا وفادار دوست بنادونگا۔ اور
اگرچہ سرکار انگریزی کو ہماری مدد کی چندان ضرورت نہین۔ تاہم
ہر انسان کے ساتہ تکلیف و مصیبت بہی وابستہ ہی۔

اسکے بعد ایک روز امیر صاحب نے اپنے مشیرون اور امیرون کو جمع کرکے مشورت
کے لئے دربار کیا جسمین یہ بات قرار پائی۔ کہ گورنمنٹ کو ان مندرجہ ذیل چار
امور کی بابت لکھا جاوے۔ اگر اوسکا جواب حسب منشاء آوے تو امیر صاحب کابل
تشریف لیجاوین۔ ورنہ کوئی ضرورت نہین ہم اپنا ملک برٹش گورنمنٹ سے بزور شمشیر
خالی کرالین گے۔ چنانچہ امیر صاحب نے انگریزون کو لکھا کہ اگر گورنمنٹ ہند میری
مندرجہ ذیل چار باتون کا مفصل اور اطمینان بخش جواب دے تو مین فوراً ایک
اعلان جاری کردونگا کہ اب سے میری رعایا کسی انگریزی افسر یا سپاہی کو
تنگ نکرے۔ وہ باتین یہ ہین۔

(۱) افغانستان کی حدود کیا ہونگی۔ کیا قندہار اسمین شامل ہوگا یا نہین۔

۲) کیا کسی مقام پر افغانستان مین برٹش فوج رہیگی!
۳) سرکار انگریزی کے کونسے دشمنونکے مقابلہ مین افغانون کو مدد دینا چاہیے۔
۴) برٹش گورمنٹ امیر اور اوسکی رعایا سے کن فوائد کی خواستگار ہی۔"
اسکا جواب گورمنٹ کی طرف سے سر لیپل گریفن نے امیر صاحب کو یہ لکھا۔

برٹش گورمنٹ آپ کو افغانستان کا خود مختار پادشاہ تسلیم کریگی اگر نمک خواری کے سبب روس سے دغا نہین کرنا چاہتے تو ہم بہی اسپر مجبور نہین کرتے مگر روس۔ ایران یا کسی دوسری سلطنت سے کسی طرح کا پولیٹکل تعلق رکہنے کی اجازت نہوگی۔ اور اگر غیر سلطنتونمین سے کوئی تم پر حملہ آور ہوگا تو گورمنٹ ہر طرح مدد دینے کو تیار ہوگی۔ بشرطیکہ گورمنٹ کی ہدایت کی موافق کارروائی ہو۔

قندہار چونکہ علیحدہ صوبہ ہی۔ لہذا گورمنٹ وہان اپنی طور پر کسی افغان کو گورنر بنانیکا انتظام کریگی۔ مگر شمال مغرب کی سرحد پر امیر کو اپنی سلطنت وسیع کرنیکا اختیار ہی۔ کوئی اونکی فتوحات مین مزاحم نہوگا۔ گورمنٹ امیر سے یہ نہین چاہتی کہ وہ کابل مین انگریز ریذیڈنٹ رکہے اور اوسکی صلاح ومشورہ پر کاربند ہون۔ مگر اتنا ضروری ہوگا کہ دوستانہ تعلقات جاری رکہنے کو ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رکہا جاوے۔

امیر صاحب نے ایک عرصہ تک اس چٹہی کا جواب نہ دیا۔ اسپر انگریزونکو شک پیدا ہوا کہ امیر ہمسے جہگڑا کرنا چاہتے ہین چنانچہ جنرل سٹیورٹ نے ویسرای ہند کو لکہا کہ ہم بہت دنون سے امیر کے انتظار مین تکلیف اوٹہا رہے ہین۔ گو سنا گیا ہے کہ وہ گورمنٹ کی رضامندی سے تخت کابل نہین لینا چاہتے۔ بلکہ ارادہ جنگ

رکھتے ہین - اور جب تک انگریزی فوج کابل مقیم رہیگی وہ ہرگز یہان قدم نہ رکھین گے؟ شاید ہمارے معاہدہ پر اونکو اطمینان نہین معلوم ہوتا - لیکن چند روز بعد ۳۰ جولائی ۱۸۸۰ء کو عبدالرحمن خان ہندوکش سے گذر کر چری کار مین آگئے اوسوقت گورنمنٹ کی طرف سے کابل مین ایک دربار منعقد ہوا جسمین بڑے بڑے افغانی سردار مدعو کئے گئے - امیر صاحب نے بھی اس دربار مین اپنے تین جنرل (قبول خان - محمد امین خان - سید صاحب) بھیجکر کہلا بھیجا کہ گورنمنٹ کی شرائط معاہدہ منظور ہین - جب دربار ہوا تو پہلے سر لیپل گریفن نے اس مضمون کی تقریر کی -

امراے کابل و روساے افغانستان

آج مین بڑی خوشی کی بات آپ لوگونکو سناتا ہون کہ گورنمنٹ امیر عبدالرحمن خان کو جو امیر دوست محمد خان مرحوم کا نہایت شجاع اور عقلمند پوتا ہونیکے علاوہ جائز وارث تخت و تاج ہے - امیر کابل تسلیم کرتی ہے - امید ہے کہ امیر گورنمنٹ سے دوستانہ تعلقات رکھیگا - جیسا کہ امیر کے اوصاف سے ہمین یقین کامل ہے -

عبدالرحمن خان امیر کابل ہو گئے - اور اوسی جمعہ کو تمام مسجدون مین اونکے نام کا خطبہ پڑہا گیا - لیکن بیان کیا گیا ہے کہ سر لیپل گریفن کی تقریر دربار سے افغانی سردارون مین سے کوئی خوش نہین ہوا - بعد ختم دربار کے سر لیپل گریفن مبارکباد دینے کو امیر صاحب کے پاس روانہ ہوا ۳۰ جولائی کو سر لیپل گریفن نے ملاقات امیر صاحب سے کی اوسوقت امیر کی وضع یہ تہی پاؤن مین روسی بوٹ - بدن مین لیس دار کوٹ - سر پر استرخانی کلاہ - اسلحہ بدن پر آراستہ - سر لیپل گریفن امیر صاحب کی اسطرح تعریف کرتے ہین -

امیر عبدالرحمٰن خان ایک وجیہہ جوان ہین - اونکا قد درمیانہ ہی - اونکی چہرہ سی شجاعت برستی ہے - اونکے لبون پر قدرتی تبسم ہے - جو افغانی خلقت سے بالکل خلاف ہے - اونکی ملاقات سے میرے دل پر جو اثر پیدا ہوا وہ نہایت حیرت انگیز اور دل خوش کن تہا - مین نے جسقدر بارک زئی افغانون سے اب تک ملاقات کی ہے - اُن سب مین امیر ہی ایسے آدمی ہین جو نکتہ رس - عقلمند - سخن فہم - اور مدبر کہے جا سکتے ہین - وہ آخر وقت ملاقات تک اوسی پہلو پر گفتگو کرتے رہے جسکا تذکرہ تہا - کوئی فضول یا بے مطلب لفظ اونکی زبان سے نہ نکلا - اونکی طرز گفتگو سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ بڑے درجے کے عالم و فاضل ہین اونکی سب باتون سے ذکاوت ٹپکتی تہی - روس کے متعلق گفتگو کرتے ہوے کہا کہ مین کبہی اوس سے امداد کا خواستگار نہون گا - نہ اوس سی کسی قسم کا پولیٹکل تعلق رکہون گا - امیر صاحب نے اشارتاً اس بات کا بہی ذکر کیا کہ روپیہ کی سخت ضرورت ہے - اور گورنمنٹ کے بہت سی معاملات میری متعلق ہین - اسلئے روپیہ کا انتظام ہونا چاہئے - اور اسکے ساتہ ہی ایک عہد نامہ طلب کیا جو گورنمنٹ کی طرف سے باین مضمون لکہا گیا - تمہارے اندرونی معاملات سلطنت مین کوئی دخل نہ دیگا - مگر تمہارے لئے بہی ضرور ہے کہ کسی غیر سلطنت سی کوئی تعلق نہ رکہو - ایک مسلمان ایجنٹ کابل مین رہنے کی اجازت دو - غیر طاقتون سے اگر کوئی تم پر حملہ آور ہووے تو گورنمنٹ اوس وقت ہر طرح سے تمہاری مدد کریگی - اور چنانچہ اوسی عرصہ (۱۸۸۰ء۔ ۱۸۸۱ء) مین گورنمنٹ نے اسقدر نقد روپیہ علاوہ تحائف و اسلاح کے امیر صاحب کو دیا -

اگست ۱۸۸۰ء کو کابل مین دیا گیا (۶۶۵۰۰)

ستمبر ۱۸۸۰ء لنڈی کوتل مین دیا گیا (۵۰۰۰۰)

اکتوبر ۱۸۸۰ء مقام پشاور دیا گیا (۷۰۰۰۰)
جنوری ۱۸۸۱ء پشاور مین (۱۰۰۰۰)
فروری ۱۸۸۱ء پشاور مین (۵۰۰۰۰)
اپریل ۱۸۸۱ء قندہار مین دیا گیا (۵۰۰۰۰)
مئی و جون ۱۸۸۱ء مقام قندہار (۵۰۰۰۰)
جون ۱۸۸۱ء پشاور مین دیا گیا (۵۰۰۰۰)
میزان کل (۳۶۱۵۰۰۰)

سر لیپل گریفن ہر طرح طرفین کا اطمینان کرکے امیر صاحب کے پاس سے کابل واپس آئے۔ تو وہان ایک وحشتناک خبر یہ پہونچی کہ میوند مین ایک انگریزی بریگیڈ مارا گیا لہذا کابل سے سر فریڈرک رابرٹس کی ہمراہ ایک دستہ فوج اور دو توپین میوند کی طرف روانہ کین۔ اور باقی کل فوج جنرل دو ہلنڈ سٹوارٹ کے ماتحت ہندوستان واپس کی گئی۔ کچھ عرصہ بعد جنرل رابرٹس میوند سے قندہار چلے گئے جہان امیر صاحب نے اپنے ایک افسر کے ذریعہ کل افغانون کو مطلع کردیا کہ ہرگز ہرگز کوئی شخص انگریزی فوج کی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ ورنہ امیر کے سخت عتاب و عذاب مین گرفتار ہوگا۔ چنانچہ نہایت اطمینان سے برٹش فوج اپنے اپنے مقام پر واپس آگئی۔ جب برٹش فوج نے کابل خالی کردیا۔ اور امیر صاحب باجاہ و جلال دار السلطنت کابل مین داخل ہوکر تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوے۔ اور نہایت مدبرانہ طریقہ سے حکمرانی کرنے لگے۔ امیر صاحب کے شاہزادے اور بیگیات ابھی سمرقند ہی مین تھے۔ کیونکہ سمرقند سے آنیکے وقت سے تخت نشین ہونے تک کا زمانہ بالکل غیر اطمینانی بلکہ سراسر پریشانی کا تھا۔ اب جو خدا نے تخت و تاج دیا اور اطمینان بخشا تو امیر صاحب نے ایک معتبر دوست کو

سمرقند بہیجا تاکہ سب لواحقین کو وہان سے لے آوے۔

یہان ۲۰ نومبر ۱۸۸۰ء کو امیر صاحب نے اپنی پہوپی زاد بہن عتیق اللہ خان کی لڑکی بی بی حلیمہ سے شادی کی جنکو ملکہ افغانستان کا خطاب دیا۔ کیونکہ شاہی خاندان سے ایک یہی بی بی ہین جو اب تک زندہ ہین امیر صاحب ان سے نہایت محبت کرتے تہے۔ چنانچہ شادی ہونیکے زمانہ مین ہندوستان تک قتل امیر کی خبر مشہور ہو گئی تہی۔ اگرچہ یہ خبر غلط تہی۔ مگر اس خبر کی وجہ در اصل اوسکے صحیح ہونے پر دلالت کرتی تہی کیونکہ امیر صاحب دو روز تک بالکل مفقود الخبر رہے تمام اراکین سخت پریشان ہوے ہرچند تلاش کی کہین پتہ نہ لگا اسپر عوام کا یہ گمان ہوا کہ شاید امیر قتل ہو گئے۔ لیکن تیسری روز خود بدولت نئی سسرال سے برآمد ہوے۔ کچھ عرصہ بعد سمرقند سے بہی بیگمات داخل کابل ہو گئین۔

بعض صوبونکی سرکشی اور بغاوت

امیر صاحب نے تخت پر بیٹھکر پہلے تو شیر علی خان کے خیر خواہون اور خاندانیون کی خبر لی بعد کو اون سرداروں اور امیرون کی مزاج پرسی کی جو شیر علیخان کے زمانہ مین انگریزون کے مددگار بنے تہے بعض قتل اور کچھ لوگون کو ذلت کے ساتہ شہر بدر کر دیا۔ یہ سب کچھ اسواسطے کیا تہا تاکہ بے کہٹکے ہو کر آرام سی بیٹہین۔ مگر بقول لارڈ کرزن ۔ اونکا عروج گو یہ بہی کہا جا سکتا ہے کہ پولیٹیکل ضرورت سی ہوا لیکن گورنمنٹ نے اپنی مقدور بہر اس بات کی کوشش کی کہ اسمین کامیابی ہو جسکے سبب اوسی قندہار کا ملک بہی امیر کے حوالہ کر دیا اور ساتہ ہی اپریل ۱۸۸۱ء مین بہت کچھ روپیہ اور ہتیار اور دیگر سامان جنگ فرمانروای کابل کو عطا کیا اسی عرصہ مین کچھ دنون کو ایوب خان نے سر اوٹہایا مگر اوسکو شکست فاش ہوئی اور ہرات کا ملک بہی عبد الرحمن خان کے قبضہ مین آگیا۔ لیکن امیر بہی ہمیر

پہولون کی سیج پر نہ سوے کیونکہ اونکے ہموطنون مین قومی رفاقت ادر جرگونکی شورہ پشتی نہایت بڑہی ہوی تہی جسکی نظیر کبہی نہین پائی گئی۔ چونکہ افغانستان مین مختلف خاندانون مختلف اوضاع و اطوار بلکہ بعض صورتون مین مختلف مذاہب کے لوگ پای جاتے ہین اس وجہ سے جو لوگ اتفاقیہ طور سے یکجا ہو جاتے ہین وہ کسی ایک متنفس شخص کو اپنے فرمانروا کے طور پر بشکل سے قبول کرتے ہین اور اگر فرمان روا کو اپنا تخت قایم رکہنا منظور رہو تو سہولت سے حکومت نہین ہوتی لارڈ کرزن کے قول کی تفصیل اسطرح ہے۔ کہ امیر صاحب کی حکومت ہندوکش کے تمام شمالی علاقون مین تسلیم کر لی گئی۔ مگر ازبک حاکم میمنہ نے اونکی اطاعت سے انکار کیا۔ لیکن اوس اقبالمند نے بہت جلد بزور شمشیر اوسکو مطیع کر لیا۔

قندہار امیر صاحب کے قبضہ مین آچکا تہا۔ لیکن ہرات مین ابہی ایوب خان درپئے جنگ موجود تہا لہذا امیر صاحب نے اسحاق خان حاکم بلخ سے ملکر ہرات پر حملہ کرنیکا قصد کیا اور بلخی فوج کا ایک دستہ سلطان محمود خان کے بیٹے عبدالقدوس کی کمان مین دیکر ہرات کو روانہ کیا۔ جسنے جاتے ہی بلا کسی مشکل کے ۱۴۔ اگست ۱۸۸۱ء کو ہرات پر اپنا قبضہ کر کے عبدالرحمن خان کے نام کا سکہ وخطبہ جاری کر دیا۔

اب امیر صاحب کی حکومت کو تمام لوگون نے تسلیم کر لیا۔ مگر ایک چہوٹی سی ازبک ریاست کے حاکم دلاور خان نے اطاعت اور تسلیم امارت سے انحراف کیا اور سرکشی اور بغاوت پر کمر باندہی۔ اسکا دار الحکومت میمنہ تہا جہان کے لوگ بڑے جنگجو اور بہادر ہین اور امیر بچشم خود انکی قوت و شجاعت کو [illegible] چکا تہا لیکن اب امیر کے روز افزون اقبال کے سامنے دریا اور پہاڑ بہی حائل نہین ہو سکتے تہے دلاور خان کو بہی اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ امیر کسی طرح مجکو چین سے نہ بیٹہنے دیگا

اور میری تنہا قوت اوسکے مقابلہ کو ہرگز کافی نہو گی اسلئے اوسنے رابرٹس سنڈیمن کو
جو بلوچستان مین انگریزی ایجنٹ تہا اس مضمون کا ایک خط لکہا - کہ مین برٹش
گورنمنٹ کا ایک وفادار غلام ہون - لہذا اسوقت مین میری مدد کیجاوے -
مگر اسکے جواب مین اوسکو لکہا گیا کہ ہم امیر سے ہرگز نہین بگاڑ سکتے تمکو چاہئے کہ
فوراً امیر صاحب کی اطاعت قبول کرلو - جب اس طرفسے مایوسی ہوئی تو روس کے
طرف منہ پہیرا اور وہان سے استمداد کا خواہان ہوا - لیکن وہی گورنمنٹ انگریزی
کی طرح گورنمنٹ روس سے بہی مایوسی بخش جواب ملا - لیکن اسپر بہی اپنی سرکشی
نہ چہوڑی اور قبول اطاعت کو عار سمجہا -

اوسوقت امیر صاحب نے سردار اسحاق خان کو میمنہ کے محاصرہ کے لئے حکم دیا لیکن
اس مرتبہ اسحاق خان کو وہان سے ناکام آنا پڑا اور دلاور خان قابو مین نہ آیا
کچہ روز دونون طرف خاموشی رہی دو سال کے بعد امیر صاحب نے پہر اوسطرف
توجہ کی اور محاصرہ کا حکم دیا ایک لفٹننٹ فوج جسنے ہرات جو زبردست خان کے
ماتحت تہی اور جسمین دو سو سوار اور چہہ توپین تہین - دوسری الیشر خان جمشید
رئیس پنجدیہ معہ چند سو دلاوروں کے اسحاق خان سے آملے جو پانچہزار فوج
لیکر ۱۰ اپریل ۱۸۸۴ع کو میمنہ کو روانہ ہوا - ان مشترکہ لشکرون نے جاتے ہی
شہر کا محاصرہ کر لیا دلاور خان نے جب اپنے طاقت مقابلہ نہ دیکہی شہر کے اندر
گہس گیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کرا دئے اسحاق خان کا لشکر کئی روز
شہر کا محاصرہ کئے پڑا رہا جب کوئی صورت فتح کی نہ دیکہی آخر یہ صلاح قرار پائی کہ
رات کے وقت گولہ باری کرکے مخالفون کو اوسطرف متوجہ کر لیا جاوے اور
کچہ لشکر فوراً کہڑکی کے راستہ سے داخل ہو کے شہر مین پہونچ جاوے - چنانچہ یہ رائے
انکو بہت مفید ہوئی - رات کا ایک بجا ہوگا کہ لفٹننٹ فوج نے صدر دروازے کی طرف

گولہ باری شروع کی جس سے اہل شہر یکایک چونک اوٹھے بہادر دلاور خان بہی مسلح ہوکر فوراً محلات سے نکل آیا اور منتشر فوج کو جو چارون طرف شہر پناہ کے محافظت پر متعین تہی سمیٹ کر موقع پر لاجمایا کہ مبادا گولہ باری سے دیوار کو صدمہ پہونچے اور غنیم اوس راستہ سے اندر گہس آوے۔ باہر کی گولہ باری سے زمین دہل رہی تہی کہ ادہر کی برج والی توپ نے اوسکا جواب دینا شروع کیا دونون طرف سے آگ برسنے لگی اور کُل فوج مستعد کہڑی تہی کہ مالیش خان جمشیدی نے اپنے چہہ سو منتخب بہادرون کے ساتہ پیچہے جاکر کہڑکی پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ اوسمین آمد و رفت کو بخوبی راستہ ہوگیا دوچار آدمی جو کہڑکی پر متعین تہے وہین کام آئے اور یہ لوگ بلامزاحمت کسی کے شہر مین داخل ہوگئے اور پہلا کام یہ کیا کہ قریب کے ایک دروازہ پر اپنا قبضہ کرکے اوسکو اسحاق خان کی فوج کے لئے کہولدیا۔ جب یہ پانچہزار کا لشکر شہر مین گہسکر کشت و خون سے گلی کوچون کو رنگین بنانے لگا اوسوقت دلاور خان کی فوج کو خبر ہوئی اب کسی طرف بچنے کا راستہ نہ تہا دلاور خان نے ہرچند ہمت دلائی مگر پریشانی نے دلون پر ایسا قبضہ کیا تہا کہ کچہ نہ سنا اتنے مین اسحاق خان کی لشکر نے آلیا کچہ لوگ قتل ہوے اکثر شہر مین کو متفرق ہوکر بہاگ نکلے دلاور خان دروازہ کے قریب گرفتار کرلیا گیا جو صبح کو قید کرکے کابل بہیجدیا گیا۔ اور اوسکی جگہ امیر صاحب کی طرف سے میر حسین حاکم میمنہ مقرر ہوا۔

امیر صاحب کا پہلے سے یہ قصد تہا کہ امیر افغانستان بنکر اول کام یہ کرونگا کہ ایک جنگجو اور وحشی افغانون کی قوم کو اپنا مطیع و فرمان بردار بناؤن اور یہ بات اوسوقت تک حاصل نہوگی جب تک اس ملک مین ایک بہی مخالف اور مدعی تاج و تخت باقی رہیگا۔ لہذا تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوکر یہ انتظام کیا کہ سوای میرے کوئی بارکزئی خاندان مین باقی نرہے چنانچہ بعض قتل کئے گئے بعض اسیر ہوے کچہ جان بچاکر

ہندوستان بہاگ آئے جنکے برٹش گورنمنٹ نے معقول وظیفے مقرر کردئے اور گورنمنٹ امیر کی اس کارروائی (قتل و جلاوطنی) سے ناخوش ہوئی* چنانچہ کچہ روز بعد گورنمنٹ نے امیر کو لکہا کہ ان جلاوطن رئیسون اور خاندانی اشخاص کو اب کابل مین آنیکی اجازت دیجاوی اور اونکی خطائے گذشتہ معاف کیجاوے اسکا جواب امیر صاحب نے یہ دیا۔

جن لوگون کو مین نے ملک بدر کردیا ہے یا جنکے رشتہ دار میرے ہاتہ یا میرے حکم سے تہ تیغ ہو گئے ہین۔ یا وہ لوگ جو میری بلا اطلاع و حکم بغیر افغانستان سے بہاگ گئے ہین۔ اگر دوبارہ اس ملک مین آوینگے تو نہ میرے دل سے اونکی باغیانہ حرکات کی کدورت نکل سکتی ہے۔ نہ وہ میری وفادار رعیت بن سکتے ہین۔ اسلیئے اگر یہ لوگ افغانستان بہیجدئے گئے تو سب کے سب میرے ہاتہ سے لقمۂ اجل ہون گے۔

اس جواب سے گورنمنٹ خاموش ہو گئی اور وہ لوگ ہندوستان مین ہی رہے۔ کچہ دنون کو کنار کے سیّدون نے بغاوت اختیار کی۔ مگر یہ بہت جلد اپنی سزا کو پہونچکر ٹہیک ہو گئے۔

سنہ ۱۸۸۱ء کے شروع مین قوم غلزئی کے ایک آدمی شیر خان نامی نے آپکو سردار شیر علی ظاہر کرکے (کیونکہ صورت مین یہی بہت مشابہ تہا) اضلاع غزنی مین علم بغاوت بلند کیا مگر اقبالمند امیر کے سپاہی جلدی اس شکار کو بہی گرفتار کرکے کابل لے آئے۔ انہین دنون عصمت اللہ خان (ایک غلزئی قوم کا سردار) ایوب خان کے ساتہ

* گورنمنٹ کی ناخوشی اس وجہ سے تہی کہ امیر صاحب نے اکثر اون لوگون کو چہانٹ چہانٹ کر قتل اور جلاوطن کیا تہا جنہون نے شیر علی کے عہد مین انگریزون کی مدد کی اور اونسے وفاداری ظاہر کی تہی۔

سازش کرتا ہوا گرفتار ہوا جو کابل لاکر لوگونکی عبرت کے لئے پہانسی دیدیا گیا۔
سنہ ۱۸۸۳ء مین اور اسکے بعد ہی ایوب خان کے اشارے سے جلال آباد کی زبردست
قوم سنواری نے امیر صاحب کی اطاعت سے سر پہیرا۔ جنگی سرکوبی کے لئے امیر نے
جنرل غلام حیدر خان کو جلال آباد کی طرف بہیجا۔ مگر اونہون نے جنرل موصوف کے
ایک ماتحت افسر کو شکست دی جو پابزنجیر کابل لایا گیا۔ تاکہ دوسرے افسر عبرت
پکڑین اور بزدلی سے جنگ نکرین۔
لیکن جنرل غلام حیدر خان نے اس باغی قوم کو اپریل ۱۸۸۴ء مین ٹہیک بناکر
مطیع کرلیا۔

بغاوت ملّا

یہ بغاوت جسکی ابتدا ۱۸۸۶ء سے ہوئی تمام بغاوتون سے بڑہکر اور حیرت انگیز ہے
ملا عبد الکریم نے جو ایک مشہور مولوی کا بیٹا تہا دو ایک سردارونکی مدد سے
علم بغاوت بلند کیا۔ اور بنا فساد صرف یہ تہی کہ پہلے مولوی مذکور کے باپ کو
خاندانی وظیفہ نسلاً بعد نسلاً شیر علی کے عہد سے ملتا چلا آتا تہا۔ مگر کسی وجہ سے
ناراض ہوکر امیر صاحب نے وہ وظیفہ بند کردیا۔ اسلئے ملاؤن نے غلزئی قوم کی
مدد سے مقابلہ کا پورا ارادہ کرلیا اور سب سے پہلے اس بغاوت کے متعلق یہ
کارروائی کی کہ امیر کی دُرّانی فوج کا ایک دستہ جو بغیر سلاح اور سامان حرب کے
جارہا تہا اوسکو ان لوگون نے ایک درہ مین گہیر لیا اور اوسکے سردار سید علیخان
مرزا کو گرفتار کرکے اطاعت کے لئے مجبور کیا اور اوس سے ۱۴۰ اونٹ ۹۰ خیمے
اور ۳۰۰۰۰ روپیہ چہین لیا۔ اس واقعہ سے اونکی کچہ اور ہمت بڑہ گئی یہانتک کہ
مارچ ۱۸۸۶ء مین ملا عبد الکریم نے ایک اعلان شائع کیا کہ ۱۲۰۰۰ ہزار آدمیون نے
میرا ساتہ دینے کا اقرار کرلیا ہے تاکہ امیر سے جو ایک عیسائی گورنمنٹ کا دوست ہے

جہاد کیا جاوے۔ اور اس اعلان مین ملا مذکور نے آپکو خلیفۂ وقت ظاہر کیا تہا۔
امیر صاحب نے سرہنگ سکندر خان (جنرل غلام حیدر خان کے باپ) کو اس آتش بغاوت کے سرد کرنیکو روانہ کیا اور سردار مذکور کو ہدایت کردی کہ مولوی مذکور کے خاندان سے بطور جرمانہ ایک بندوق اور ایک تلوار فی کس وصول کیجاوے۔ لیکن سکندر خان سے جاتے ہی ایک سخت غلطی ہوئی۔ کہ اپنا رعب وداب بٹھانے کو ملا مذکور کی چند خاندانی عورتون کو گرفتار کرکے قندہار بہیجدیا۔ اس خلاف کارروائی پر غلزئی لوگون کو بے انتہا جوش آیا۔ اور فوراً اسکی عوض مین سکندر خان کے ایک ماتحت افسر کو گرفتار کرکے زندہ دیوار مین چن دیا۔
مارچ ۱۸۸۶ء مین سرہنگ سکندر خان نے اونکی طرف ایک سربمہر قرآن شریف بہیجا جسکا افغانی رسوم کی مطابق یہ مطلب تہا کہ اونپر اجانک حملہ کیا جاویگا۔ لہذا مارچ کے آخر تک کل اقوام کے لوگون نے اپنی بی بی بچون کو ضلع ہزارہ مین بہیجدیا اور خود لڑائی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ جب اُن لوگون نے یہ سامان کیا اوسوقت امیر صاحب کی فوج جو علاقہ غلزئی مین متفرق تہی وہ محصور ہوگئی صرف تہوڑی فوج سکندر خان کے ساتہ تہی۔ اور جنرل غلام حیدر خان شمالی علاقہ کی طرف دور تہا۔ اسلئے قندہار سے ۵۰۰ سوار سکندر خان کی مدد کو بہیجے گئے۔ لیکن کابل سے غزنی کے محصورین اور جنرل غلام حیدر خان کی مدد کو بہت سی سپاہ روانہ کی گئی۔
امیر صاحب کا صوبہ دار عیسیٰ خان جو معروف کا حاکم تہا سکندر خان کی کمک کو فوج لئے جارہا تہا کہ راستہ مین شاہ خان غلزئی سردار نے عطا گڈہ کے قریب شکست دی۔
اور ۱۲۔ اپریل ۱۸۸۶ء مین بسبب مدد نہ پہونچنے کے سکندر خان کو بہی زک اوٹہانی پڑی لیکن جب غزنی مین جنرل غلام حیدر خان کو اپنے والد کی شکست کا حال معلوم ہوا۔ فوراً دو دستہ سوار اور چار دستہ پیادہ فوج لیکر باپ کی مدد کو روانہ ہوا کہ راستہ مین خبر ملی کہ

باغیون کے ساتھ اور بہت سی سرکش قومین آملی ہین - اور اونہون نے مرو مین روسی امداد کے لئے قاصد بہیجا ہے اور شاہ خان نے اس جمعیت پر آپکو امیر افغانستان مشہور کیا ہے - اسی اثنا رمین امیر صاحب کی فوج کا ایک دستہ جسمین اندری فوجکے سپاہی تہے باغی ہوگیا - اور اوسنے اپنے تمام افسرون کو قتل کردیا -

جب ان واقعات کی اطلاع امیر صاحب کو پہونچی ہرات اور میمنہ کی فوج جمع کرنیکا حکم دیا اور باوجود بیمار ہونیکے (بخار آتا تہا) اعلان کردیا گیا کہ اگر میری سپاہ کو کامیابی نہوی تو مین بذات خود میدان جنگ مین پہونچونگا - لیکن غلام حیدر خان نے باغیون کے ایک دستہ کو عطا گڈہ مین بری طرح شکست دی اور اسنے والد سکندر خان کو چہوڑا کر خود دوسری باغی گروہ کی طرف متوجہ ہوا اور اسیوقت چارسو وفادار سپاہی ہرات کے جنرل مذکور کی فوج سے آملے اور ۲۷ - جولائی کو اس مشترکہ فوج نے دشمنون کے دوسری دستہ کو شکست دیکر بہگادیا - اس خبر کے پہونچنے کے کچہ دن بعد قندہار کے بازارون مین امیر صاحب کا ایک دستخطی اشتہار چسپان پایا گیا - جسمین لکہا تہا - کہ اگر غلزئی اقوام مطیع نہوئین تو گورنمنٹ انگریزی ۲۷ دستہ فوج اور بڑا توپخانہ میری مدد کو بہیجنے کے لئے تیار ہے -

۲۷ - جولائی کو جنرل غلام حیدر خان کی جو باغیون کی تلاش مین عطا گڈہ کے قریب گشت لگا رہا تہا - باغیون کے ایک ایسی بہاری گروہ سے مڈبہیڑ ہوی جو رسد ختم ہوجانیسے سخت پریشان بلکہ نیم جان ہو رہے تہے غلام حیدر خان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ بہت جلد انکو ہر طرف سے گہیر لو ایسا نہو کہ بہاگ نکلین اور ہاتہ سے نکلجاوین چنانچہ دو دستہ سوارون نے دو رخ دبا لئے - ایک سمت سے پیادہ فوج نے دہاوا کیا یہانتک کہ دباتے دباتے دامن کوہ مین اڈا دیا - اب بچاری دشمن پیادہ ماندن جو اوپر چڑہے بندوقون کا نشانہ بنے اور جو نیچے رہے اونمین اکثر تہ تیغ باقی گرفتار ہوئے

غرضکہ باغیون کو ایسی شکست ہوی کہ اسکے بعد اونمین سے کسی کو سر اوٹہانیکی طاقت
نہ رہی اس مسرت خیز خبر فتح سے کابل مین بڑی خوشی ہوی اور جب جنرل
موصوف مظفر و منصور کابل پہونچا تو امیر صاحب نے دربار مین جنرل غلام حیدر خان
کو ایک بیش قیمت جواہرات کا جڑا ہوا تمغہ عطا فرمایا اور کل ارکین کو مخاطب
کرکے جنرل موصوف کی تعریف مین اسطرح ارشاد کیا۔

اگرچہ اور لوگون نے بہی بڑی جوانمردی اور شجاعت سے دشمنون کا
مقابلہ کیا ہے۔ مگر یہ فتح صرف غلام حیدر کی ہی شجاعت اور ہمت
مردانہ کا نتیجہ ہے۔

گرفتارون مین سے ایک باغی ملا کا بہائی فضل خان تہا۔ جسکو سخت تکلیفین دی گئین
تاکہ بغاوت کا مفصل حال بیان کرے۔ لیکن اوسنے اس معاملہ کے متعلق
لب تک نہ ہلایا یہانتک کہ اوسکی داڑہی کے بال نوچ گئے اور سر پر کہولتا ہوا پانی
ڈالا گیا اور آخر انہین تکلیفون مین جان دی۔ ملا عبد الکریم کرم کو بہاگ گیا اور ہاتہ
نہ آیا۔ تیمور شاہ جو ایک فوجی افسر تہا اور میدان جنگ مین سے بہاگ کر باغیونسے
جاملا تہا گرفتار ہونے پر ۱۳۔ جولائی کو کابل مین توپ دمسے ہلاک کیا گیا۔

کچہ ہی روز امیر چین سے بیٹہے تہے کہ اسحاق خان نے (امیر کا چچازاد بہائی محمد اعظم کا بیٹا)
دعویدار تاج و تخت بنکر علم بغاوت بلند کیا اگرچہ امیر نے اپنی اعلی ہمتی سے اسکو
افغانی ترکستان کا حاکم کردیا تہا۔ اوسنے امیر کو اس مضمون کا خط لکہا کہ جیسا
میرا باپ امیر تہا اوسیطرح تمہارا باپ۔ پہر کیا وجہ ہے کہ مین حقوق امارت سے
محروم کیا جاؤن لہذا میرا حصہ ملک علحدہ اور مستقل تسلیم کیا جاوے۔ البتہ بوقت
ضرورت مین تمہاری مدد کے لئے تیار رہونگا۔

امیر صاحب کو کبہی خیال تک نگذرا تہا کہ دوست محمد خان کے مقبوضہ یا مفتوحہ

ممالک مین کسی کو حصہ دار بنا دیگا لہذا ۱۸۸۵ء مین اسحاق خان کو کابل بلا بہیجا
تاکہ اپنے حقوق کی بابت مفصل وجوہات بیان کرے۔ مگر اسحاق خان نے
غرور کے سبب خود جانیسے انکار کرکے بجاے اپنے ایک معمولی افسر کو کابل بہیجدیا جسکو
کسی خلاف امر پر امیر صاحب نے غصہ مین قتل کردیا۔ جب اسحاق خان کو یہ
خبر پہونچی تو بہت برہم ہوا اور جنگ کا مصمم ارادہ کرلیا اور قندہار کے حاکم
سلطان مراد بیگ کو بہی اس بغاوت مین اپنا شریک بنالیا۔ اسحاق خانکی
قوت خود بہی کم نہ تہی مگر دوسری طاقت اور مل گئی۔ جسکے لئے امیر صاحب کو
بذات خود تکلیف کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن اسحاق خان کے پاس
روپیہ کافی نہ تہا۔

امیر صاحب نے اسحاق خان کی سرکوبی کے واسطے اپنے بہادر جنرل غلام حیدر خان کو
بامیان کے راستہ افغانی ترکستان پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ اور امیر کا وفادار عبداللہ خان
گورنر بدخشان اودہر سے اسحاق کے مقابلہ کو چلدیا۔ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۸ء کو سپہ سالار
غلام حیدر خان ایبک مین پہونچا۔ یہ قصبہ بامیان سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر شمال
کی طرف واقع ہے۔ جنرل موصوف کے ایبک پہونچنے سے چہہ روز بعد عبداللہ خان
بہی اپنی فوج کے ساتہ اوس سے آملا۔ غزنی خرد پر اسحاق کی فوج نے عبداللہ خان
کے چند سواروں کو شکست دی تہی اور وہ ایسا موقع تہا کہ اگر اسحاق کچہ بہی
اونکا تعاقب کرتا تو ضرور فتح پاتا۔ مگر چونکہ تقدیر مین آیندہ گردش تہی ذرا بہی
اونکا پیچہا نکیا۔ اور عبداللہ خان بچکر جنرل غلام حیدر کی فوج سے آملا جنرل
موصوف کی ہمراہ چار دستہ سوار تیرہ ۱۳ دستہ پیادہ اور چبیس ۲۶ توپین اور عبداللہ خان
کے ساتہ بہی کئی دستہ سوار و پیادہ کے تہے پہر اسحاق خان بچاری مین کیا طاقت
تہی جو اس عظیم الشان لشکر سے بر پیچا تا جنرل مذکور نے بلخ کے قریب اسحاق خان سے

مقابلہ کیا جسمین اسحاق کی بہت فوج کام آئی اور اسحاق خان جان بچاکر دریاے آمون سے عبور کرکے علاقہ روس مین بہاگ گیا اور ابتک سمرقند مین زندہ ہے۔

امیر صاحب کو کابل مین اس خوشخبری کے برخلاف یہ وحشت ناک اطلاع ملی کہ اسحاق خان کو فتح ہوئی اور جنرل غلام حیدر گرفتار ہوگیا۔ اسلئے بذات خود ادسطرف کا قصد کیا اور نومبر ۱۸۸۸ء مین سردار حبیب اللہ خان کو اپنا قایم مقام مقرر کرکے مزار شریف کی راہ لی۔ راستہ مین اسحاق کے چند فوجی جوان جو غارون مین اپنی جان چہپاتے پہرتے تہے گرفتار ہوئے جنسے امیر صاحب کو مژدۂ فتح ملا۔ اور آگے جانیسے رُک گئے۔ اسوقت امیر صاحب کی ہمراہ ۸۰۰۰ پیادہ ۔۔۔۔ہ سوار اور توپین دو ہاتہی اور دیگر سامان جنگ بہت تہا۔

لارڈ کرزن صاحب اسحاق خان کے بارہ مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امیر نے خطرناک رقیبون۔ اور دغا باز ماتحتون۔ سازشی افسرون اور دیگر باغی سردارون۔ ان سب کو ایک ایک کرکے معدوم کردیا۔ انمین سب سے زیادہ خوفناک دشمن خود امیر عبدالرحمٰن کا عموزاد بہائی اسحاق خان تہا جسکے باپ کو امیر نے تخت نشینی مین کامل مدد دی تہی وہ افغانی ترکستان کا گورنر مقرر کیا گیا تہا جہان ازبک آبادی ہمیشہ بلوہ کرنیکو تیار رہتی ہے۔ اسحاق خان متعصبانہ اور وحشیانہ جوش رکہنے کے علاوہ دریاے آکسس کے اوس پار کے روسی دوستون کا علانیہ معرف تہا جسمے سے بغاوت کا خیال باندہ رکہا تہا جو ۱۸۸۸ء مین فی الواقع شروع ہوگئی۔ مین اوس زمانہ مین روسی وسط ایشیا مین تہا۔ اور مجکو خوب یاد ہے کہ کس غیر مخفی طور کی ہمدردی کیساتہ

اس تحریک کی خبرگیری کیجاتی تہی۔ مگر اس موقع پر عبدالرحمن خان کا ستارہ چمک گیا۔ اور اب وہ مایوس دعویدار تخت اسیطرح سمرقند مین پناہ گزین ہے۔ جسطرح عبدالرحمن خان کسی زمانہ مین وہان روسی پنشنخوار تہے۔ پہر امیر کو ان پبلک طور کے فسادات اور بلوون کا خوف نہین رہا۔ مزار شریف مین جب اونہون نے اسحاق خان پر فتح پانیکے بعد اوسکی یادگار مین فوج کی قواعد لے تو خاص اونہین کے رجمنٹ کے ایک سپاہی نے امیر پر چند گز کے فاصلہ سے بندوق سر کردی امیر اوسوقت اتفاق سے جہک گئے تہے۔ اسوجہ سے گولی کرسی کی پشت سے ہوکر اور ایک غلام کی ٹانگ مین ہوتی ہوئی نکل گئی۔ اس سفاکانہ کارروائی کا کچہ سبب دریافت نہو سکا کیونکہ فوراً لوگون نے اوسکو قتل کرڈالا۔

امیر صاحب ایک برس سات مہینے اس سفر مین رہکر ۱۳۔ جون ۱۸۹۰ء کو مزار شریف سے واپس آئے اور ہم ۲۔ جولائی کو داخل کابل ہوے۔

اسحاق خان وغلزئی افغانون کی بغاوت سے اطمینان حاصل ہونیکے بعد امیر کو کسی اندرونی دشمن کا کہٹکا نرہا۔ اسلئے اب اپنی مقبوضات کو وسیع کرنیکی فکر لاحق ہوئی چنانچہ پورا ارادہ کرلیا کہ اول ہزارہ اقوام کو مطیع کرنا چاہئے۔ الغرض ۱۸۹۰ء مین امیر صاحب نے عبدالقدوس خان گورنر ہرات کو بامیان کا حاکم مقرر کر کے بہیجا اور اس مہم کی نگرانی رکہنے کا ہی اشارہ کردیا۔ ۱۸۹۰ء کی آخر مین عبدالقدوس نے ہزارہ اقوام کے چند سردار گرفتار کر کے کابل بہیجے۔ مگر امیر صاحب نے بجای قتل کرنے یا دوسری سزا دینے کے اونکو بیش بہا خلعت اور انعام دیکر واپس کردیا۔ اور کہا کہ تم لوگون سے جاکر کہدو۔ کہ مین اونکو تنگ نہین کرنا چاہتا ہون

فقط مطلب یہ ہے کہ میری اطاعت قبول کرلین۔ جب وہ لوگ اپنی ملک مین واپس پہونچے تو بجای ادای شکریہ اور تعمیل حکم کے لوگون کو امیر کی مخالفت پر بہڑکانا شروع کردیا۔ اور یک لخت کل قومین باغی ہوگئین۔ اور سب نے ملکر کابل و قندہار کی درمیانی سڑک پر راستہ آمدورفت بند کردیا۔ اسکے بعد شمالی ہزارہ کے لوگ بہی بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اگست سنہ ۱۸۹۲ء مین ان قومون نے امیر صاحب کی فوج کو بہت تنگ کیا۔ مگر آخر اکتوبر مین سبحان خان نے امیر کو اطلاع دی کہ تمام ہزارہ اقوام مطیع ہوگئین۔ چنانچہ اس فتح کی خوشی مین کل فتحمند بہادرون کو تمغے عطا کئے گئے۔

اور اگست سنہ ۱۸۹۳ء مین امیر صاحب نے خاص کابل مین ایک دربار منعقد کیا جسمین ہزارہ اقوام کے اکثر رئیس و سردار بُلای گئے تہے اور اونکو بیش بہا خلعت دیکر رخصت کیا اوسوقت سی ان قومون نے امیر صاحب کے برخلاف کوئی کارروائی بغاوت نہین کی۔ اپریل سنہ ۱۸۸۴ء مین امیر صاحب بغرض اظہار اتحاد اور بعض امور طی کرنے کی نیت سے ہندوستان تشریف لائی تہے اسکے سوا کبہی ہندوستان نہین آئے۔

لارڈ ڈفرن ویسرای ہند نے راولپنڈی مین دربار منعقد کرکے گورنمنٹ کی طرف سی امیر صاحب کو مدعو کیا تہا۔ یہ تجویز لارڈ ڈفرن کی بہت معقول تہی اور گورنمنٹ کی لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس سی پہلے گورنمنٹ کو امیر صاحب کی دوستی پر کامل اطمینان نہ تہا۔ لیکن اونکی تشریف آوری سے یکقلم وہ شک رفع ہوگیا۔

دیورنڈ مشن کا کابل جانا

سنہ ۱۸۸۸ء مین یہ خبر بذریعہ اخبارات مشہور ہوگئی تہی۔ کہ امیر عبدالرحمن خان نے ایک خفیہ مشن بعض ضروری امور پر بحث کرنیکی غرض سے طلب کیا ہی۔ امیر صاحب نے اس سے یہ فائدہ سوچا تہا کہ اونمین اور برٹش گورنمنٹ مین جو چند باتون پر رنجش

ہوچلی ہی۔ وہ جاتی رہی۔ اور ازسرنو دونون سلطنتونمین اتحاد پیدا ہوجاوے
اسلئے یکم اکتوبر ۱۸۸۸ء کو پشاور سے ایک مشن بہیجنے کی تجویز ہوئی۔ اور اس مشکل
اور ذمہ داری کے فرض پر لارڈ ڈفرن نے سرمارٹیمر ڈیورنڈ فارن سکرٹری کو
منتخب کیا اور اسکے ساتہ سرڈونیلڈ ویلس گورنر جنرل کے پرائویٹ سکرٹری کو۔
مگر مشن کے روانہ ہونیسے چند روز قبل امیر نے گورنمنٹ کو تحریر کیا۔ کہ اسحاق خانکی
بغاوت کے سبب چونکہ مین اوسطرف جاتا ہون لہذا فی الحال مشن کو ملتوی کیا جاوے
چنانچہ جب ۱۸۹۰ء مین امیر صاحب دارالسلطنت کابل مین واپس آئے اور دوسرے
ہزارہ اقوام کی بغاوت کی طرف سے بہی مطئن ہوے۔ تو پہر ۱۸۹۳ء مین اس مشن کے
کابل جانیکا خیال ہوا۔ اور لارڈ لینسڈون نے اس مشن کو نہایت فائدہ مند سمجہا کہ
اس سی ہماری تعلقات ازسرنو تازہ ہوجاوینگے۔ ویسرای ہند کا تو یہ خیال تہا۔ مگر
کرنیل الور نے اپنی کسی دوست کو پرائویٹ خط مین لکہا کہ اس مشن کے طلب کرنیمین
سراسر امیر ہی کا فائدہ ہے تاکہ اُسکی باغی اور سرکش درّانی اور غلزئی وغیرہ قومین
گورنمنٹ کی حمایت دیکہکر ڈرجاوین اور اونہین معلوم ہوجاوے کہ گورنمنٹ ہند
امیر کی بڑی دوست ہی۔ جب امیر نے ہزارہ کے علاقہ مین ہماری سرحدی قومون پر
حملہ کرکے اونکو تنگ کرنا شروع کیا۔ تو جولائی ۱۸۹۲ء مین گورنمنٹ کی طرف سی اونکو
لکہا گیا۔ کہ لارڈ رابرٹس کمانڈر انچیف جلال آباد کے ساتہ اس معاملہ کے متعلق گفتگو
کیجاوے۔ اور اوسمین سب زبردست قومونکی رئیس بلای جاوین۔ دراصل اس تجویز سی
یہ مطلب تہا کہ سرحدی قومون نے جو ہماری مغربی حد پر فساد شروع کرکے مغربی اضلاع
کو بہت نقصان پہونچایا ہے اوسکا قرار واقعی انسداد کیا جاوے۔ امیر صاحب نے
اوسکی جواب مین گورنمنٹ کو اطلاع دی۔ کہ میری خود مدت سے خواہش تہی کہ انگریزی
قاصد سے گفتگو کرون جسمین چند ضروری امور کا فیصلہ کرنا چاہتا ہون۔ اب مجہے

لارڈ رابرٹس سے ملاقات کرنیسے بہت خوشی ہوگی۔ لیکن افسوس ہے کہ ہزارہ اقوام کے فساد و بغاوت کی وجہ سے آجکل مین ملاقات اور اوس جلسہ کی جسکی طرف آپنے اشارہ کیا ہے کوئی ٹھیک تاریخ مقرر نہین کر سکتا۔

چونکہ لارڈ رابرٹس اپنی مدت عہد کے ختم ہو جانیکے باعث ولایت جانیوالا تھا اسلئے یہ تجویز ملاقات ملتوی ہوگئی۔ اور لارڈ مذکور ۱۸۹۳ء مین ولایت چلے گئے۔ اس سبب سے معاملات کی حالت دگرگون ہوگئی۔ اور عام طور پر یہ سمجھا جانے لگا۔ کہ امیر علانیہ طور پر گورنمنٹ کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے ہین۔ اور اس شک کی اس خبر نے اور تصدیق کردی کہ سر جیمس برون کمانڈر انچیف افواج بلوچستان نے اطلاع دی کہ نئی بھرتی شدہ پٹھانون کی چالیسوین پلٹن افغانستان کی سرحد مین مع سامان جنگ بھاگ گئی ہے اور وہان بڑی خوشی سے اونکا استقبال کیا گیا ہے اور اُن لوگون کو جو سرکاری مجرم تھے نہایت حفاظت مین رکھا گیا ہے اور اپنی یہان پناہ دیکر عام جلسون اور مسجدون مین افغانون نے اونکی بڑی تعریف کی ہے کہ یہ سچے مسلمان لوگ ہین جنھون نے کافرونکا ماتحت ہوکر رہنا پسند نہین کیا۔

اسی قسم کے دو ایک واقعات اور بھی ہوئے جس سے اُن دنون ہندوستان مین پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ تیسری جنگ افغانستان بھی تقریب آگئی۔

ادھر گورنمنٹ کی بعض کارروائیون سے امیر صاحب نے گمان کرلیا تھا کہ گورنمنٹ مجھسے جنگ کرنا چاہتی ہے۔ دوسری گورنمنٹ نے کوئٹہ شاخ ریلوی کو چمن تک لیجاکر قندھار تک لیجانا چاہا تھا اور ایک اسٹیشن چمن پر بنالیا تھا یہانتک ریلوی شاخ تیار ہوکر جاری بھی ہوگئی۔ چونکہ افغانستان اور بلوچستان کی اوسوقت تک حدبندی نہین ہوئی تھی۔ اسلئے انگریزون کو یہ معلوم تھا کہ چمن سے دس میل آگے تک ہمارا علاقہ ہے ادھر وہان سے امیر کا۔ امیر صاحب اس بات سے سخت ناراض ہوگئے۔

اور کہنے لگے کہ انگریزونکی حرکات سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے قول اور معاہدہ سے
پہرے جاتے ہین۔ مگر اونکو یاد رہے کہ خوجاک کے پہاڑون مین اونہون نے
ٹینل بنا کر میری رگو نین چاقو چبہو دیا ہے۔ چمن وغیرہ سب میری مقبوضات اور
ملک مین ہین۔ پہر کسطرح بلا میری اجازت کے ریلوی تیار کی گئی۔ الغرض جولا
ئی ۱۸۹۰ء مین چمن کے ایک انگریزی سنتری پر حملہ کیا گیا جو کہ پہرہ پر کہڑا تہا
یہ سخت زخمی ہوا اور حملہ آور قندہار بہاگ گیا۔ گورنمنٹ نے صوبہ دار قندہار کو
لکہا کہ حملہ آور کو ہمارے حوالہ کیا جاوے۔ مگر گورنر قندہار نے جواب مین لکہہ بہیجا
کہ انگریز اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی مار رہے ہین۔ جب اونہون نے ہماری حد
کے اندر یہ خلاف کارروائی کی ہے اور اپنے آدمی مقرر کیئے ہین۔ تو ایسے حادثے
آئے دن ہوتے رہین گے۔

جب شاخ مذکور پر ستمبر ۱۸۹۰ء سے گاڑی چلائی گئی۔ تو امیر صاحب نے حکم دیدیا کہ
ٹینل اور اسٹیشن کو مسمار کردیا جاوے اور جو کچہ سامان ہو لوٹ لیا جاوے۔
انہین دنون مین کسی شخص نے امیر صاحب کو ایک نقشہ دکہایا کہ اوسمین ہندوکش
کی شمالی اطراف کا تمام ملک روسی حدود مین درج تہا۔ اوس شخص نے بیان کیا
کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ روس دونون متفق ہوگئین ہین۔ اور اونکا ارادہ ہی کہ
افغانستان کسی طرح تباہ کیا جاوے۔ اور یہ نقشہ ایک انگریز انجنیر نے تیار کیا ہے
اسپر امیر صاحب کو سخت جوش پیدا ہوا لیکن اوسوقت غصہ کو ضبط کرکے کہا کہ خیر
اول گورنمنٹ سے اس نقشہ کی بابت استفسار کرلون ورنہ پہر دیکہا جاوے گا۔
مگر امیر صاحب کے استفسار کے جواب مین لارڈ لینسڈون نے لکہا کہ یہ نقشہ محض
غلط ہے۔ اور گورنمنٹ انگریزی اور روس مین بالکل دوستانہ واتحاد نہین ہی چہ جائیکہ
کسی نے صرف آپسمین فساد پیدا ہونیکو اوڑائی ہی گورنمنٹ ہند آپکی ویسی ہی دوست

اور خیر خواہ ہے۔
اوسوقت گورنمنٹ نے امیر صاحب سے خط و کتابت مین جس نرم الفاظی کو برتا تہا وہ تعجب انگیز ہے۔ لیندون نے کئی چٹہیان ایسی طرز عبارت مین لکہین تہین کہ اگر وہ بجنسہ درج کردی جاوین تو اونسے صاف یہ معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ نے امیر کی اطاعت اختیار کر لی۔ اور شاید یہی نرم الفاظی امیر صاحب کی آتش غضب بجہانیکے لئے پانی کے چہینٹے کا کام دیگئی۔
اس خط و کتابت کے چند روز بعد معلوم گورنمنٹ کی تحریک یا امیر صاحب کی تجویز سے خیر جسکی طرفسے ہو ۱۸۹۳ع مین پہر یہ مشتہر کیا گیا کہ وہ مشن جسکو امیر صاحب نے پہلے طلب کیا تہا کابل جائیگی کیونکہ اب اوسکی ضرورت بہی زیادہ ہے۔ تاکہ تمام معاملات طرفین طے ہو جاوین۔ اور روز کی رنجشین دلون سے جاتی رہین۔ چنانچہ اس کار اہم کے لئے پہر سر مارٹیمر ڈیورنڈ مقرر کئے گئے۔ گورنمنٹ کی تجویز تہی کہ مشن کی ہمراہ حفاظت کو کچہ فوج جانا چاہئے۔ مگر سر مارٹیمر نے نہایت دوراندیشی سے عام طور پر ظاہر کردیا۔ کہ چونکہ مین امیر صاحب کا مہمان بنکر جاتا ہون اسلئے مجہے حفاظت کو فوج لیجانیکی کچہ ضرورت نہین اور امیر صاحب کا یہی حکم کہ سرحدی قومین مجہے بحفاظت کابل پہونچادینگی۔ کافی ہے۔ سر مارٹیمر کی اس رای اور دوراندیشی سے انگلستان اور ہندوستان کے سب لوگ خوش ہوے۔ اور جب فارن سکرٹری مذکور کابل گئے تو راستہ مین لوگون نے امید سے زیادہ اونکی خاطر و مدارات کی کہ اونکو کسی شکایت کا موقع نہ ملا۔ امیر صاحب مشن مذکور سے بہت اچہی طرح پیش آئے اور بڑی شان و شوکت سے استقبال کیا گیا۔
اس مشن مین فارن سکرٹری کی ہمراہ۔ کرنیل ایلس۔ کپتان میکماہن۔ مسٹر اسمتہ بطور پولیٹکل اسسٹنٹ اور مسٹر کلارک اور سرجن میجر فن میڈیکل چارج مین گئے

کچہ اور یورپین افسر - اور نوین بنگال لینسرز کے کوی پندرہ پٹہان اور اسیقدر دیسی کلرک اور مترجم - باقی ملازمین - غرضکہ کل ملاکر تین سو کے قریب آدمی تہے جب ۱۹ ستمبر ۱۸۹۲ع مین پشاور سے یہ مشن روانہ ہوئی - تو سرحد افغانستان سے جنرل غلام حیدر خان نے اسکا استقبال کیا اور کابل تک ساتہ ہی گیا - جلال آباد مین ڈیورنڈ صاحب اوس ایوان شاہی مین اوتارے گئے جو امیر اپنے رہنے کے واسطے تیار کرارہے تہے - مشن کے کابل پہونچنے سے دو روز پہلے امیر صاحب نے سر سالیٹر پائن کو اونکے استقبال کے لئے بہیجا - ۱۲ - اکتوبر کو یہ مشن کابل پہونچا جسکا دروازۂ شہر پر فوجی نظم سے استقبال کیا گیا - اور سردار حبیب اللہ خان کے رہنے کی جگہ جو بند کی مین ہے ان نئے مہمانون کے لئے سجائی گئی - پہونچنے کے دوسرے روز سر ماٹیمر ڈیورنڈ نے سرکاری طور پر امیر صاحب سے ملاقات کی - امیر صاحب نے فرمایا کہ مجہے آپ کے آنیسے اسقدر خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہین کرسکتا ایک تو اس باعث کہ آپ گورنمنٹ کے ایک معتبر اور قابل قدر افسر ہین - دوسری یہ کہ آپ فارسی زبان مین مجہسے نہایت عمدہ طور پر گفتگو کرسکتے ہین -

۱۳ - نومبر کو امیر نے بڑی شان و تجمل سے ایک دربار منعقد کیا جسمین سر ماٹیمر اور انکے ہمراہی مدعو کئے گئے - تاکہ جن امور کے طے کرنیکو مشن بلایا گیا ہے اوسپر بحث کیجاوے - جب یہ مہمان دربار مین داخل ہوے تو خاص شاہزادہ حبیب اللہ خان و شاہزادہ نصر اللہ خان نے اونکا استقبال کیا - اور تخت کے قریب کرسیون پر جگہ دی - اور انکے مقابل امیر صاحب کے ارکین سلطنت کی کرسیان تہین - یعنی خان ملا (قاضی القضاۃ) جنرل غلام حیدر خان - جنرل جان محمد - جنرل میر محمد وغیرہ بیٹہے تہے - امیر صاحب کی تخت کے سامنے پائنداز مین نہایت شاندار آفریقہ کے ایک شیر کی پوستین پڑی تہی - امیر صاحب بڑی جاہ و جلال سے دربار مین تشریف لائے

اوسوقت کل اہل دربار تعظیم کے واسطے کہڑے ہوگئے۔ داخل ہوتے وقت امیر صاحب نے سرمارٹیمر ڈیورنڈ اور دیگر افسران انگریزی سے مصافحہ کیا۔ اسکے بعد تخت پر جلوہ افروز ہوکر اسطرح تقریر فرمانے لگے۔

جب سے مین تخت کابل پر بیٹھا ہون میری یہی خواہش رہی ہے۔ کہ افغانستان کے لوگونکی بہبودی اور مرفع الحالی مین ساعی رہون۔ افغانستان کے خاندانون مین چند مصلحان قوم کی ضرورت رہی۔ مین نے ہر قسم کے لوگون کے دل مین برٹش گورنمنٹ کی محبت اور اوس سے اتفاق رکہنے کا جادو پہونکدیا ہے۔ میری مدت سے خواہش تہی کہ افغانستان مین ایک مشن بلایا جاوے اور مین اسوقت سرمارٹیمر جیسے لایق و فاضل اور گورنمنٹ کے معتبر مشیر کو اس ذمہ داری کے کام پر دیکہکر بہت خوش ہوا ہون۔ اور خاصکر یہ امر میری مسرت کو اور بہی دوبالا کئے دیتا ہے۔ کہ وہ فارسی اور پشتو ہردو زبانون مین میرے ساتہ بے تکلف گفتگو کرسکتے ہین۔ میرا اس مشن کے طلب کرنیسے یہ مطلب تہا۔ کہ یہ امر افغانستان کے لوگون کے اچہی طرح ذہن نشین ہوجاوے۔ کہ امیر اور گورنمنٹ انگلستان نہایت مستحکم اور پایدار بنیاد پر اب سے دوستی اور اتحاد شروع ہوا ہے اور نیز میری دوستی کا افغانون کے ہرایک فرقہ اور دنیا کی ہرایک سلطنت کو حال معلوم ہوجاوے۔

جب امیر صاحب نے اپنی مبارک تقریر کو ختم کیا تو اسکے بعد افغانستان کے رؤسا اور ناموروں نے امیر صاحب کی خدمت مین ایک بڑا اڈریس پیش کیا جسکو امیر صاحب نے خود ہی پڑہکر سنایا۔ اڈریس کا خلاصہ یہ تہا کہ

ہم لوگ سرداران کابل و دیگر امصار و بلاد افغانستان اپنے پادشاہ

امیر المومنین ضیاء الملت والدین کی اون کوششون کے تہ دل سے شکرگذار ہین جوکہ وہ ہماری بہبودی کے واسطے کر رہی ہین اور ہمین امیر صاحب کی ہر ایک تجویز اور صلاح جوکہ وہ ملک یا ہماری اپنے فائدہ کیواسطے کرین ہر طرح منظور ہوگی۔ ہم لوگ افغانستان اور انگلستان کے اتحاد سے بہت خوش اور محظوظ ہین۔ اور دعا کرتے ہین کہ امیر المومنین کا کوکب اقبال ہمیشہ درخشان رہے۔

اسکے بعد سر مارٹیمر ڈیورنڈ نے اوٹھکر فارسی زبان مین اسطرح بیان کیا۔ امیر صاحب نے اس مشن کے متعلق جوکچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اوس سے توی امید ہے کہ گورنمنٹ انگلستان نہایت درجہ کو خوش ہوگی۔ مجھے ابھی ابھی حضور ویسرای ہند کا تار موصول ہوا ہے۔ وہ حضور امیر صاحب کی تواضع اور شاہانہ الطاف وسلوک سے جواونہون نے مشن کی ساتہ کیا ہے بہت خوش اور مشکور ہین۔ مین آنجناب کا اپنی طرف سے بھی نہایت شکر گذار ہون۔ کہ جب سے مینے افغانستان کی سرزمین مین قدم رکہا ہے میری مہمان نوازی اور خاطر و مدارات مین کسی طرح کوتاہی نہین کی گئی۔

اس تقریر کے بعد امیر صاحب کے حکم سے دربار برخاست ہوگیا۔ اور سر مارٹیمر اور دیگر افسران اپنی جای قیام پر واپس آئے۔ اور اسکے بعد دو روز کابل مین اور رہے۔ ۱۵۔ نومبر کو یہ مشن کابل سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ چلتے وقت سر مارٹیمر نے امیر صاحب سے ملاقات رخصتانہ کی۔ جن امور کے طے کرنیکو امیر صاحب نے یہ مشن بلایا تہا۔ وہ تمام گفتگو امیر صاحب اور سر مارٹیمر ڈیورنڈ مین پرائویٹ طور پر ہوئی۔ اور اب تک خلاصہ کسی کو نہین معلوم ہوا۔ مگر اوس وقت کے بعد سے امیر صاحب اور گورنمنٹ مین صورت معاملات کے نتائج سے اوس پرائویٹ

گفتگو کا یہ خلاصہ معلوم ہوا۔ کہ امیر صاحب کی طرف سے یہ اقرار کیا گیا۔

(۱) آج سے میں چترال۔ باجوڑ۔ سوات۔ اور آفریدی قوموں کے معاملات میں کچھ دخل نہ دوں گا۔

(۲) درہ کرم سے آگے وزیری ممالک۔ اور علاقہ ژہوب کا دعوی نکرونگا۔

(۳) گورنمنٹ انگلستان کا وفادار دوست رہونگا۔ اور عندالضرورت گورنمنٹ کو ہرطرح مدد دینے کو تیار رہونگا۔

گورنمنٹ کی طرف سے یہ اقرار ہوا۔

(۱) اسمار میں گورنمنٹ ہند امیر صاحب کی حکومت تسلیم کرتی ہے۔

(۲) امیر صاحب کا جو ارادہ ہے۔ کہ کافرستان کو فتح کر کے اپنی حدود ملک کو وسعت دیں اوسمیں ہمیں کوئی عذر نہیں۔ اور ہم اس بات میں ہرگز اونکے مزاحم نہوں گے۔

(۳) جو وظیفہ امیر صاحب کو ہماری طرف سے سالانہ ملتا ہے وہ اب سے بجای ۱۲ لاکھ کے ۱۸ لاکھ ملا کریگا۔ ۱۲

امیر صاحب کا لندن میں مدعو کیا جانا

ڈیورنڈ مشن کے کابل جانے اور امور نزاعی طے ہونیکے بعد مزید اتحاد و دوستی کے واسطے ملکہ معظمہ نے امیر صاحب کو انگلستان کی سیر کے لئے مدعو کیا۔ مگر امیر صاحب نے اس وجہ سے یہ درخواست منظور نہ کی۔ کہ اونکی دارالخلافہ کے چھوڑنے سے سلطنت میں فساد عظیم کا اندیشہ ہے۔ لیکن جب گورنمنٹ کی طرف سے زیادہ اصرار کیا گیا۔ تو امیر صاحب نے بجای اپنے شاہزادہ نصر اللہ خان

نوٹ: سنہ ۱۸۹۷ء سے سرحدی بغاوت کے بعد جو گورنمنٹ سے آفریدی وغیرہ اقوام نے کی تھی امیر صاحب کو بجای ۱۸ لاکھ کے ۱۲ لاکھ سالانہ ملتا ہے۔

اپنے منجھلے بیٹے کو بھیجنے کے لئے تجویز کیا۔ اس تجویز کو تمام دنیا نے بڑی حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ کہ ایسی ذمہ داری کے کام پر ایک ناتجربہ کار نوجوان کو بھیجا ہے اگر خود جانا مناسب تھا تو اپنی بڑی بیٹے سردار حبیب اللہ خان جو بہ نسبت نصر اللہ خان کے تجربہ کار ہیں بھیجا جاتا۔ مگر شاہزادہ نصر اللہ خان نے تمام دنیا پر ظاہر کر دیا کہ اگرچہ باعتبار عمر کے اسکا تجربہ بالکل محدود ہے۔ لیکن وہ آخر کو ایسے باپ کا لائق بیٹا ہے کہ جسکی دانائی اور تجربہ کاری کو ایک عالم تسلیم کئے ہوئے شاہزادہ نصر اللہ خان۔ عمر میں امیر حبیب اللہ خان سے تین برس چھوٹے ہیں۔ اور اعلی درجہ کے متشرع۔ دیندار۔ پابند صوم وصلوۃ۔ خلیق۔ نیک مزاج ہیں اور آپکے تمام افعال وحرکات متانت۔ استقلال سنجیدگی سے مملو ہوتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۹۵ء میں اس سفر انگلستان میں آپ نے اپنی لیاقت کی وہ شہرت حاصل کی۔ کہ محتاج بیان نہیں۔

امیر صاحب کی مدت سے یہ خواہش تھی کہ وہ اپنی سلطنت کے تعلقات وائسرای ہند سے رکھنے کی بجای سیدھے حضور قیصرہ ہند سے رکھیں۔ کیونکہ وہ ایک زبردست پادشاہ ہوکر وائسرای ہند جیسے معمولی عہدہ دار کی وساطت سے خط وکتابت نہیں کرنا چاہتے اور دراصل ہر کار روائے اصالتاً ہونا چاہئے۔ اس حالت میں کبھی کوئی رنجش یا کدورت پیدا نہیں ہوتی اور ہر امر آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ اگر گذشتہ ایام (سنہ جلوس امیر سے سنہ ۱۸۹۳ء تک) کی تاریخ اوٹھا کر دیکھی جاوے تو بخوبی روشن ہو جاویگا۔ کہ جسقدر نامعقول قباحتیں وقوع میں آئیں وہ صرف اس تعلق کی وجہ سے تھیں۔ اگر افغانستان کا تعلق براہ راست انگلستان سے ہوتا تو کبھی ڈیورنڈ مشن بھیجنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ نہ تین مقدمات ریلوے کی تعمیر کے باعث گورنمنٹ کابل اور گورنمنٹ ہند میں ناچاقی ہوتی۔ نہ افغانی ترکستان کی بغاوت کے وقت امیر صاحب

لارڈ لینسڈون کے بیجا اور نامعقول اعتراضات سے ناراض ہوکر گورنمنٹ سے کشیدہ خاطر ہوتے۔ علی ہذا اور بہت سے خلاف واقعات ہین جو مختلف وئسرایون کے نامعقول خودرائیون سے معرض ظہور مین آئے۔ غرضکہ اس قسم کے خراب نتائج پر نظر ڈالکر امیر صاحب کی اس خواہش مین بہت ترقی ہو گئی کہ دربار سینٹ جیمس مین ہمارا اسفیر رہنا چاہئے۔ تاکہ براہ راست تمام امور طے ہوتے رہین۔

چلتے وقت اعلیٰ حضرت نے جو نصائح اپنے بیٹے نصر اللہ خان کو سفر انگلستان کی متعلق کی ہین۔ اونسے عجب شاہانہ جبروت وجلال ٹپکتا ہے اور امیر صاحب کی اعلیٰ دماغی ظاہر کرتی ہین۔ بغرض دلچسپی مختصراً درج ذیل ہین۔

(۱) ہندوستان پہونچنے پر اگر تمہین وئسرای سے ملنے کا اتفاق ہو تو ہماری طرف سے اور اپنے برادر معظم حبیب اللہ خان کی طرفسے مزاج پرسی کرنا اور سلام کہنا۔ اور سوای اوس افسر گورنمنٹ کے جو بہی تمہاری خدمت پر مامور ہو کسی شخص سے اور کسی کچہہ چیز کی درخواست نکرنا۔ اگر ہندوستان کے معاملات خارجہ کے سکرٹری کے نام تمہین کوئی خط لکھنا ہو تو اسطرح لکھنا۔

مجبی کنہنگم صاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ انڈیا۔

(۲) لندن پہونچکر ملکہ معظمہ سے ہر مرتبہ ملاقات کے وقت ایسا ہی آداب شاہانہ بجالانا۔ جیسا میری دربار مین بجالاتے ہو۔ زیادہ عجز وانکسار ہرگز ظاہر نکرنا۔ کیونکہ خلاف تہذیب اور داخل خوشامد ہے۔ بلکہ انتہا کی بدتمیزی ہے۔

(۳) ملکہ معظمہ۔ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز۔ اور ڈیوک آف کناٹ سے ملاقات ہونے پر تمہین وہ تحائف ضرور پیش کرنے چاہئین جو تم اپنے ساتہ لیتے جاتے ہو۔

نوٹ۔ یہ ہدایتین جو امیر صاحب نے شاہزادہ نصر اللہ خان کو کی تہین رسالہ منتہلی ریویو لندن سے ترجمہ کی گئین ہین۔

(۴) اگر تمسے فوج کے ملاحظہ کی درخواست کیجاے۔ تو تم سپاہیون کو انعام ہرگز ندینا۔ صرف تمہین اونکی انتظام فوج و ترتیب قواعد کی تعریف کرنی چاہیے۔ اور اوسپر اپنی خوشی ظاہر کرو۔

(۵) جہان پر کسی شاہی محل یا کسی ہوٹل وغیرہ مین تم ٹھہرو۔ چلتے وقت وہانکے خادمون کو اونکی خدمت کے لحاظ سے کچھہ ضرور دینا چاہیے۔

(۶) اگر کوئی عورت ملکہ معظمہ کی خاندانی۔ یا کسی معزز ممبر پارلیمنٹ کی بی بی تمہاری ساتھہ دوستانہ طور سے پیش آئے اور تمہین اپنا معزز مہمان سمجھے تو چلتے وقت اونکو بھی کوئی چوڑی یا انگوٹھی وغیرہ اپنی نشانی ضرور دینی چاہیے۔

(۷) تھیٹرون۔ اسکولون۔ تفریح کے جلسون۔ کارخانون وغیرہ کو کچھہ دینے کی تمہین ضرورت نہین۔

(۸) لیورپول کے نومسلمون کو پچاس ہزار روپیہ دینا۔ جنکے سردار شیخ الاسلام عبداللہ کوئلم اور ہندوستان کے بعض مولوی ہین۔ اونسے میرا اسلام کہنا۔ اگر نومسلمون مین سے کوئی انجنیر ہو یا معدنیات کا ماہر ہو اور وہ دولت خداداد افغانستان کا ملازم ہونا چاہیے۔ تو تم اوسے ضرور رکھہ لینا۔

(۹) جہان مفصلۂ ذیل صاحبون مین سے کوئی ملے تو اونسے میرا اسلام کہنا۔ اور میری نسبت کہنا۔ کہ وہ آپکو اپنا دوست سمجھکر اکثر یاد کیا کرتی ہین۔ لارڈ روزبری۔ لارڈ سالسبری وزیر انگلستان۔ لارڈ کمبرلی وزیر امور خارجیہ۔ انریبل مسٹر فاولر سکرٹری ہندوستان۔ مارکوئیس رپن۔ لارڈ ڈفرن۔ انریبل جارج کرزن۔ لیپل گریفن۔ سر جان گورسٹ۔ جنرل چیمبرلین وغیرہ۔ اور اگر ان لوگون مین سے کوئی تمہارے نام خط بھیجے۔ تو تمہین بھی اوسکا موزون جواب لکھنا چاہیے۔ تمہاری آسانی کو جو مینے کتاب لکھی ہے اوسکے اخیر مین ایسے افسرونکی خطاب اور اونکو مخاطب کرنیکے القاب لکھے ہین۔

(١٠) اگر کوئی افغانستان مین ریل اور تار کے اجرا کی بابت تمسے سوال کرے
تو تمہین یہ جواب دینا چاہئے - کہ مجھے ایسے معاملات پر بحث کرنیکی ہرگز اجازت نہین ہے
(١١) اگر تمسے افغانستان کی تجارت کا حال پوچھا جاوے یا اوسکی شکایت کیجاوے
تو تم یہ کہنا کہ غیر ملکون کے ہاتھ مین آنیسے پہلے وہ تجارت افغانیونکی قبضہ مین ہے
اور مجھے پورا الیقین ہے کہ وہ ایک نہ ایکدن ضرور ترقی کریگی -
(١٢) اگر چترال باوزیر وغیرہ کی نسبت کوئی اشارہ کیا جاوے - تو تم یہ کہنا - کہ
ایک عہدنامہ کی موافق اوسکا فیصلہ ہوچکا ہے کہ انمین سے کونسا ملک ہندوستان مین
شامل ہے اور کونسا افغانستان مین ہے -
(١٣) اگر تمسے دریافت کیا جاوے کہ روس افغانستان سے دوستانہ تعلق رکھتا ہے
یا اسکے برخلاف - تو تمہین فوراً کہنا چاہئے - کہ اگر روس ہمارے مخالف نہو گا تو
ہم بھی اوسکے مخالف نہونگے -
(١٤) شاید تم سے یہ دریافت کیا جاوے - کہ اونکی طرز حکومت سے لوگ خوش ہین
یا ناراض ہے - تو یون جواب دینا - آپ نے کسی قسم کی شکایت یا تعریف نہین
سنی - لیکن ہم جو کچھ افغانستان مین سنتے ہین - اگر اوسکی آپکو خبر نہین تو
ایسی باتون کے پوچھنے سے کیا فائدہ -
(١٥) اتفاق سے اگر زار روس یا روسی سفیر سے ملاقات ہوجاوے تو اونسے یہ کہنا کہ
آپکی سرحد پر جو ہمارے افسر مقرر ہین اونکی زبانی معلوم ہوا کہ آپکے افسر اونسے دوستانہ
برتاؤ کرتے ہین - اسوجہ سے ہم گورنمنٹ روس سے بہت خوش ہین اور شہنشاہ کی
درازی عمر کی دعا کرتے رہین -
(١٦) جاتے وقت یا واپسی کے وقت سلطان المعظم - خدیو مصر - سلطان زنجبار -
سلطان مراکو - شاہ اٹلی - یا اور کسی بادشاہ سے ملاقات ہو تو سوائے عمومی

۲) چونکہ کافرستان بڑا زرخیز اور سرسبز ملک ہے اسلیئے اوسکے ساتہ افغانستان کے تجارتی تعلقات قایم کیئے جاوین جس سے بہت فائدے متصور ہین۔

۳) کافرستان کے زرخیز علاقہ مین افغانون کی چند وفادار قومون کو آباد کیا جاوے جو روسیون کے حملہ کی حالت مین اپنی ملک وطنی کی پوری حفاظت رکہین گے۔

۴) کافرون کو ملک افغانستان کے مختلف حصونمین تقسیم کر کے افغانون کو حکم کیا جاوے کہ اونکو اسلام کے اصول سے بخوبی آگاہ کرین۔ اور نیز کاشتکاری کے طرز وطریقے سکہلائین۔ تاکہ یہ لوگ افغانستان کے صوبۂ پغمان مین جہان دریا اور چشمے بکثرت ہین آباد کیئے جاوین۔

۵) ہزارہ اقوام کے لوگون کو جو پغمان مین آباد ہین اور اپنی ملک ابائی مین واپسی کے لئے بیشمار درخواستین دیچکے ہین۔ اونہین اونکی اصلی وطن ہزارہ کو واپس بہیجا جاوے۔

۶) جلال آباد۔ کابل۔ چترال وغیرہ سے بدخشان کی طرف سیدہا راستہ نکل آئیگا جسمین پہلے کی نسبت نصف مسافت سی بہی کم مسافر کو طے کرنی پڑیگی۔

۷) کافرستان مین ایک کارخانہ اسلحہ قایم کیا جاوے۔ جہان آس پاس کے جنگلونکی لکڑیان ایندہن کے کام مین لائی جاوین۔ اس صورت مین کارخانۂ مذکور سے بڑی خرچ کا بوجہ کم ہو جاویگا۔

۸) اونکو فنون سپاہ گری سکہلا کر فوج کے ایک دو دستہ زیادہ کئے جاوین۔ کیونکہ یہ لوگ اعلی درجہ کے سپاہی بن سکتے ہین۔ اور مرتے دم تک پیٹہ نہین دکہلاتے۔

پہلی پہل ۱۸۸۳ع مین امیر صاحب نے کافرستان پر فوج کشی کی۔ مگر اوسوقت گورنمنٹ انگریزی اس امر مین سخت مانع اور مزاحم ہوی۔ حتی کہ امیر صاحب نے کچہ دنون کو اس ارادہ سے خاموشی اختیار کی۔ مگر جب بعض امور مین امیر صاحب نے ناراضگی ظاہر کی اور کچہ ڈہیتی پکڑی تو ڈیورنڈ مشن نے گورنمنٹ کی طرف سے اقرار کر لیا کہ آپکی فتح

کافرستان کے ارادہ مین گورنمنٹ ہرگز مزاحم نہو گی۔ جسکا مفصل ذکر پیچھے گذر چکا۔
چنانچہ امیر صاحب نے سنہ ۱۸۹۶ء مین دوبارہ جنرل غلام حیدر خان کو کافرستان پر
فوج کشی کرنیکا حکم دیا۔ اوسوقت موسم سرما تہا۔ اور امیر صاحب نے خود ہی فتح کافرستان
کے لئے چند وجوہ سے یہ موسم پسند کیا تہا اور یہ تجویز اونکی اعلی جنگی واقفیتونکا اظہار
کرتی ہے امیر صاحب نے یہ فائدہ سوچا تہا کہ گرمی کے موسم مین ہر طرف کو راستے کہلے
ہوتے ہین۔ اسلئے اوس موسم مین اونکی بہت سی فوج کام آنیکا احتمال ہے۔ دوسری
یہ کہ درحالت مغلوبی کافرلوگ روس کو بہاگ جاوینگے۔ جو ہماری فتح کافرستان کا
مخالف ہی اوس صورت مین ہمکو اونکے چہیڑ کر عظیم الشان جنگ کا سامنا کرنا پڑیگا۔
اور کافرستان کی اس فوج کشی کا کچہ نتیجہ نہ نکلیگا۔ الغرض سپہ سالار مذکور نے سنہ ۱۸۹۶ء
کے موسم سرما مین بیشمار فوج اور بیحد سامان جنگ کے ساتہ کافرستان کی طرف عنان
عزیمت اوٹہائی۔ اور جاتے ہی بغیر کسی خطرناک مقابلہ کے کافرستان پر قبضہ کرلیا۔
اور روس وانگلستان آنکہین پہاڑ پہاڑ کر دیکہتے ہی رہ گئے۔
مگر افسوس جنرل مذکور (جسکو انگریزی اخبارات حسد کی نگاہ ہو سے دیکہنے لگی تہی اور کہتی تہی
کہ فتح اوسکی کنیزک اور اقبال اوسکا غلام ہے) فتح کافرستان کے بعد زیادہ نہ جیا۔
اپریل سنہ ۱۸۹۸ء مین اسنے عالم سفر مین داعی اجل کو لبیک کہدیا۔
سپہ سالار موصوف جنرل سرہنگ سکندر خان کا فرزند رشید اور افغانستان کے
ایک گاؤن چرخ نامی کا باشندہ تہا اور یوسف زئی خاندان سے تعلق رکہتا تہا۔
یہ امیر شیر علی خان کے وقت سے سپہ سالاری کے عظیم الشان عہدہ پر مامور تہا لیکن
افضل واعظم کے عہد حکومت مین کسی وجہ سے معزول کردیا گیا تہا۔ اسنے نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کو
دوسری جنگ افغانستان کے وقت انگریزی فوج کا بڑی شجاعت ومردانگی سے
مقابلہ کیا تہا۔ اور ہزارون انگریزی سپاہیون کو اپنی شمشیر آبدار سے دار القرار مین

پہونچا دیا۔ جب امیر عبد الرحمن تخت نشین ہوے تو یہ آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔
امیر صاحب نے اسکو پہلے عہدی پر بحال کر دیا۔ جسنے آخر دم تک بڑی جانکاہی
اور وفاداری سے امیر صاحب کی خدمت کی۔ اس مشہور جرنل نے جب وہ اپریل
۱۸۹۸ع کے آخر دنون مین کابل جا رہا تھا اثنا د سفر سے عدم کی راہ لی جرنل
موصوف کی وفات کا سانحۂ ہوشربا سرحدی علاقون مین اسطرح مشہور ہے
کہ اپنی وفات سے کچھ روز پہلے سپہ سالار جرنل غلام حیدر خان کابل کی طرف سفر
کر رہے تھے اور اونکی ہمراہ دو حکیم بہی تھے جنہین خود امیر صاحب نے معالجہ کیواسطے
بہیجا تہا۔ راستہ مین یکایک سپہ سالار کا انتقال ہوگیا۔ اگرچہ پہلے سے کچھ علیل
جرنل نے انتقال کے قریب ایک پرزہ لکھکر اپنی ایک وفادار غلام کی سپرد کیا جسنی
لیجا کر امیر صاحب کے حوالہ کر دیا۔ اوسمین لکھا تھا کہ مین قریب المرگ ہون۔ اور
میری ساتہ کچھ چالاکی کی گئی ہے۔ جب حکیم کابل پہونچے تو فوراً امیر صاحب نے اونکو
اپنی حضوری مین طلب فرمایا۔ اور جان کا خوف دلاکر کیفیت انتقال دریافت
کی۔ آخرکار جب تہدید اور سختی کی گئی تو ایک حکیم نے اقرار کر لیا کہ بیشک مین نے
دو ہزار روپیہ سپہ سالار مرحوم کو مار ڈالنے کیواسطے لیکر سنکھیا اور شیشی کی پسی ہوئی
تہوڑی تہوڑی مقدار دیکر اونکا کام تمام کر دیا۔ امیر صاحب کے حکم سی فوراً دونون
حکیم قتل کردئے گئے۔ مگر افسوس یہ نہین معلوم ہوا کہ رشوت کسنے دی تہی۔ جنرل
موصوف کا افغانستان مین تو بظاہر کوئی مخالف نہ تہا۔

۲۵ مئی ۱۸۹۶ء کو عید الضحیٰ کے مبارک دن امیر المومنین عبد الرحمن خان کو
رعایا کی طرف سی کابل کے مقام کالا باغ مین دعوت دی گئی۔ اس جلسہ مین اکثر
روساے و سرداران افغانستان و علماے دین مبین موجود تہے۔ امیر صاحب کے
تشریف لیجانے پر پہلے ملا علوم نے اپنے ہاتہ سے ایک قیمتی تمغہ شاہ موصوف کو

پہنایا۔ پہر قوم کی طرف سے خطاب ضیاء الملت والدین پیش کیا گیا اور کل روساء و علماء و دیگر اشخاص نے جو ہزار ہا تہے اقرار کیا کہ سوای امیر المومنین کی اولاد کے ہم اور کسی کی اطاعت قبول نکرین گے۔ اسکے بعد ایک عہدنامہ تحریر کرکے اوسپر رعایا کے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ فرد بشر سے دستخط کرای۔ اس عہدنامہ کا یہ مضمون تہا۔

(۱) چونکہ حضرت امیر صاحب کے عہد مبارک مین رعایای افغانستان کو کابل مین امن وآسایش نصیب ہوا ہی۔ اور رعایا کی بہبودی کی مناسب تدابیر عمل مین لائی جاتی ہین اسلئے ہم لوگ بالاتفاق حضرت امیر صاحب کے نام نامی کے ساتہ "امیر المومنین ضیاء الملت والدین" کا خطاب زیادہ کرنا چاہتے ہین۔

(۲) چونکہ زمانۂ حال مین افغانستان کی حدبندی ہو گئی ہی اسلئے اگر کوئی غنیم ہماری ملک کی حدود مین قصد مداخلت بہی کریگا۔ تو ہم ایک ایک چپہ زمین کے لئے اپنی سر کٹوانیکو تیار ہو جاوینگے۔ اور جیتے جی دوسری کو ہرگز اوسپر قابض ہونے دینگے۔

(۳) امیر صاحب ذی رہزنون۔ قزاقون۔ بدمعاشون کا قرار واقعی انسداد کرکے ملک کو مفسدہ انگیز گروہ سے پاک وصاف کرادیا ہی۔ اسلئے ہم لوگ بہی فرض مین سمجہتے ہین کہ کبہی امیر المومنین کی اطاعت و فرمانبرداری سے سر نپہیرینگے۔

(۴) آپکے عدل و انصاف سے ممنون ومشکور ہو کر ہم لوگ اقرار کرتے ہین کہ سوای حضور کی اولاد کے کسی کی رعایا بنکر رہنا منظور نکرین گے۔ اور افغانات مین جو شخص امیر المومنین کے برخلاف علم بغاوت بلند کریگا۔ ہملوگ اوسے باغی سمجہکر تہ تیغ کرڈالین گے۔

(۵) اپنی ملک کے استحکام اور سرحد کی مضبوطی کے واسطے ہم ہر جگہ کے آٹہ آدمیون مین سے ایک بہادر اور سورما نوجوان کو فکر معاش سے سبکدوش کرکے اعلیٰ حضرت

امیر صاحب کی فوج ظفر موج مین بھرتی ہوکر فنون سپاہ گری سیکھنے کے لئے وقف کردین گے۔ اور آج سے ہرسال اسی تاریخ مبارک کو ایک جشن تمام قلمرو افغانستان مین ہر ہر جگہ کیا کرین گے۔ اور اس جشن کا نام بزم چراغان تجویز کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امیر صاحب کی طرف سے خطاب ضیاء الملت والدین کی یادگار مین عید الضحیٰ ہی کے دن ایک نیا سکہ مضروب کیا گیا جسپر ایک طرف کابل جامع مسجد کا نقشہ ہے اور دوسری طرف (ضیاء الملت والدین امیر عبد الرحمن خان) منقش ہے۔

۱۸۹۷ء مین سرحدی شورش کے وقت یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ امیر صاحب نے جہاد کی تیاریان کی ہین۔ اور ایک کتاب بنام تقویم الدین شایع کرکے اپنی تمام ملک مین تقسیم کی ہے۔ ہر ایک رسالہ پر امیر صاحب کے دستخط ثبت ہین۔ اور امیر صاحب کے سوارون نے بڑی حفاظت سے اوسکو ہر ایک شہزادگان (ملک افغانستان) مین تقسیم کیا۔ مگر باوجود اس احتیاط اور انتظام کے اوسکی ایک کاپی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے ہاتھہ کہین سے لگ گئی۔ یہ بھی فارسی زبان مین تھی اور صرف ایک جز کی کتاب تھی جسمین اکثر آیات واحادیث جہاد کے بارہ مین درج تھین گویا کہ یہ پہلے رسالہ جہاد کا خلاصہ اور انتخاب تہا۔ اخبار مذکور نے تقویم الدین ترجمہ بھی اپنی متعدد پرچون مین شایع کیا۔ بعض نادان لوگون کا خیال ہے کہ اوسکی چند کاپیان افواج انگریزی کے مسلمان سپاہیون مین تقسیم کی گئین۔ لیکن یہ محض بیہودہ اور فضول خیال ہے۔ کیونکہ سوای اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے اوسکی کوئی کاپی ہندوستان مین نہین پہونچی۔

لورپول مین جو انگلستان کا ایک مشہور بندرگاہ ہے کچھ ایام سے آفتاب اسلام کی کرنین وہان پڑنے لگین۔ مسٹر عبد اللہ کوئیلیم ایک نامی گرامی انگریز نو مسلم نے وہان کے لوگون کو بڑی کوشش اور تحقیق کے بعد عیسائیت کی ظلمت سے نکالکر اسلام کے

منور دائرہ مین داخل کیا ہے چنانچہ اسوقت اونکی کوشش بلیغ اور جوانمردی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ وہان ایک اسلامی اخبار ایک ماہوار رسالہ۔ ایک محمڈن کالج مسجد قبرستان وغیرہ اسلامی انٹرالمنٹ کے متعلق چیزین اور مکانات مہیا ہو گئی ہین۔
شیخ الاسلام عبد اللہ کوئیلم نے حضرت شاہ عبد الرحمن خان کو ایک خط لکھا۔ یہ خط اوسوقت آیا تہا کہ امیر صاحب کی طبیعت مبارک ناساز تہی چنانچہ خط مین علاوہ یورپ مین اس برگزیدہ دین کے پہیلنے اور یورپول مین خصوصًا اور انگلستان مین عمومًا دین اسلام کے پیرو ہو جانیکے اظہار کے یہ لکھا تہا کہ حضور کی خبر علالت سنکر تمام یورپول کے مسلمانون نے بعد نماز عید آپکی صحت۔ عمر و اقبال اور سلطنت کی ترقی کے واسطے صدق دل سے دعائین مانگی ہین۔
اسکے جواب مین امیر صاحب نے جو خط لکھا تہا وہ رسالہ اسلامک ورلڈ سے بجنسہ ترجمہ کرکے لکھا جاتا ہے۔

"برادران اسلام"

الحمد للہ جیسا کہ قرآن مجید خداوند جل عظمتہ اور عز شانہ کے مقدس کلام مین اشارہ ہو چکا ہی۔ کہ اس جلیل الشان مذہب کے نور سے سب ملک اور تمام قومین منور ہو جاوینگی۔ اوسکی موافق انگلستان مین بہی خدا نے اپنی خاص عنایت سے چند اشخاص کو ہدایت دی۔ اور اونہون نے نبی آخر الزمان رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مان کر اپنی تئین اسلام کے سایہ مین آ کہڑا کیا۔ مین آپ لوگون کی دعاؤن کو جو آپنے میری صحت کے واسطے مانگی ہین مشیت ایزدی اور خدا کی رحمت خیال کرتا ہون۔ کیونکہ اگر کسی آدمی کے واسطے اوسکی عدم موجودگی مین دعائین مانگی جاتی ہین تو وہ جلد قبول ہوتی ہین۔ خدا کی عین عنایت ہی کہ اوسنے مجہے اپنی مقدس

دین کا خادم اور محافظ مقرر کیا ہی۔ امید ہی کہ آپ انگلستان مین اسلام کی اشاعت کی متعلقہ خبرون سے مجہی اطلاع دیتی رہا کرینگے۔ اسکی علاوہ میری متعلق جس خدمت کی ضرورت ہو اوس سی مجہی فوراً مطلع کرو۔"

امیر صاحب کے حرم سرای کے حالات

امیر صاحب کے محترمہ حرمون مین پہلی بی بی سردار فقیر محمد خان (امیر دوست محمد خان کا بہتیجا) کی لڑکی ہی۔ اس بیگم کے بطن سے عبد اللہ جان نامی ایک لڑکا پیدا ہوا مگر وہ ملکہ اور عبد اللہ جان شیر علی کے ہاتہہ مین گرفتار ہو گئی اور انکی ساتہہ امیر صاحب کی والدہ مکرمہ بہی تہین۔ شیر علی نے ان سب کو قندہار مین قید کر دیا۔ اور طرح طرح کی تکلیفین انکو دین۔ ۸۔ جنوری ۱۸۷۹ء مین جب قندہار جنرل ڈانلڈ سیٹوارٹ نے فتح کیا تو سردار عبد اللہ جان جو اوسوقت ۹ برس کا نوجوان تہا۔ میجر سینٹ جان کے پاس ملاقات کرنیکے لئے آیا۔ تو اوسوقت انکی افلاس کی یہ حالت تہی۔ کہ اوسکی مان اور دادی سنے زیور بیچکر عبد اللہ جان کی لئے کپڑے بنوائے تاکہ میجر سینٹ جان سی وہ آدمیونکی صورت مین ملاقات کرے۔

اس ملاقات سی کچہہ روز بعد قندہار ہی مین عبد اللہ جان کی والدہ سخت بیمار ہو گئی یہانتک کہ بچنے کی کوی امید باقی نرہی۔ مگر انگریزی ڈاکٹرون نے اوسکا علاج کیا۔ اور وہ فضل خدا سے تندرست ہو گئی۔ مگر افسوس کہ اس نوجوان مصیبت زدہ شہزادی نے اچانک جام اجل نوش کر لیا۔ اور باپ کے اقتدار اور سلطنت کو اپنی آنکہونسے نہ دیکہہ سکا۔

امیر صاحب کی دوسری ملکہ سردار جہاندار شاہ سابق امیر بدخشان کی صاحبزادی ہی لیکن اس ملکہ کی کوئی اولاد نہین ہوی۔

امیر صاحب کا تیسرا محل ایک گلریز نامی بیگم ہے۔ جو حسن اور خوبصورتی مین اپنی آپ ہی

نظر ہے۔ یا مس ہملٹن کے قول کی موافق اسم بامسمی ہی۔ اس بیگم سی چار بیٹے
پیدا ہوی ہین۔ جنمین سے۔ امیر حبیب اللہ خان۔ اور شاہزادہ نصر اللہ خان۔
زندہ ہین اور یہ دونون صاحب حالت جلاوطنی ہین بمقام سمرقند پیدا ہوی تہے
امیر حبیب اللہ خان ۱۸۷۲ء مین اور نصر اللہ خان ۱۸۷۵ء مین۔ سلمہما اللہ
بالاقبال۔ ایک اور بیوی ہین جنسے ایک لڑکا حفیظ اللہ خان نہایت خوبصورت
اور امیر صاحب کا چاہتا لڑکا تہا مگر افسوس کہ وہ بہی باپ سے قبل سفر آخرت کر چکا تہا۔
ایک بی بی امیر صاحب کی امیر دوست محمد خان کی لڑکی شمس جہان بیگم کے بطن سے
(بی بی حلیمہ) نامی ہی اسکے والد کا نام سردار عتیق اللہ خان ہی جو کابل کے مشہور ملّا
سید میر واعظ کا بیٹا ہی جسکا مختصر ذکر پچہلے کسی باب مین بہی ہو چکا ہی۔ امیر صاحب اسکا
بہت خیال کرتے تہی اور عام طور پر اسکو ملکہ افغانستان کا خطاب دیدیا ہی۔ اس
ملکہ کا مزاج کچہ انگریزونکی طرف راغب ہی۔ اور عہد امیر صاحب مرحوم مین برابر اسکی
یہ خواہش رہی کہ انگریزون کا رسوخ کابل مین بڑہ جاوسے۔ اور افغانستان مین اکثر
یورپین ملازم رکہی جاوین۔ اور جسقدر کابل مین انگریز ملازم ہین یہ سب کی قدر و عزت
کرتی ہے۔ اور یہ کثرت سے حقہ پیتی ہے جو اوسکی تندرستی کے حق مین مضر ہے۔ چنانچہ
ڈاکٹر گری نے ایک مرتبہ امیر صاحب سی عرض کیا کہ ملکہ صاحبہ اگر اس حقہ نوشی کو کم نکرینگی
تو انکے لئے مضرت کا اندیشہ ہی۔ لہذا حضور اونکو اس بات سی روکدین۔ مگر امیر صاحب نے
یہ جواب دیا کہ مین اس معاملہ مین دخل دینا نہین چاہتا کیونکہ وہ ایسی عادی ہو گئی ہی
کہ حقہ چہوٹنا مشکل ہی۔ ڈاکٹر گری کہتے ہین کہ جسوقت اس ملکہ کے اولاد نہ تہی اوسوقت
اکثر علاج کے لئے مین اونکی خدمت مین گیا ہون۔ درمیان مین پردہ ہوجاتا تہا۔ ملکہ
پردہ سے اپنا ہاتہ نبض دکہانے کو باہر نکالدیتی تہین۔ اور اپنا حال خود کہدیا کرتی تہین
اونہون نے اپنا نام بہی مجہے خود بتایا کہ میرا نام بی بی حلیمہ ہے۔ اور مجہے اپنے بہنے کی

باتون کے کسی اور معاملہ پر ہرگز گفتگو نکرنا۔ اور گفتگو کرتے وقت اپنی عزت و مرتبہ اور جس سے گفتگو کرو اوسکے مرتبہ کا ضرور خیال رکھنا۔ لیکن سلطانکی ولیعہد سے تم بہت خلوص اور محبت سی ملنا۔ اور اپنے بڑی کی طرح اوسکی عزت کرنا۔ اور اوسکے سامنے خدا کی اس عنایت کا کہ اوسنے تمہاری دوستی کا فخر بخشا ضرور اظہار کرنا۔

(۱۷) پرنس آف ویلز کے لڑکے ڈیوک آف یارک۔ یا ملکہ معظمہ کا کوئی دیگر خاندانے شخص۔ یا کوئی پارلیمنٹ کا ممبر جیسے یا تمسے ملنا چاہے تو تم ضرور اونکی خواہش کو ان الفاظ کے ساتھ خوشی سے قبول کرو۔ "یہ ضروری ہی کہ ہم اور آپ دوستونکی طرح ایک دوسرے سے وقتًا فوقتًا جب موقع ملے ملتے رہین۔

(۱۸) اگر ملکہ معظمہ کی طرف سی تمہین یا تمہارے کسی ساتھی کو کوئی خطاب یا خلعت دیا جاوے۔ تو تم انکار کردو اور یہ کہو کہ ہز مجسٹی امیر صاحب کی مرضی پر منحصر ہے۔ اونکی بغیر اجازت یہ خطاب یا خلعت ہم نہین لے سکتے۔ کیونکہ یہ بات افغانستان کے قوانین کے برخلاف ہی۔

(۱۹) میرے ملازمون مین سی جو تمہارے ساتھ ہین اگر تمہین کوئی مشورہ دی تو تم بغور سنو۔ اور کسی غیر سے نہ کہو۔

(۲۰) مسٹر مارٹن کی معرفت اگر کوئی انجنیر معدنیات ملجاوے تو اوسکو ملازم رکھ لینا۔ ورنہ گورنمنٹ سی درخواست کرنا اور ظاہر کرنا کہ چونکہ ہمارے ملک مین بکثرت اقسام کی کانین ہین۔ لہذا ہمین بہت ضرورت ہی۔

(۲۱) مسٹر مارٹن کی معرفت دو ہزار سی دس ہزار تک میگزین رائفل اور اوسی کے لایق کارتوس خریدنے کی اجازت ہی۔

(۲۲) لندن سی رخصت ہونیکے وقت تمکو چاہیے کہ ملکہ معظمہ سی یون عرض کرو

میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ آپکی حضور مین ایک بات عرض کردن۔ آپ پرورش ہی کہ میرے والد نے مجھے آپکی حضور مین حاضر ہونیکی عزت بخشی۔ اور مجھی آپکے شاہی دربار کے آداب بجالانیکا موقع دیا۔ اور خود آپ نے مجھی اپنی بزرگانہ اشفاق سے بے انتہا فخر بخشا۔ اگر وہ درخواست منظور فرمائی جاوی تو عرض کردن۔ اور نیکنامی اور فخر کے ساتھ گھر کو واپس جاؤن۔ اس طور سے وعدہ وقرار لیکر تم ملکہ معظمہ سے اسطرح کہنا۔ الحمدللہ۔ انگلستان اور افغانستان کے تعلقات اب ایسی دوستانہ ہوگئی ہین۔ کہ انگریزی پارلیمنٹ کے ممبر امیر افغانستان کی ملاقات کے لئے بغیر محافظ اور فوج کے تشریف لیجاتی ہین۔ اور امیر کی محلسرا کی طرف اونکی ایسی ہی نظرین اوٹھتی ہین جیسے اپنی مکانونکی طرف۔ ادہر افغانی سردار اور شاہزادون نے بہی حضور مین حاضر ہونیکا فخر حاصل کیا۔ اسوجہ سے والد کی خواہش ہے کہ آپکی خاص پایہ تخت مین اپنا سفیر رکہنی کا اعزاز بخشا جاوی۔ جس سے وہ حضور عالیہ کا مژدہ صحت پاتی رہین۔ اور تمام عرضداشت براہ راست آپ تک پہونچا سکین زیادہ تر اسی درخواست کی غرض سے مین بہیجا گیا ہون۔ اور مجہی آپکی ذات بابرکات سے ہرطرح کامیابی کی امید ہے۔ جو میرے لئے بہت مسرت اور عزت کا سبب ہوگا۔

(۲۳) اس کتاب مین جو مینے تمکو لکہکر دی ہے گورنمنٹ کے اعلی حکام اور شاہی خاندان کے ممبرون کے نام وعہدی اور خطاب درج ہین۔ اگر اسکی علاوہ کسی کا نام وغیرہ معلوم کرنا چاہو تو مسٹر سلطن یا مسٹر مارٹن سے دریافت کرسکتے ہو۔

(۲۴) ریفل اور اسطرح کا دوسرا سامان لندن سے روانہ ہونیسے دو تین دن پہلے اپنی ملازمونکی معرفت خریدنا۔ انگریزی افسرونکو اسکی اطلاع نہو اور نہ اونکو

ایسے سامان تحفۃً دینے کو کہا جاوے۔ نہ اونہیں اون چیزونکے دام دینے پر مجبور کیا جاوے۔ ہان اگر اونکو خود ہی اس اسباب کی خریداری کا پتہ چل جاوے اور پھر وہ تمہاری نذر کرین تو کچہ مضائقہ نہیں۔

(۲۵) اگر سلطنت انگریزی کچہ نقد یا کوئی تحفہ تمہین یا میرے واسطے دے تو ضرور قبول کر لینا۔ لیکن خود تمہاری طرفسے ایسی کوئی تحریک نہوتی چاہئے۔

(۲۶) لندن مین تمہین صرف تین ہفتہ تک قیام کرنا چاہئے۔ اور اگر ملکہ معظمہ زیادہ قیام کا اصرار کرین تو تمکو ملکہ معظمہ کی خوشی کا زیادہ لحاظ کرنا چاہئے کیونکہ آمدن بارادت و رفتن بہ اجازت۔

(۲۷) تمہین اچھی طرح دریافت کر لینا چاہئے کہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین وبائے طاعون تو نہین ہے۔ ایسی حالت ہو تو تمہین وہان نجانا چاہئے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے حکم کے خلاف ہے۔ اگر وہان کوئی بیماری نہ پہیلی ہو تو تمہین وہان جاکر میرے لئے اور اپنے لئے دعاے خیر کرنیکی اور جسقدر کرو خیرات کرنیکی اجازت ہے۔ ۱۲

شاہزادہ نصر اللہ خان اپنے والد کی ہدایتون کو دامن دل مین گرہ باندہکر مع اپنے بڑے بڑے افغانی افسرون کے بڑی شان و شوکت سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے پشاور پر برٹش فوج اور تمام انگریزی افسرون نے بڑی دہوم دہام سے اونکا استقبال کیا۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے پچیس ہزار روپیہ شاہزادہ صاحب کے قدمون پر نثار کئے۔ وہان سے اسپیشل پر سوار ہوکر بمبئی کی طرف راہی ہوے راستہ مین کچہ گہنٹے کو دہلی مین جامع مسجد دیکہنے کو اترے جہان مسلمانون کو ایک اسلامی شاہزادہ کے دیدار سے بے انتہا مسرت اور خوشی حاصل ہوئی۔ امام صاحب و دیگر خدامان جامع مسجد کو معقول انعام عطا فرمایا۔ بمبئی مین پہلے سے پانچہزار فوج آپکی استقبال کو موجود تہی۔ وہانسے آپ ولایت تشریف لیگئے تو پول مین نو مسلم بہائیون نے آپکی تشریف آوری کی خوشی مین بڑی بڑی

سامان کئے تہے۔ شاہزادہ صاحب نے بہی وہان بہت اظہار مسرت کے ساتہ پچاس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ لندن کے پبلک اور اخبارات نے بڑی تپاک سے آپکا استقبال کیا۔ جون ۱۸۹۵ء مین لندن کی پبلک نے گولڈہال مین آپکی تشریف آوری کی خوشی مین ایک عالیشان جلسہ منعقد کیا۔ جسمین شاہزادہ صاحب کو طلائی صندوقچہ مین ایک اڈریس پیش کیا گیا۔ شاہزادہ صاحب نے لائنر صاحب کی مسجد (لندن) مین بہی بڑی فراخدلی سے روپیہ دیا۔

ملکہ معظمہ کے اصرار سے شاہزادہ صاحب قریب تین ماہ کے لندن مین مہمان رہے۔ ملکہ معظمہ نے آخری اعلان لندن مین یہ دیا تہا کہ شاہزادہ نصراللہ خان کو سوای پرنس آف ویلز کے تمام شاہزادگان یورپ پر تفضیل و ترجیح دیجاوے۔ اور جو خاطر و مدارات آپکی وہان کی گئی وہ شاید کسی پادشاہ نے پادشاہ کی کی ہو۔ خلاصہ یہ کہ جانیسے واپس آنے تک کے مصارف کا جو گورنمنٹ نے اونکی خاطر و مدارات مین صرف کیا مع نذر و تحفہ تحائف کے لندن کے اخبارات نے تین کرور تخمینہ کیا ہے۔

پرنس آف ویلز اکثر آپکے ساتہ نماز مین شریک ہوتے رہے۔ آخری ملاقات مین شاہزادہ صاحب نے ملکہ معظمہ کی خدمت مین امیر صاحب کا پیغام در بارہ افغانی سفیر بدربار سینٹ جیمس عرض کیا۔ مگر اوسوقت آپکی درخواست کو چند وجوہ سے منظور نکیا گیا۔ ملکہ معظمہ بہی آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئین۔ اور آپکا ولایت تشریف لیجانا دونون گورنمنٹون کیلیے زیادتی اتحاد و دوستی کا موجب ہوا۔

امیر صاحب کو فتح کافرستان کا خیال ابتدا سے تہا

امیر صاحب کی کتاب الجہاد شائع کرنے پر عوام الناس نے اپنی اپنی خیالات کے عجیب عجیب حاشیے چڑہائے تہے۔ بعض اوسکو ہندوستان پر تحریک جنگ کا سرمایہ بتاتے تہے بعض روس کو اوسکا مرجع ظاہر

کرتے تھے چنانچہ اسی بنا پر ۱۸۹۷ء کی سرحدی بغاوت کا اعلی حضرت امیر صاحب سے
تعلق رکہنا جہلا کے پست خیالات مین سما گیا تہا۔ جو محض لغو و بے بنیاد ہی جسکو آخر
مین ہم مفصل بیان کرین گے۔ ہم اون بے سر و پا خیالی پلاؤ پکانیوالون سے دریافت
کرتے ہین۔ کہ لزوم جہاد کے کچھ شرائط بھی ہین یا نہین اور جو شرائط ہین وہ
ہندوستان مین پائی جاتے ہین یا نہین۔ ہماری خیال سے ہندوستان مین کوئی بات
ایسی نہین جس سے اوسپر جہاد لازم آوی۔ ہماری بے تعصب اور عادل گورنمنٹ نے
اپنے عہد مین ہر قوم و ملت کو مذہبی امور مین آزادی دی رکھی ہے خصوصًا اہل
اسلام کو اظہار و ادای ارکان اسلام مین وہی آزادی ہے جو ایک اسلامی
سلطنت مین ہوتی ہے۔ کسی امر مین کوئی روک ٹوک نہین۔ علی ہذا ایسی حالت مین
ہے جو منافی لزوم جہاد ہی۔ دوسر امیر صاحب گورنمنٹ ہند کے ہمیشہ وفادار دوست
ثابت ہوے ہین امیر صاحب کو عہد شکن اور بیوفا کوی نہین بتا سکتا۔
کتاب الجہاد کی اشاعت محض کافرستان کو کفر کی خوفناک سیاہ سیاہ گھٹا ؤن سے
نکالکر اسلام کے منور دائرہ مین لانیکے واسطے تہی۔ جہان ملک بہر مین ایک بھی
اوس وحدہ لاشریک کا نام لیوا نہ تہا۔ جہان اول سے آخر تک شرائط جہاد
پائی جاتی تہین۔ بلکہ اوسکی طرف بادشاہ اسلام کا متوجہ نہونا قیامت کے
دن شہنشاہ مطلق کا اوس سے بازپرس کا موجب تہا۔ امیر المومنین عبد الرحمن خان
اپنی تخت نشینی کے زمانہ سی آجتک اسی کوشش و خیال مین رہی۔ کہ کسی طرح میری
رعایا مین سچے ایماندار مسلمانون کے عادات و اطوار پیدا ہون۔ اسلئے آپنے
۱۸۸۷ء مین ایک رسالہ جہاد شائع کیا۔ جسمین بادشاہ کی اطاعت و جہاد
کے متعلق کل مفصل باتین درج تہین۔ جسکو تیرہ بڑی بڑی بہمت علماء وقت کی موجودگی مین
امیر صاحب نے مرتب کیا اور اپنے مطبع سرکاری مین نہایت عمدگی اور خوشنمائی سے

سالہ ۲۶+۲۰ کی تعلیم پر ایک لاکھ کاپیان طبع کرائین اور بعد کو ہر جلد اپنی
خاص مہر و دستخط سے مزین کی یہ رسالہ ۱۴۲ صفحہ کا تھا۔ اس رسالہ کی تقسیم مین
امیر صاحب نے بڑی احتیاط سے کام لیا تھا کہ کسیطرح ملک سے باہر نہ نکلے۔ مگر اسکی
ایک کاپی کہین سے الہ اباد کے اخبار پاؤنیر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اوسکے بعض
ضروری بابون کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

پہلے باب کا خلاصہ

جہاد کی اصل غرض یہ ہے کہ تم لوگ کافرون سے لڑو اور اونہین بزور شمشیر مطیع کرکے
اسلام کے وسیع دائرہ مین داخل کرو۔ جہاد کے موقع پر اپنی شجاعت و بہادری
دکھلانے مین کوتاہی نکرو۔ موت سے بالکل نہ ڈرو۔ اور اپنے دشمنون کو مار کر ہٹا دو
ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا اپنے حامیان مذہب کا مددگار ہے۔ تمام مومنون کا فرض ہی کہ
جہاد مین حصہ لین۔ اور گھر مین عورتونکی طرح چھپکر نہ بیٹھے رہین۔ اونکو واجب ہی کہ
مرد میدان بنکر دشمنان دین و مخالفان شرع متین کو تہ تیغ کر ڈالین۔ اور فتحمند ہوکر
غازی کا مبارک لقب حاصل کرین۔ اس راہ کی موت کو زندگی دنیا کی ہزار جاہ و جلال سے
بہتر جانین۔ کیونکہ شہادت بہت اعلی درجہ ہے۔

دوسرے باب کا خلاصہ

اس باب مین شہیدونکے مرتبے لکھتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ سچے اور جانباز مسلمانونکا
خواہ وہ پیادہ ہو یا سوار فرض مقدم ہے کہ ہر چہار طرف سرحد پر بدمعاش کافرونکو
افغانستان مین داخل ہونیسے روکین۔ مقابلہ کے وقت اپنی جوانمردی و شجاعت کا
قطعی ثبوت دین۔ اور اپنے تئین بہشت اور وہانکی باعصمت بے مثل حسن و جمال والی
حورون کا مستحق بنادین۔ جنکا وعدہ خدا نے اپنی برگزیدہ کلام مجید مین کیا ہے۔
جو مسلمانونکو اپنے مذہب پر مال و دولت تو ایک طرف جان و دل تک قربان کر دینا چاہیے

تیسری باب کا خلاصہ

اسمین موعودہ ثواب کا ذکر کرتے ہوے بیان کیا ہے۔ "جو لوگ خدا کے راستہ مین شہید ہون۔ یا جہاد مین جاکر گہوڑے سے گر کر یا سانپ کے ڈسنے یا کسی اور قدرتی موت سے ہلاک ہون وہ بہی شہید کا مرتبہ پاتے ہین۔ حدیث شریف مین لکہا ہے کہ فی سبیل اللہ جہاد کرنیوالے کے لئے چہہ اعزاز ہین جو دوسرون کے نہین (ا) اوسکے پہلے اگلے صغیرہ و کبیرہ تمام گناہ بخشے جاتے ہین (۲) وہ عذاب قبر و فشار قبر وغیرہ سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ (۳) روز حشر کوئی فکر اوسکو نہو گی اور عرش کے سایہ مین ہوگا۔ (۴) قیامت کے دن وہ جلال کا منور تاج پہنے گا جس سے وہ تمام بہشتیون مین ممتاز ہوگا۔ (۵) ستر حورین اوسکو خدمت کے لئے ملینگی۔ (۶) وہ اپنے ستر رشتہ دارون کو اپنے ساتہ بہشت مین لیجانیکا مستحق ہوگا۔"

چوتھے باب کا خلاصہ

اسمین اُس عذاب کا ذکر ہے جو جہاد سے بہاگنے والون پر خدا کی طرف سے نازل ہوگا اس باب مین ایک جگہ لکہا ہے۔ "جسوقت تم لوگ کفار کے مقابلہ کو جاؤ تو بڑے استقلال اور ثابت قدمی سے جوہر مردانگی دکہاؤ۔ موت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ ایک مرتبہ مرنا ضرور ہے۔ لڑائی مین کفار کو پیٹہ مت دکہلاؤ۔ اگر کوئی ایسا کریگا وہ اوس بادشاہ قہار کے سخت عذاب مین مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن جہنم مین ہمیشہ پہینکا جاویگا۔ جہان اوسکے واسطے سخت مصیبتین اور بیشمار عذاب ہونگے۔ اور وہ دونون عالم مین خدا کی رحمت سے محروم رہیگا۔"

خاتمہ کتاب پر دو باہونکی بابت لکہا ہے۔ اور اپنی رعایا کو ایک بڑے جہاد مین شامل ہونیکے واسطے آمادگی کا ذکر کیا تہا جسکی طرف امیر صاحب کا مدت سے خیال تہا (یعنی کافرستان)۔

کافرستان وسط ایشیا مین کوہ ہندوکش کے پرسے ایک بہت پرانا اور بڑا محفوظ ملک ہے۔ جسکو کسی بادشاہ نے آجتک اپنے قبضہ مین نہین کیا۔ بلکہ نہ کوئی وہانتک پہونچ سکا ہے۔ یہان کے باشندے اینگلو سکسن نسل سے ہین۔ ہندوستان کی اریہ قوم اور جرمنی اور انگلستان کے باشندون کا سلسلۂ نسبت کافرستان کے کافرون سے ملتا ہے۔ یہ لوگ انگریزونکی طرح سفید رنگ لیکن اونسے خوبصورت ہوتے ہین۔ اور یہ پرلے درجہ کے بددیانت۔ دروغگو۔ مفسدہ پرداز۔ قاتل و سفاک ہوتے ہین روسیونکی طرح دغابازی و شرارت انکی رگ و ریشہ مین کوٹ کوٹ کر بہری ہے۔ آزادی کے غلام ہین۔ اور مسلمانون کو قتل کرنا انکے اصول مین بڑے ثواب کا کام ہے۔ امرا کے گہر مین غلام ہوتے ہین اور خوبصورت عورتین کنیزکین بنا کر فروخت کیجاتی ہین۔ اور عموماً یہانکی عورتین نہایت حسینہ جمیلہ اور نازک اندام ہوتی ہین۔ مرد تمام قدآور قوی سشہ زور اور بڑے بہادر ہین۔ چوری قزاقی لوٹ مار کو اپنے واسطے باعث فخر و مشیخت خیال کرتے ہین۔ جو لوگ اس پیشہ (عیوب) مین کامل دستگاہ نہین رکہتے عوام کی نظرونین نالایق و ذلیل سمجھے جاتے ہین۔ تعلیم کے نام سے بہی کوئی شخص ملک بہر مین آشنا نہین۔

یہ بات حضرت امیر صاحب کے دل مین قبل از امارت سمائی ہوئی تہی۔ کہ جسوقت مین تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ تو ایکروز ضرور کافرستان کے بانکے اور رنگیلے نوجوانون سے کفر و شرک کا رنگ دور کر کے اور (صِبْغَةَ اللهِ) کے رنگ مین رنگ کر اونکے دلونمین کلمۃ اللہ کی روح پہونکدونگا۔

امیر صاحب نے فتح کافرستان سے اپنے خیال مین مندرجۂ ذیل فوائد سوچے تہے۔ جو ۱۸۹۶ء مین خدا نے اونکی نیک نیتی سے سب کے سب پورے کر دیے۔

(۱) کافرستان کے بت پرست لوگون کو اسلام کے وسیع دائرہ مین داخل کیا جاوے۔

چند انگریزی ٹوپیان اور گونین بہی دکہلائین - جس سے معلوم ہوا کہ گاہی گاہے انگریزی لیڈیز فیشن کا لباس بہی پہنتے ہین - جولائی ۱۸۸۱ء مین اس ملکہ کے ایک لڑکا تولد ہوا جسکا نام امیر صاحب نے شمس الدین رکہا تہا - مگر یہ لڑکا دو برس دنیا کی ہوا کہا کر ستمبر ۱۸۸۳ء مین ملک عدم کو چلدیا اس حادثہ سے ملکہ کو سخت صدمہ ہوا - مگر ۳ ستمبر ۱۸۸۹ء کو خدا نے اوسکا نعم البدل عطا کیا - اور بمقام مزار شریف ایک اور لڑکا پیدا ہوا اس فرزند دلبند کا نام محمد عمو جان رکہا گیا - شاہزادہ کی اسوقت بارہ سال کی عمر ہے - اور یہ صورت و شباہت مین امیر صاحب سے بہت ملتا جلتا ہے امیر صاحب اس شاہزادہ سے بہت محبت کرتے تہے - حتی کہ اکثر شب باش بہی اسی کے مکان پر ہوا کرتے تہے - جنوری ۱۸۹۲ء مین امیر صاحب نے اسکی واسطے دو مکان گلستان سرای اور بوستان سرای تعمیر کرای - اور اوسکی خدمت کے لئے تمام ملازم علیحدہ مقرر کرکے ان مکانون مین بہیجدیا - اسکی تعلیم و تربیت کا بہی اسی مقام پر بندوبست کیا گیا - ایک انگریز انگریزی زبان - اور ایک مولوی عربی - اور ایک اتالیق ترکی و روسی زبانین سکہانیکے واسطے مقرر ہین - شاہزادہ نہایت ہوشیار اور ذہین ہے -

امیر صاحب کے اوقات وعادات کا تذکرہ

امیر عبدالرحمن خان کو ایک عظیم الشان انسانی طاقتون کا مجموعہ کہنا چاہئے - اونکو حکمت عملی اور تدبیر مین ید طولی حاصل تہا اونہون نے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے انتظام سلطنت کیا وہ محتاج اظہار نہین - البتہ بعض متعصب عیسائی مورخ اونپر ظلم و تشدد اور بیجا سختگیری کا الزام لگاتے ہین مگر میری رای مین حسب مقتضای وقت و ضرورت جو سفاکی یا سختی کیجای اوسکا معیوب ہونا تو ایک طرف وہ مستحسن بلکہ لازمی ہے - امیر صاحب کی دماغی اور علمی قابلیت اور

اونکی خداداد ذہانت کے سب لوگ قائل ہین - اور وہ ایک آزاد خیال اور آزاد
رای کے جلیل القدر فرمان روا تھے - ڈاکٹر گری امیر صاحب کے خصائل حمیدہ
اور عادات پسندیدہ کی بڑی تعریف کرتے ہین اور فی الحقیقت اونکی تعریف و توصیف
کے بہت سی وجوہ ہین اونہون نے امیر صاحب کو اعلیٰ درجہ کا خلیق و فیاض و
ذہین بیان کیا ہی - اور ڈاکٹر مذکور لکہتے ہین کہ امیر صاحب نہایت وجیہ اور خوبصورت تہی
اونکے کاندہے چوڑے تہے - اور قد پانچ فیٹ نو انچ تہا - رنگ گندمی تہا اونکی
داڑہی اور بال سیاہ تہے - اونکا نقشہ کسیقدر یہودیون کا سا تہا - مگر نہایت شاندار
اور خوبصورت تہے - اونکی معلومات نہایت وسیع تہی اگرچہ اونکو حالات دریافت کرنیکے
بہت کم مواقع ملتے تہے - اونہون نے نہایت حیرت انگیز طریقے سے تعلیم حاصل کی - اور
بیشمار انگلش کتب کا ترجمہ فارسی زبان مین پڑہا اور بہت سی انگلش انسیکلوپیڈیا
کتب لوگون سی پڑہوا کر سنی تہین - وہ انگلستان کے طریقۂ نظام سے اسقدر واقف
تہی جسقدر بہت سے انگلشمین بہی واقف نہین ہین - وہ مختصر معلومات کو مطول کرنیمین
اوستاد کامل تہے - کوی شخص اونکی صحبت سی برداشتہ خاطر و بیدل نہوتا تہا - مجہسے
چار پانچ گہنٹہ اونہون نے اپنی اوس زمانہ کا ذکر بیان کیا کہ جب جلاوطنی کے عالم مین
گورنمنٹ روس سے وظیفہ خوار رہتے تہے - وہ جب امور سلطنت مین مشغول ہوتے تہے تو دیر تک
اوسکو انجام دیا کرتے تہے - اور اپنی ادنی ترین رعایا کی بہی عرضیان لے لیا کرتے تہے
اور وہ اُن عرضیونکی قبول کرنیکے لئی اپنی کابل یا مزار شریف یا ترکستان کے محل کے
صحن مین بیٹہتے تہے جہان اور سب اونکی درباری لوگ بہی بیٹہا کرتے تہے اور وہین سب
عرضیان دینی والے کہڑے ہوتے تہے اکثر مستغیث زبانی عرض کرتے تہی اور وہ نہایت
رحمدلی کرتے تہے - مگر بارہا بڑی سختی کا برتاو بہی کرتے تہے - جب گورنر کابل لوگونسی
فریب دیکر روپیہ لینی کی جرم مین اونکے روبرو لایا گیا - تو اونہون نے ایسی شخص کو بڑی ملامت کی

رحم نہین ظاہر کیا۔ بلکہ اوسکے منہ پر ایک گھونسا مارا اور حکم دیا کہ فوراً اہی سزای موت دیجاوے۔ مگا لوگون نے اوسکو لیجاکر قریب کے ایک درخت مین پہانسی دیدی۔ وہ خود ہی چیف جسٹس تہے۔ اور جرم کی موافق سزا دیا کرتے تہے۔ اپنے اوقات کے بارہ مین امیر صاحب اپنی نوشتہ خود سوانح عمری مین اسطرح تحریر فرماتے ہین جو روساء و والیان ہند کے لئے خصوصاً سبق حاصل کرنیکی چیز ہے۔

امیر صاحب کی محنت

امیر صاحب اپنی روزانہ مشاغل کی نسبت لکھتے ہین۔

کہ بچپن کے زمانہ سے لیکر آج تک میری زندگی قریباً تمام ایشیائی حکمرانون اور والیان ملک کی عادت سے بالکل خلاف رہی ہے۔ ایشیائی امیر کی زندگی کا زیادہ تر حصہ کاہلی۔ اور عیش و عشرت مین صرف ہوتا ہی۔ اور اونکا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی والی ملک پیدل چلتا دکہائی دے۔ یا کوئی کام اپنے ہاتہون سے کرے تو اوسکی عزت کو بٹہ لگ جاتا ہے۔ لیکن برخلاف اونکی میرا یہ خیال ہے کہ اس سے زیادہ بڑہکر اور کوئی گناہ نہین ہے کہ ہم اپنے دماغ اور جسم سے کوئی مفید کام نہ لین۔ بلکہ اوسے سست اور کاہل رہنے کی عادت ڈالین۔ یہ گویا اون برکات کے لئے ناشکری ظاہر کرتا ہی۔ جو خداوند تعالی نے ہمین بخشی ہین۔ میرا طریق رہایش اور پوشش ہمیشہ صاف اور سادہ سپاہیانہ رہا ہی مینے اس شغل کو پسند کیا ہی کہ دن رات کسی نہ کسی مشکل کام مین جی لگا کر سخت کوشش کرتا ہون۔ اور کبہی دماغ اور جسم کو خالی نہ بیٹہنے دون۔ سوای چند گہنٹو نکی نیند کے۔

چونکہ عادت ہی انسان کی دوسری نیچر ہو جاتی ہے۔ لہذا میری یہ عادت ہو گئی ہے کہ جب مین سخت بیمار ہو جاتا ہون۔ اور جبکہ مین اپنی بستر پر سے

حرکت نہین کر سکتا اوسوقت بہی مین حسب معمول سرکاری کاغذات واسناد کے پڑہنے لکہنے۔ اور اپنی رعایا کی عرائض وشکایت سننے اور ہدایات جاری کرنے اور فیصلہ جات دینے مین مشغول رہتا ہون۔

جن لوگون نے مجہے ایسی حالتمین کام کرتے ہوی دیکہا ہی۔ وہ جانتے ہین کہ مین کس محنت سے کام کرتا ہون۔ اور ایسے وقت مین بہی اونہون نے میرے یہ الفاظ سنے ہون گے۔ کہ اگرچہ میری ہاتہہ اور سر بستر پر سے حرکت نہین کر سکتے۔ تاہم میری زبان حرکت کر سکتی ہے تاکہ مین مختلف احکام جاری کرون اور یہ بتاؤن کہ کیونکر میری احکام کی تعمیل ہونی چاہئے۔ سخت محنت کرنیسے مجہے بالکل تکلیف نہین ہوتی۔ بلکہ خلاف اوسکے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ مین سخت محنت سے محبت رکہتا ہون۔ مجہہ اس سے تکان ہی پیدا نہین ہوتا کیونکہ مین ہر وقت کام کرنیکا مشتاق رہتا ہون۔ اسمین شبہ نہین کہ ہر ایک انسان کو کوئی نہ کوئی ہوس ہوتی ہی۔ اور میری ہوس فقط یہی ہی کہ خوب سخت محنت متواتر کرتا رہون اور وہ اسلئے کہ اپنی سلطنت کے تمام انتظام کو مکمل کرون۔

امیر صاحب کا فکر

اس معاملہ مین امیر صاحب تحریر فرماتے ہین۔

دیگر قومون اور مذہب کے لوگ جسقدر جلد ترقی کے میدان مین تیزی سے آگے بڑہ رہے ہین۔ اوسکو جسقدر زیادہ مین دیکہتا ہون اوسیقدر مجہپر آرام و نیند حرام ہوتی ہی۔ بعض دفعہ مین دن بہر یہی سوچا کرتا ہون کہ کسطرح مین اونکی تیز رفتاری و میدان ترقی کے ساتہ برابری کر سکتا ہون۔ اور نیند مین مجہے خواب بہی انہین باتونکے آتے ہین۔ مثل مشہور ہی کہ بلی کو خواب مین بہی

پہچہڑے نظر آتے ہین۔

مجہے سوای اپنی ملک کی حالت تنزلی کے اور کوی خواب نہین آتی کہ کسطرح مین اوسکو محفوظ رکہہ سکتا ہون۔ جبکہ مین یہ دیکہتا ہون کہ اس بیچارے غریب بکرے یعنی افغانستان کو ایک طرف سے شیر ببر (انگلینڈ) اور دوسرے طرف سے ایک خوفناک بہالو (روس) بڑی اشتیاق کے ساتہ تاڑ رہا ہے اور یہ دونون بالکل تیار ہین کہ اگر ذرا بہی موقع ملے تو فوراً ہی نگلجاوین۔

میری اہلکاران جانتے ہین کہ جب افغانستان کی حدبندی کا سوال اوٹہا تہا اوس سے کئی سال پیشتر مین نے ایک خواب دیکہا تہا اور اوس خواب کو تمام ملک مین مشتہر کردیا گیا تہا۔ اوس خواب کا مختصر مطلب یہ تہا کہ قبل اس دنیای فانی سے سفر کرنیکے مجہے چاہئے کہ ایک مضبوط دیوار تمام افغانستان کے گرد اوسکی حفاظت اور مضبوطی کے لئے تعمیر کرکے تکمیل پر پہونچادون۔ میری اس خواب کے معبّرون نے یہ تعبیر بتای کہ افغانستان کی کل حدود مجہے اسطرح قلبند کرونی چاہئین کہ جس سی میری ہمسایہ سلطنتونکی وقتاً فوقتاً پیشدستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجای۔ اور وہ جو سال بسال نئے علاقے بساکر نزدیک اور نزدیکتر آجاتے ہین۔ وہین روکدئے جاوین۔ اسیطرح میری کئی اور خواب بھی صحیح نکلی ہین جو مین اپنی اہلکارون کو اوسیوقت سنادیا کرتا تہا۔ کہ آج مین نے یہ خواب دیکہا ہی۔ اب میری ہمسایون نے دیکہہ لیا ہی کہ افغانستان کی حدبندی پورے طور پر کی گئی ہے۔ اور مین ابہی تک زندہ رہکر یہ سب کچہ دیکہہ رہا ہون اور میرے زندہ رہنے پر بیشک وہ لوگ سر دُہنتے ہون گے جو میری موت کے یہانتک مشتاق ہین کہ وہ ہفتہ مین ایکمرتبہ ضرور میری مرنیکی جہوٹی افواہ مشہور کرتے رہتے ہین۔ مین نہین خیال کرتا کہ اور کوی شخص اتنی مرتبہ مرا ہو

جتنی مرتبہ کہ اونہون نے مجھے اپنے وہم وقیاس مین مار ڈالا ہی۔
ایک یہ عجیب بات ہی کہ جسقدر زیادہ مین کام کرتا ہون بجای تہکنے کے اوسیقدر زیادہ مجھے شوق ہوتا ہے کہ اور زیادہ محنت کرون۔ میری محنت کرنیکی بھوک محنت کرنیسے ہی پوری ہوتی ہے۔

امیر صاحب کے مشاغل

اسکے متعلق امیر صاحب تحریر فرماتے ہین۔
جو لوگ میری روزانہ زندگی کے حالات معلوم کرنیکے شایق ہین۔ اونکو معلوم ہو کہ سونے یا کہانا کہانیکے لیئے میرا کوئی وقت مقرر نہین ہی۔ بعض وقت میرا دسترخوان میرے سامنے ٹیبل پر گہنٹون بچھا رہتا ہے۔ اور مین اپنے خیالات مین محو پڑا رہتا ہون۔ اور کہانا فراموش ہو جاتا ہے۔ جب مین اپنے ملک کی ترقی اور نظام سلطنت کے سوچ مین لگا ہوتا ہون تو اوس حالت مین میرے خیالات میرے دماغ اور چشم وگوش پر ایسا اثر کرتے ہین کہ مین اون اہلکارونکی موجودگی ہی محسوس نہین کرتا۔ جو میرے سامنے بیٹھے ہوی کام کرتے ہین بعض راتین ایسی گذرتی ہین کہ مین پڑھنے اور مختلف مراسلونکے جواب لکہنے مین ایسا مشغول ہو جاتا ہون کہ سر نہین اوٹھا سکتا۔ اور اسی کام کرتے کرتے مین دیکھتا ہون کہ رات تمام ہوگئی اور دن نکل آیا۔

روزانہ تقسیم اوقات

اسکے متعلق امیر صاحب تحریر فرماتے ہین۔
کہ دن رات کے چوبیس گہنٹون مین میرا کسی خاص کام کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہین ہی۔ نہ میری دن رات کے کامون پر کوئی ٹایم ٹیبل تیار رہتا ہے۔ مین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک متواتر کام کرتا ہون مثل ایک

محنتی مزدور کے - مین اوسوقت کہانا کہاتا ہون جب بہوک لگتی ہے -
اور بعض دن مجہے یہ بہی یاد نہین رہتا کہ مین نے کہانا آج کہایا یا نہین
کہایا - بالکل بہول جاتا ہون - اور کبہی کبہی لکہتے لکہتے مین کاغذ پر سے سر
اوٹہا کر دفعۃً اہلکاران حاضر باش سے دریافت کرتا ہون کہ مین نے آج
کہانا کہالیا ہے کہ نہین -
اسیطرح جب مجہے تکان معلوم ہوتا ہے اور نیند کی غنودگی آنے لگتی ہے
تو مین اوسی جگہ کو اپنا بستر بنا کر سو جاتا ہون کہ جو میرے کام کرنیکی نشست تھے
مجہے اسکے لئے کسی پرائیوٹ کمرہ یا خوابگاہ کی ضرورت نہین ہوتی - اور نہ مجہے
اپنی سکرٹری کے لئے علحدہ کمرہ کی یا درباروں کیلئے کسی خاص ایوان کی
ضرورت ہے اگرچہ اس قسم کے بہت سے موزون کمرے اور ایوان میرے
محلات مین موجود ہین لیکن میری پاس اتنا ہی وقت ضائع کرنے کو
نہین ہوتا کہ ایک کمرہ سے اوٹہکر دوسری مین جاؤن - بلاشبہ میرا بہت جی
چاہتا ہے کہ حرم سرای مین جاؤن اور بیگمات کے ساتہ شب بسر کرون
اور وہ بہی مجہے دیکہکر میری طرح خوش ہوتی ہین جبکہ مین حرم مین جاتا ہون
لیکن میرا تمام وقت ایسی مشاغل مین بسر ہوتا ہے کہ نہایت ہی کم موقع
ایسی ملاقاتون کو دستیاب ہوتا ہی - فقط خال خال ہوقعون پر یہ ملاقات
میسر ہوتی ہے - چونکہ مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ میرے کہانا کہانے یا ذاتی
ضروریات کے لئے کوی خاص وقت مقرر نہین - لہذا اسکے ساتہ یہ کہدینا بہی
مناسب ہی کہ میرا معمولی دستور یہ ہی کہ علی الصباح بعد نماز صبح سوتا ہون اور
ایک یا دو بجے کے قریب جاگتا ہون - اور اس تمام وقت کے دوران مین
جبکہ خواب مین ہوتا ہون - میری نیند اسی طرح پر منتشر ہوجاتی ہی کہ مین

گہنٹہ گہنٹہ بعد جاگ اوٹہتا ہون - اور اپنے ملک کی ترقی کے اسباب پر غور کرتا رہتا ہون - پہر مین سو جاتا ہون پہر اوٹہتا ہون - اسطرح یہ وقت نیند کا گذر جاتا ہے - جب مین اوٹہتا ہون تو اوسوقت سب سی پہلا کام یہ ہوتا ہی کہ حکیم اور ڈاکٹر جو کہ پہلے حاضر ہوتے ہین وہ میرا ملاحظہ کرتے ہین کہ کسی دوا کی میری واسطے تجویز کرنیکی تو ضرورت نہین ہے - اسکے بعد مسٹر واٹر نامی انگریز (امیر صاحب کا درزی) آتا ہے اور اپنی ہمراہ کئی ایک صوفیانہ سوٹ یعنی جوڑے کپڑون کے لاتا ہی جو یورپ مین وضع کے ہوتے ہین - مین اون مین سے ایکدن کے استعمال کے لئے ایک جوڑا پسند کر لیتا ہون اوسکے بعد جب مین غسل کر کے پوشاک پہن لیتا ہون - تو میرا چای بردار حاضر ہوتا ہی اور ہلکا سا ناشتہ ہمراہ لاتا ہے - اس تمام وقت کے دوران مین یعنی حکیمونکی آنیسے لیکر میری چاء اور ناشتہ تک میرا عرض بیگی - اور مختلف محکمونکی سکرٹریان ناظر (جسکی تحویل مین شاہی مہر ہوتی ہی) اور دیگر اہلکاران میری طرف دیکھتے رہتے ہین اور اپنے دلین کہتے ہین - کہ آہ جلدی کیجئے تاکہ ہم اپنا اپنا کام حضور مین پیش کرین - مین اسکے لئے اونکو کوئی الزام نہین دیتا کیونکہ سکرٹریون کا

نوٹ - مسٹر واٹر امیر صاحب کے درزی ہین - انہون نی فن خیاطی پر فارسی زبان مین امیر صاحب کیواسطے ایک کتاب بہی لکہی ہی - امیر صاحب انگریزی قطع کا لباس پہنتے تہے جنکی دیکہا دیکہی کابل کے تمام والی سرور اور اکثر لوگ ایسی ہی لباس پہننے لگے ہین - آپ اکثر لنگی باندہتے تہے کبہی استرخانی کلاہ یا ململ کی پگڑی بہی پہن لیتے تہے - اور جب سوار ہوتے تہے تو پس ورپیدہ لمبا کوٹ پہنتے تہے - دربار مین ہاف کوٹ اور پتلون پہنتے تہے جو شام کے آٹہہ بجے اوتار دیتے تہے - پاؤن مین ہمیشہ روسی بوٹ ہوتی تہے - اور جب عدالت مین بیٹہتے تہے تو ہمیشہ شمشیر آبدار زیب کمر ہوتی تہی -

فرض ہوتا ہے کہ اوسدن کے تمام احکام اخراجات سرکاری پر مہر ثبت کرائین - اور سررشتہ خبر رسانی کی تمام رپورٹین پیش کرین جو اوسوقت سے موصول ہوی ہین جبکہ مین سوتا تہا - غرض بیگی کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ ان صدہا آدمیون کو پیش کرے جنکے مقدمات اپیل میری روبرو پیش ہونیوالے ہوتے ہین - یا جنکو مختلف خدمات پر مامور کرنا ہوتا ہی -

ان لوگون کے علاوہ جون ہی مین ناشتہ سی فارغ ہوکر کام پر بیٹہ جاتا ہون کہ میری مختلف اہلکاران اور شہزادگان اور فوج کے ملازم بہی حاضر ہوجاتی ہین تاکہ مختلف خدمات کے لئے ہدایات حاصل کرین - میری ملازمان جنکی تعداد سیکڑون تک ہی - اور خفیہ نویسان مختلف چہٹیان ہاتہ مین لئے ہوی اسیوقت حاضر ہوجاتے ہین - الغرض اس طریق سے مین بیشمار لوگون کے ہجوم مین گہرا رہتا ہون - جو برابر اپنی اپنی خدمات کے لئی ہدایات حاصل کرنا چاہتی ہین اور مجہے اپنی کارروائی اور سرگرمی اس طور پر دکہاتے ہین - کہ مجہی کرنیکے واسطے زیادہ کام دیوین - چنانچہ میری تمام ملک مین کسی اور شخص کو اوسکا دسوان حصہ بہی کام نہین کرنا پڑتا جسقدر مین تنہا کرتا ہون -

اس طرح پر مین برابر ساری رات صبح کے ۵ - ٦ بجے تک کام کرتا رہتا ہون جسکے بعد پہر وہی دور کام کا شروع ہوجاتا ہے - ان تمام اوقات مین سے بمشکل کہانا کہانیکے لئے مین چند منٹ نکال لیتا ہون - لیکن کہاتے مین بہی میرے درباری مجہسے مختلف سوالات پوچہتے رہتے ہین - اور واقعی امر یہ ہے کہ اس طریق پر کہ مینے اپنا آرام حرام کر رکہا ہی تو ملک مین بدمعاشونکو بہی آرام نہین ملتا کہ مخلوق خدا کو تکلیف دین - علاوہ اہلکاران اور ملازمان متذکرہ بالا کے مندرجہ لوگ ہمیشہ میری ساتہ حاضر رہتی ہین - سائیسونکی جماعت جو گہوڑونکو

کسکر حاضر رکہتے ہین کہ معلوم کس وقت ضرورت ہو اور بوقت سواری اونکے سایہ دوڑتے ہین اور اُترنے کے وقت گہوڑونکو تہامتے ہین اور خزانچی پیش خاص - میری ذاتی اسلحہ اور توپخانہ کا سٹورکیپر چلم بردار (جو حقہ کی خبر رکہتا ہی) اور چند فراش جو صفائی فرش اور سامان خوابگاہ اور دیگر خانگی باتون کا خیال رکہتے ہین - چند درزی وخدمتگاران لائبریری (کتب خانہ) چند علم نجوم کے عالم - عرض بیگی (جو آواز ہرایک سائل کی فریاد پیش کرتا ہے) علمہ باشی (جو اون لوگون کو پکارتا اور اطلاع دیتا ہی جو عدالت مین حاضر ہوتے ہین) میرآخور (گہوڑونکا افسر) اور لوگونکی علاوہ مندرجہ ذیل اشخاص ہمیشہ ایوان دربار کے نزدیک دوسرے مکان مین حاضر رہتے ہین تاکہ جب اونکی ضرورت ہو طلب کئی جاوین - شطرنج باز - چند مصاحبان خاص - کتاب خوان جو وقت ضرورت کتابین سناتا ہی) اور ایک قصہ گو (جو حسب ضرورت قصہ کہانی سناتا ہی) چند اہلکاران جو دن کے وقت میری پاس پورٹین لاتے ہین - اونکو بہی اجازت ہوتی ہے کہ شام کو میری مجلس مین شامل ہون - جبکہ اونہون نے اپنا متعلقہ کام ختم کر دیا ہو - رات کے وقت چند شرفا اور امیرزادگان ممالک غیر (جو کابل مین سکونت رکہتے ہین) میری ملاقات کو آتے ہین - اگر مین فارغ ہوتا ہون - تو جن لوگون کو مین نے تفریح یا ملاقات کے لئی طلب کیا ہوتا ہی - اونکو بیٹہنے کی اجازت ہوتی ہے - باقی سب چلے جاتے ہین -

مختلف قومونکی عالم موسیقی بہی میری یہان ملازم ہین یعنی ہندوستانی - ایرانی - افغانی وغیرہ یہ بہی رات کے وقت ہی حاضر ہوتے ہین - جنکو اونکی حسن خدمات کا کافی انعام ملتا ہی - اگر مین فارغ ہوتا ہون تو اونکو اندر انیکی

اجازت ہوتی ہے تاکہ آکر گادین اور ساز سنادین۔ اگرچہ مین کبھی بالکل فارغ نہین ہوتا۔ تاہم میری درباری لوگ اس راگ وغیرہ کا لطف اوٹہاتے ہین۔ بیچ بیچ مین کہین مین بہی سن لیتا ہون۔ دوسرا گروہ یعنی شطرنج باز۔ وقصہ گو وغیرہ انکی عام طور پر رات کی ڈیوٹی ہوتی ہے مگر کبھی اتفاق سے کام پڑتا ہے۔ میری ذاتی ملازمان کی ایک تیسری جماعت بہی ہے جو ہمیشہ میری نشست کے کرہ کے پاس دوسری کمرون مین حاضر رہتے ہین۔ یہ جماعت سامان سفر کے متعلق ہے تاکہ جسوقت سفر کی ضرورت پڑے کام دین۔

اس جماعت مین مندرجہ ذیل لوگ شامل ہین۔ مہتمم خیمہ جات۔ گاڑیونکے کوچبان۔ ڈولی برداران۔ باغبانان۔ حجامان۔ مہتران۔ ذخیرہ کے محافظ۔ ڈاکٹر۔ افسین۔ سرویر (پیمایش کنندگان) سفر مینائی پلٹن۔ عمارتی بکل مزید اطراف انجنیرون کا اسٹاف۔ پیادگان۔ وسواران جو پیغام پہونچانے کا کام کرتے ہین۔ ۱۲

امیر صاحب عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ پشتو۔ روسی زبانون مین بخوبی گفتگو کرسکتے تھے۔ انگریزی۔ اردو بہی سمجھتے تھے مگر بول نہین سکتے تھے۔

امیر صاحب کو ملکی انتظام کی اصلاح و درستی اور اوسکو عمدہ طریق پر چلانیکی خداداد لیاقت حاصل تہی۔ اور ان امور سے دلی محبت رکہتے تھے۔ آپ نے اپنے دنون کو کاروبار کے واسطے اسطرح تقسیم کررکہا تہا۔

شنبہ۔ غریب سے غریب آدمی کے لئے بہی عدالت وانصاف کا دروازہ کہلا رہتا تھا۔

یکشنبہ۔ خانگی امور کے متعلق۔

دوشنبہ۔ ہرات۔ قندہار۔ بدخشان ودیگر صوبجات کے کاروبار کے متعلق۔

سہ شنبہ۔ فوجی امور کے انتظام اور پریڈ کے معائنہ کے لئے۔

چہار شنبہ۔ اس روز ہر شخص ادنیٰ ہو یا اعلیٰ امیر صاحب سے بذاتہ گفتگو کر سکتا تھا اور اپنی فریاد یا عرض جو ہو سنا سکتا تھا۔

پنجشنبہ۔ ہندوستان کے ساتھ خط و کتابت کرنے اور سرحدی امور کے انجام دینے کے لئے وقف تھا۔

جمعہ۔ یہ دن آرام و آسایش اور حرم سرای مین جانیکے واسطے خاص کیا گیا تھا عام افغانون کی طرح امیر صاحب پکے سنت و الجماعت تھے۔ اُنکا ایمان نہایت کامل اور عقائد اعلیٰ درجہ کے عمدہ تھے۔ کابل مین جو قزلباش شیعہ مذہب کے رہتے تھے اور عوام الناس کو امیر صاحب کے برخلاف بغاوت کی ترغیب دیتے رہتے تھے امیر صاحب اونسے بُری طرح پیش آئے۔ اکثر کو جلاوطن کر دیا۔ کئی لقمۂ اجل ہوے۔ ایسا ہی سلوک آرمینا کے مفسدہ انگیز باشندون سے کیا گیا۔ جو سلطنت عظمیٰ ٹرکی کی طرح یہان آکر افغانستان مین بھی آتش فساد مشتعل کرنیکی شاذ شین کر رہے تھے۔

انتظام ملکی اور اصلاح سوای مفسدہ پرداز لوگون کے چاہے وہ مسلمان ہی کیون نہو جسقدر آزادی غیر مذاہب کی رعایا کو حضرت امیر المومنین کے عہد مین حاصل ہوئی۔ آجتک کسی اور افغان حکمران کے ماتحت رہکر حاصل نہین ہوئی تھی۔ بعض ناواقف لوگون کے دلون مین ابتک یہ خیال ہے۔ کہ ہندو۔ عیسائی۔ بلکہ خود مسلمانون کیواسطے افغانستان مین آمد و رفت کا دروازہ بند ہے۔ اور جب تک زبردست قافلہ ساتھ نہو کوئی شخص سفر نہین کر سکتا۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ جیسا عہد امیر صاحب مین کابل کا راستہ ہر اندیشہ و خطر سے پاک و صاف رہا۔ اور ابتک ہے۔ اوسکی نظیر شاید کسی ملک مین ملیگی۔ کوئی شخص پشاور سے کابل تک کیسی طرف اگرچہ وہ جواہرات کیون نہ لئے جاتا ہو نظر اوٹھا کر نہین دیکھ سکتا۔

کئی انگریز سیاح افغانستان کا سفر کر چکے ہین اونہون نے امیر صاحب کو انتظام کی نہایت مبالغہ کے ساتہ تعریف کی ہے۔ اور فی الحقیقت جسقدر تعریف کیجاے وہ کم ہے۔ کابل کے سیاحون مین بڑے ذی اقتدار مسٹر جے۔ اے۔ گرران ہین جنہون نے امیر صاحب کی ملاقات کے بعد افغانستان اور امیر صاحب کی نسبت بہت دلچسپ حالات اخبار ٹائیمز مین شائع کرای۔ چار پانچ انگریز اور اسیقدر لیڈیان امیر صاحب کے یہان ملازم ہین۔ کوئی آدمی اونکا بال بیکا نہین کرسکتا۔ اہل ہنود کی بہی چند بڑی بڑی دوکانین کابل مین ہین۔ مگر آجتک کسی کا ذرا نقصان نہین ہوا۔ پہلے حکم تہا کہ ہندو۔ اور دوسرے کافر لوگ تمیز کے واسطے سرخ پگڑی پہنا کرین مگر امیر صاحب نے اپنے عہد مین اس حکم کو بہی منسوخ کر کے اپنی بے تعصبی کا قطعی ثبوت دیدیا۔ شیعہ مذہب کے لوگ بہی جب تک اونہون نے امیر صاحب کے برخلاف کارروائیان نہ کی تہین۔ نہایت چین سے زندگی بسر کرتے رہے۔

امیر صاحب کی ڈاکٹرنی مس ہملٹن صاحبہ ہین۔ جو مدت تک کابل مین رہ چکی ہین یہ ۱۸۹۵ء مین جب امیر صاحب مرض نقرس سے علیل تہے اونکا علاج بہی کرتی رہین۔ یہ ابتدا مین امیر صاحب کے بلا طلب ہی کابل چلی گئی تہین۔ وہان اونکی طبابت ایسی چمکی کہ تمام لوگ انکے مطیع ہو گئے اور امیر صاحب نے اپنی محلسرا کے علاج کی خدمت سپرد کردی اور جسوقت شہزادہ نصر اللہ خان گورنمنٹ کے مہمان ہوکر انگلستان تشریف لے گئے تو امیر صاحب نے مس ہملٹن صاحبہ کو اونکی ہمراہی مین ولایت بہیجا۔ مس صاحبہ نے امیر صاحب کی خوراک عادت۔ اونکی محلسرا کی کیفیت۔ افغانستان کی سوشل۔ اور پولیٹکل حالات کے متعلق بہت سے حالات لکہے۔ جو اہل الرای کی نظرون مین بڑی وقعت رکہتے ہین۔ انکے بہن اور ڈاکٹر گری۔ مسٹر اوبرا۔ مسٹر کلیمنس اور اونکی میم صاحبہ۔ مسٹر والٹر اور اونکی لیڈی مسٹر ارتہر کالنس وغیرہ بہی امیر صاحب کی ملازمت کا شرف حاصل کرچکے ہین

اور عرصہ تک کابل رہی ہین۔

مسٹر کلیمنس آپکی میر اصطبل رہ چکے ہین۔ جنکی لیڈی ۱۸۹۰ء مین افغانستان گئین۔ وہ بیان کرتی ہین کہ جب مین اپنے ننہے بچے کو جو اوسوقت دو سال کا تہا ساتہ لیکر محلسرای سلطانی مین گاڑی پر سوار ہو کر گئی۔ تو لوگ راستہ مین جہک جہک کر مجہی سلام کرتے تہے جب مین حضوری مین حاضر ہوی تو ملکہ بی بی حلیمہ مجہسے نہایت مہربانی اور خلق سے پیش آئین۔ میرا بچہ دوڑ کر امیر صاحب کی گود مین جا بیٹہا۔ اور بوسہ دینے کو اپنا منہ آگے کیا اس حرکت سے امیر صاحب نہایت خوش ہوے۔

مسٹر آرتہر کالنس مختلف کانون کے دریافت کرنیکے لئے امیر صاحب کے پاس ملازم رہے ڈاکٹر مس ہملٹن کی ہمشیرہ بہی کئی مہینے کابل مین رہی ہین۔ اونکا بیان ہے کہ امیر صاحب انتہادرجہ کے مہربان ہین جس شے کی ہمین ضرورت ہوتی تہی فوراً مہیا کردیتے تہے۔ بستان سرای ہماری بودوباش کیواسطے آپنے خالی کرادیا تہا اور چہہ سپاہی ہماری حفاظت کے لئے متعین ہوی۔ جو ہمین نجی کے ملازمون کا بہی کام دیتی تہے۔ ہمین کبہی ضرورت کسی اشیا کی نہین ہوی امیر صاحب نے ہماری دل لگی اور تفریح کیواسطے ایک پیانو باجا مستعار دیا تہا۔ جس سے مین امیر صاحب کے ملازمون کو باجا بجانا سکہایا کرتے تہی۔

امیر صاحب کے عہد سے پہلے اور بادشاہون کے زمانہ مین افغانستان کی رہزنی اور غارتگری اس ترقی پر تہی۔ کہ وہانکی جنگجو اور خونخوار قومین خود شاہی فوجون تک کے لوٹنے اور قتل کرنیسے نہین چوکتی تہین۔ بسا اوقات فقط رومی۔ یا پرانی کپڑون تک کیواسطے غریب مسافرونکی عزیز جانین تلف کردیتی تہے۔ اب افغانستان مین ایسی امن وامان ہے کہ سونا اوچہالتے چلے جاؤ اور کوئی آنکہہ نہین اوٹہا سکتا۔ رعایائے کابل اور دوسری ملک کے سیاحون کو جو آرام امیر صاحب کے عہد معدلت مہد مین حاصل ہوا ہے کبہی نصیب نہوا تہا۔ ڈاکوون اور راہزنون کے ظلم وتشدد اور غارتگری

اور عہدہ دار دنکی بیجا سختی۔ بدمعاشونکی شرارت پہلے یہانتک بڑہی ہوئی ہتی۔ کہ مضافات تو درکنار خاص شہر کابل سے باہر ایک دو میل تک بہی کوئی آدمی نہین جاسکتا تہا۔ مگر بفضل خدا۔ اور امیر صاحب کے حسن انتظام سے یہ تمام خرابیان معدوم ہوگیئن۔ امیر صاحب مرحوم ہر ایک مجرم کو اوسکے جرم کے پاداش مین ایسی سخت سزا دیتے تہے کہ جرم کرنیوالے کو تو درکنار کسی دوسری کو بہی اوسکے بعد ارتکاب جرم کا حوصلہ نہین رہتا تہا۔ امیر صاحب کا یہ قول تہا کہ سزاے قتل مین یہ فائدہ ہی کہ نہ صرف مجرم کو آیندہ کے لئے یہ ارتکاب جرم سے روکدیتی ہے بلکہ دوسرون کو بہی اوس سے کامل عبرت حاصل ہوتی ہے۔

امیر صاحب نے اس قسم کی سزائین کچہ غیرون ہی کو نہین دی ہین۔ بلکہ اوسکا عملدر آمد اپنے گہر مین بہی کیا ہی۔ اور فی الحقیقت انصاف مین اولاد۔ رشتہ دار۔ اور غیر سب مساوی ہین۔ یہ ایک حکایت ہی کہ جسکے آگے نوشیروان کا تاریخی انصاف بہی ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ امیر صاحب نے پہلے سی انتظام حکومت اپنی بڑی بیٹے امیر حبیب اللہ خان کی سپرد کرر کہا تہا۔ اور آپکی غیر حاضری مین برابر حبیب اللہ خان دربار کیا کرتے تہی اور دیگر شاہزادگان وکل امرا وارکین سلطنت اسیطرح حبیب اللہ خان کا آداب بجالاتے تہے کہ گویا وہی امیر عبد الرحمن خان ہین۔ ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر صاحب شکار وغیرہ کو کابل سے کہین گئے ہوی تہے اور حسب معمول حبیب اللہ خان دربار کرتے تہے ایکروز دربار مین چہوٹے شاہزادی غلام محمد نے کچہ بے تکلفانہ برتاؤ کیا جو داب شاہی اور آداب دربار کے بالکل خلاف تہا۔ جب اسکو یہ خلاف انضباط حرکت سمجہائی گئی تو بڑی بے پروائی سے جواب دیا کہ ہم بہی امیر صاحب کے ایسے ہی شاہزادہ ہین جیسے کہ آپ ہین۔ امیر صاحب کو اسکی خبر شکارگاہ ہی مین پہونچی۔ بہت برہم ہوی اور کابل مین تشریف لاکر دربار منعقد فرمایا اور تمام شاہزادگان و اہلکارون

وسرداروں کے سامنے غلام محمد پر سخت خفگی ظاہر کی۔ جس سے تمام حاضرین دربار
ٹہرا گئے۔ مگر بعض منہ لگے سرداروں نے اپنی جان پر کہیل کر شاہزادہ مذکور کی نسبت سفارش کی۔ امیر صاحب نے جواب دیا کہ غلام محمد کا قصور ناقابل عفو ہے۔ یہ سزائے
قتل کی لایق ہے لیکن تمہاری کہنے سے بجای قتل کے حکم دیتا ہون کہ اسکو برہنہ تن
میدان مین سخت دہوپ کے اندر چار گہنٹہ تک کہڑا رکہا جاے۔ اور سنگین پہرہ
قایم ہو۔ کسکی مجال تہی کہ امیر صاحب کے نادرشاہی حکم کی تعمیل مین سرموتجاوز کرتا
چنانچہ حکم بجالایا گیا۔ اس سزا کے دو گہنٹہ بہی گذرنے نہ پاے تہے کہ شاہزادہ کی حالت
ردی ہوگئی۔ ڈاکٹر بہاگ کر آیا اور عرض کیا کہ یہ سزا کا متحمل نہوگا۔ لیکن امیر صاحب نے
کہا کہ بلاسے۔ حکم امیر ٹلنے والا نہین۔ پوری چار گہنٹہ مین ایک ساعت کم نہین
ہوسکتی۔ ہم پہلے ہی اسکے ساتہ کمال رعایت کرچکے ہین۔ ایک نازپروردہ شاہزادہ
گرمی کا موسم۔ دوپہر کے وقت پہاڑی ملک کی تیز دہوپ۔ پہر جلتے ہوی پتہر پر برہنہ پا
کہڑا رہنا۔ تین گہنٹہ کے بعد غلام محمد پچہاڑ کہا کر گر پڑا۔ پہر امیر صاحب کو خبر کی گئی۔ لیکن
اونہون نے مطلق پروا نہ کی اور کہا کہ چار گہنٹہ پوری کہا جاوی۔ غرضکہ چار گہنٹہ کے بعد
دیکہا کہ غلام محمد بیہوش پڑا ہی اوسکو محلات مین اوٹہا لاے۔ گرمی کی سختی اپنا اثر
کرچکی تہی۔ حتی کہ باوجود ہر قسم کے ڈاکٹری اور یونانی علاج کے وہ جان بر نہوسکا۔ اور
دوسری ہی روز راہی ملک عدم ہوگیا۔ امیر صاحب نے اسپر کچہ اظہار افسوس نکیا۔
بلکہ فرمایا کہ یہ اسی لایق تہا کیونکہ اوسکی نیت مین فساد تہا اور اوسکی دیکہا دیکہی
دوسری شاہزادون کو بہی ایسی جرات ہوتی جسکا نتیجہ کسی وقت یہ ہوتا کہ آپس کی جنگ
وجدل مین ناحق لاکہون بندگان خدا کی جانین ضایع ہوتین۔ اسوقت فقط ایک ہی
جان پر گذری۔ کیا بیشمار بندگان خدا کی جانون سے ایک جان عزیز ہوسکتی ہے۔
آفرین بر ہمت تو۔"

اب تمام ملک افغانستان مین یہ انتظام ہی کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز - روپیہ - یا پیسہ کسی جگہ گر پڑے تو مہینون اوسی جگہ پڑا رہیگا - کسیکی مجال نہین کہ چہو ہی سکے - اگر کوئی آدمی گری ہوی چیز کو اس نیت سے بہی اوٹہای کہ تلاش کرکے اوسکے اصلی مالک کی پاس پہونچادے تو اسپر بہی امیر صاحب ایسی شخص کی انگلیان کٹوادیتے تہے - ایکدفعہ کا ذکر ہی کہ کسی شخص نے راستہ مین اشرفیونکی ایک تہیلی پڑی پائی وہ اوسے اوٹہاکر قاضی کے پاس لیگیا تاکہ بعد تحقیقات اصلی مالک کے حوالہ کردی جاوے قاضی نے حکم دیاکہ اسے وہین رکہہ آؤ اور میری بات سن جاؤ جب وہ رکہکر واپس آیا تو قاضی اوسے امیر صاحب کی خدمت مین لے گئے - امیر صاحب نے اوسکی سیدہی ہاتہہ کی پانچون انگلیان کٹوادین - اور کہا اگر تم تہیلی کو وہان سے نہ اوٹہاتے تو شاید اوسکا مالک تلاش کرتا ہوا وہان سے گذرتا اور اوٹہا لیجاتا - اب تمہاری اوٹہالا نیکے بعد اگر وہ اوسطرف گیا ہوگا - تو مایوس پہر آیا ہوگا - ایکدفعہ کسی افغان نے جلال آباد مین جامع مسجد سی ایک جوڑہ جوتیون کا چورایا - گرفتار ہونے پر گورنر جلال آباد نے اوسکو امیر صاحب کی پاس بہیجدیا - آپ نے اوس جرم مین اوسکی دونون آنکہین نکلوالین - اور جوتیونکا جوڑہ ڈورے مین پروکر اوسکے گلے مین لٹکا دیا - اور کابل کے کوچہ و بازار مین پہرایا - غالباً اسکو دیکہکر ہزارون کو عبرت حاصل ہوگئی ہوگی - کسی آدمی نے ایک ہندو دوکاندار کی دکان سے صرف دو بالشت چمڑا چورایا - امیر صاحب نے سزای موت کا حکم دیا - مگر مسٹر سر سالٹر پائن کی الحاج و منت سی صرف ایک ہاتہہ کاٹنے پر اکتفا کیا گیا - یہ شخص کارخانہ کابل مین سر سالٹر کے ماتحت ملازم تہا -

امیر صاحب کی تمام قلمرو مین ایک مالدار عورت تن تنہا سفر کرسکتی ہی - اور خواہ وہ کیسی ہی حسینہ و جمیلہ کیون نہو اور اوسکے پاس لاکہون کا مال ہو - اوسی کوی ہاتہہ تک نہین لگاسکتا - کوئی اوسکی طرف نظر بہرکر دیکہنے کی بہی جرات نہین کرسکتا - کیونکہ غیر عورت

کی طرف ٹکٹکی باندھکر دیکھنے پر آنکھین نکلوا لینے کا حکم ہے۔
ایک دفعہ کسی نے دوسرے شخص کے زنانخانہ مین داخل ہونیکی کوشش کی۔ اس جرم پر امیر صاحب نے زندہ کی کہال کہنچوالی۔
کم وزن تولنے پر آپ نہایت سخت سزا دیتے تہے۔ ایک نان بای کی نسبت بازار مین کوی غریب اور مفلس آدمی شکایت کر رہا تہا۔ پولیس کا ایک سپاہی وہان بیٹہا تہا جسنے سنکر فورًا اوس شخص کو پکڑ لیا اور امیر صاحب کی خدمت مین لیگیا۔ جہان اوسنے اپنی شکایت کو مفصل بیان کیا۔ امیر صاحب نے دربار مین نان بائی کو طلب کیا۔ اور وجہ دریافت کی۔ اوسنے کہا کہ قصور میرا نہین آٹا تولنے والی کا ہے۔ آپنے فرمایا کہ فائدہ کسکو ہوتا ہے تجہی یا آٹا تولنے والی کو۔ اوسنے اقرار کیا کہ وہ تو میرا ملازم ہے۔ فائدہ بیشک مجہی ہی ہوتا ہی۔ نان بائی کو حکم دیا گیا کہ جا کر تنور گرم کرا اور اوسمین گر پڑ۔ اور اپنی متعلقین سی کہہ جا نا کہ گرنیکے بعد تنور کا منہ بند کر دین۔ چنانچہ اسیطرح تعمیل حکم ہوی۔ باوجودیکہ کوی سپاہی اسکی نگرانی پر مقرر نہ تہا۔ "واہ ری اقبال دنیا مین بہی کسی کا یہ اقبال نہوا ہوگا۔"
جہوٹ بولنے پر بہی امیر صاحب نہایت سخت سزا دیتے تہے۔ اس معدلت گستری سے آپ کا یہ مطلب تہا کہ آپکی رعایا سے واقعات جرائم بالکل مسدود ہوجاوین اور سب لوگ افغانستان کے مرفہ الحال بنجاوین۔ چنانچہ خدا نے ایسا ہی کیا۔ کہ جرائم کا وہان کسی جگہ نام بہی نہین سنا جاتا۔ اور تمام رعایا بہی خوش وخرم ہے۔ حضرت امیر المومنین کے اکثر یہ شعر ورد زبان رہتا تہا۔

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل ٭ گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نماند ٭

ایک مرتبہ کسی افغان نے چند مرغیان چرائین مجرم گرفتار ہوکر امیر صاحب کی خدمت مین آیا آپنے حکم دیا کہ اسکے کانون مین سوراخ کئے جاوین۔ اور مرغیان رسی مین باندہکر اور رسی ایک چہلے مین پرو کر اون سے انہین

لٹکادی جاوے۔ اور پہر تمام شہر مین گشت کرائی جاے۔ چنانچہ اسی صورت سے
اوسکو کابل کے کوچہ و بازار مین پہرایا گیا۔ مرغیون نے جوکہ الٹی لٹکتی تہین تنگ
آکر اوسکے منہ اور تمام جسم پر چونچین مارنی شروع کین۔ یہانتک کہ منہ اور گردن سے
خون بہنے لگا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

دروغگوئی کی بہی عجیب عبرتناک حکایت لکہی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی معزز اور
مالدار شخص نے کہین بیان کیا کہ روسی لوگ آرہے ہین۔ اور کابل کے قریب آپہونچے ہین
کسی جاسوس نے یہ افتراپردازی سن پائی۔ اور امیر صاحب سے آکر اطلاع کردی کہ
ایک شخص یہ جہوٹ بولتا ہے امیر صاحب نے اوسکو گرفتار کراکے اپنے سامنے کہڑا کیا۔
پہر حکم دیا کہ اسکے کپڑے اوتار کر برہنہ فلان بلند کوٹہی کی چہت پر پابند کرکے کہڑا کردین
تاکہ سب لوگ اسکو۔ اور یہ روسیون کو دیکہتا رہے کہ کب آتے ہین۔ وہ بیچارہ وہین
کہڑا کہڑا۔ بہوک۔ پیاس۔ اور شدت سردی سے مر گیا۔

ہرچند کہ امیر صاحب مرحوم کے جبروت اور رعب وداب کی صدہا حکایتین زبان زد
خاص وعام ہین۔ لیکن آپ مین خالی غضب وغیظ ہی نہ تہا۔ بلکہ آپکی مزاج مین ظرافت
کا بہی خوش آیند حصہ تہا۔ اور ظرافت بہی معنی خیز۔ بلکہ یہ بہت مشکل ہے کہ سیاست کو
بامعنی ظرافت کے پیرایہ مین ظاہر کیا جاوے۔ ایک وقت کا ذکر ہے جبکہ افغانی
ترکستان کا گورنر اسحاق خان برسر بغاوت شکست کہا چکا تہا۔ اور اوسنے ایک
روسی افسر سے سازش کرلی تہی۔

امیر صاحب ہرچند عملی طور پر برٹش گورنمنٹ کے وفادار دوست تہے۔ مگر روس کے بہی
دشمن نہ تہے۔ بلکہ بعض موقعون پر اس بات کا اعتراف کرتے تہے کہ روسی گورنمنٹ نے
اڑے وقت مین اونکی مدد کی تہی۔ اس دوستی کے زعم مین اوس روسی افسر نے دوستی کے
امیر صاحب کو لکہا کہ ہم پانسو فوج کے ساتہ آپکی سرحد پر مصنوعی جنگ بطور ورزش کے

لڑنا چاہتے ہین - یہ حملہ محض فرضی ہوگا - اور امید ہے کہ آپ اس جنگ کی خوشی سے اجازت دینگے۔
امیر صاحب نے بجای اسکے کہ اجازت دینے مین عذر کرتے اوسکو جواب مین لکھا کہ بڑی خوشی سے اجازت ہی کیونکہ مجہے خود فوجی قواعد وغیرہ سے شوق ہے - اور مجہے بہی خیال ہوا ہے کہ مین اوسی مقام پر روسی حد مین پندرہ ہزار افغانی فوج روانہ کرون تاکہ وہ بہی بطور ورزش کے مصنوعی جنگ کرین - امید ہے کہ گورنمنٹ روس بہی اسکی اجازت دینے مین عذر نکریگی اور پیرایہ مانیگی - روسی افسر یہ جواب پاکر بہت چپ ہوا اپنے ارادہ سے درگذرا -
ابتدای حکومت کے زمانہ مین حضور ممدوح نے ہندی میوہ مین آنبہ کی بہت تعریف سنی تہی - اوسوقت تک اوسکا ذائقہ چکہنے کا اتفاق نہین ہوا تہا - آپ نے اپنے ایک خاص اہلکار کو ہندوستان بہیجا تاکہ آنبہ کی تعریف اور ذائقہ معلوم کرے - جب یہ تحقیقات کے لئے ہندوستان آیا تو انبہ کا موسم ہوچکا تہا - وہ تلاش مین کلکتہ پہونچا - بڑی تلاش کے بعد ایک درخت کے آنبہ ملے جو کہٹ میٹہا اور ریشہ دار تہا - اہلکار مذکور کو کچہ مزہ نہ آیا اور کابل کو واپس گیا - جب دربار مین حاضر ہوا تو امیر صاحب نے برسر دربار اشارہ کیا کہ آنبہ کی تعریف اور ذائقہ بیان کرے - خادم نے ایک پیالہ پانی اور کچہ املی اور تہوڑی کہانڈ منگوای اور ان سب چیزون کو آپس مین خوب ملاکر اس آمیزش مین اپنی لمبی ریش ڈبوئی اور اس بہیگی ہوی تر بتر ریش کو ہاتہ پر تہام کر موہنہ اوٹہا - اور تخت کے قریب پہونچکر امیر صاحب سے دست بستہ عرض کی کہ اسی چوسئے اور اسی کو انبہ سمجہیے کیونکہ اوسمین بہی یہی مزہ اور ایسے ہی بال بال سے ہوتے ہین - امیر صاحب نے یہ دیکہکر نفرت سے منہ پہیر لیا - اور دلمین آنبہ کو بڑا ناقص اور غلیظ میوہ تصور کیا - اہلکار نے اسکی بابت اپنی نوٹ بک مین لکہا کہ آنبہ ایک میوہ ہے جو شکل و رہ خیبر کے

خوفناک اور جہاڑیوں کی طرح سخت ریشہ دار ہے۔ اور ذائقہ شیرین اور ترش ملا ہوا
امیر صاحب اہلکار کی اس رپورٹ پر بہت خوش ہوے اور رہنے۔ اور علاوہ ترقی منصب کے
بہاری انعام سے اوسکی خدمت کی قدردانی ظاہر فرمائی۔
اعلیٰ حضرت علم دوست بہی بہت بڑی تہے چنانچہ انتقال سے دو ماہ قبل کا ذکر ہے کہ
ایک ہندی مصنف حاجی محمد خان ساکن خورجہ کو جنہوں نے ایک ناول لکہا تہا جسکی
ایک جلد خوبیٔ تقدیر سے امیر صاحب تک پہونچگئی امیر صاحب نے قدردانی فرماکر کابل
طلب کیا۔ اور حاضری دربار کی عزت بخشی اور وقت رخصت دس ہزار روپیہ نقد اور
خلعت اور چار بڑی قیمتی گہوڑی مرحمت فرمای۔
امیر صاحب کے عہد کی بڑی بڑی اصلاحوں مین ایک آپ کا محکمۂ مخبری اور جاسوسی ہے
معلوم امیر صاحب مرحوم نے کیا انتظام کیا کہ اونکو اپنے ملک کے ہر فرد بشر اور کابل کے ہر ایک
آدمی کا حال اسطرح معلوم رہتا تہا۔ گویا وہ خود دیکہہ رہے اور خود انکی باتین سن رہے ہین
کابل مین اگر تیسری چوتہی کوٹہری کے اندر بہی چہپ کر دو آدمی گفتگو کرین تو اونہین شبہ
رہتا تہا کہ امیر صاحب انکی باتین نہ سن رہے ہون۔ بقرعید کے موقع پر جب امیر صاحب کو
خطاب ضیاء الملۃ والدین کا رعایا کی طرف سے دیا گیا۔ تو تمام شہر کابل مین ادس
رات گہی کے چراغ جلاے گئے۔ ایک عورت نے جسکے خاوند کے دل مین امیر صاحب کی طرف
کدورت تہی چراغ جلایا تہا اوس شخص نے اپنی عورت کو اندر کوٹہری کے لیجاکر خوب
زدوکوب کیا کہ کیون تو نے گہی کا چراغ جلایا۔ پہر اوسکو کوٹہری مین بند کرکے قفل
لگا دیا اور تمام رات کوٹہری کے دروازہ پر بیٹہا رہا۔ کہ مبادا کسی کو خبر نہو جاوے۔ اس
حفاظت پر صبح کو نماز کے وقت امیر صاحب کے ایک ملازم نے اسکے دروازہ پر دستک
دی اور کہا کہ امیر صاحب نے تمہین یاد کیا ہے۔ اوسکو اس بات کا گمان بہی نہ تہا کہ
شب کے واقعہ کی سواے عالم الغیب کے کسی کو اطلاع ہوگی۔ لہذا اولین یہ خیال کیا کہ اور کوئی

کام ہوگا جسکے لئے طلب کیا ہی۔ جب وہ امیر صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوسکو سنگسار کرادیا۔ اور اوسکی زوجہ کی پچیس روپیہ ماہوار تاحین حیات پنشن مقرر کردی۔

کابل کا ضابطہ فوجداری نہایت مختصر اور صاف ہی پہلے سپاہی لوگ دکانداروں سے جبراً سودا سے لیا کرتے تھے اور دام کوڑی نہین دیتے تھے۔ اب کوی بلا بیشگی دام دئے چیز نہین لے سکتا۔ کسی مولوی۔ سید۔ عالم۔ یا بزرگ کی شان مین الفاظ ناشایستہ استعمال کرنے پر جبیں دُرّی اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوتی ہے۔ کسی معمولی آدمی کو بُرے الفاظ سے اگر کوی پکاری تو دس دُرّی لگتے ہین اور اسیقدر جرمانہ ہوتا ہی۔ کم وزن استعمال کرنے۔ کسی سے کوی بجبر چیز چھین لینے۔ قمار بازی۔ جادوگری۔ برہنہ نہانے۔ نماز نہ پڑہنے ماہ رمضان کے روزی نہ رکھنے پر سخت سزائین دیجاتی ہین۔ اور مذہب کے برخلاف جرائم پر بڑی سیاست کیجاتی ہے۔

حضرت امیر عبدالرحمن خان اپنے ملک افغانستان کی تہذیب وتمدن مین دل وجان سے کوشان رہی۔ اور اگر کسی شخص کی بابت آپکو اس بات کا یقین ہوجاتا تہا کہ وہ میرے ملک کی ترقی کا دل سے موید ہے۔ تو آپ ایسی شخص کو مالامال کردیتے تھے۔ آپنے کابل مین حسب عربی۔ ترکمانی۔ ہراتی۔ اسٹریلیا کے گھوڑونکی نسل بڑہانے مین بڑی ترقی کی ہے۔ امیر صاحب برابر دل سے چاہتے رہی کہ افغان لوگ تحصیل علم وہنر مین کوشش کرین۔ کیونکہ آپ کے خیال مین تعلیم کا نہونا۔ اور افغانون کا تاریکی جہالت مین پہنسا رہنا ہی افغانستانکی تنزل کا بہاری سبب ہی۔ اسلئے آنحضرت نے کابل مین ایک عظیم الشان مدرسہ جاری کیا جسمین علاوہ ہر علوم وزبان کے۔ فن وہنر بہی سکہایا جاتا ہی۔

امیر صاحب خلد مکان نے اپنے عہد مبارک مین فوج کا بہی نہایت عمدہ انتظام کردیا ہی۔ افغانستان کے شاہان سلف کے زمانہ مین دستور تہا کہ ہر ایک افغان جو اونکی قلمرو مین پیدا ہوتا وہ قانوناً سپاہی سمجہا جاتا تہا۔ انکی علاوہ کوی مستقل

اور باقاعدہ فوج نہ رہتی تہی - ضرورت کے وقت وہی لوگ جمع کر کے جنگ کیواسطے تیار کیئے جاتے تہے - اور فوج کو تنخواہ نہ ملتی تہی - بلکہ بعد جنگ سامان غنیمت سے حصہ دیا جاتا تہا - یا کافرون اور غیر اقوام کے لوگون کا مال و متاع لوٹ کر سپاہی لوگ اپنا گذارہ کرتے تہے -

اب امیر صاحب نے ان سب خلاف رسمون کا قرار واقعی انسداد کر کے بوجہ احسن انتظام کر دیا ہے اب کل سواران و پیادگان کو نصف تنخواہ نقدا و نصف کی عوض غلہ اور جنس ملتا ہے - اور بڑی بڑی جرنیلون کرنیلون کو نقد تنخواہ ماہوار ملجاتی ہے - ہر رجمنٹ مین ایک حکیم اور ایک جراح علاج کیواسطے - اور ایک مولوی احکام دین سکہلانے اور روزہ نماز کی نگرانی رکہنے کے واسطے سرکاری طور پر متعین ہے - گہوڑونکے علاج و معالجہ کے لئے ایک علیحدہ بیطار (جانورون کا علاج کرنیوالا) ہوتا ہے - امیر صاحب کے یہان اونکے زمانہ تخت نشینی یعنی ۱۸۸۲ء مین ۱۲۰۰ - توپ خانہ کے سوار (۹۷۵۰) سواران جنگی (۳۰۸۹) پیادگان (۷۵۰) انتظامی فوج (۹۰۰) خاصہ دار اور ۱۸۲) اتواپ تہین - پہر آپ نے یہ انتظام کیا - کہ کل افغانستان مین فوجی خدمت لازم کر دی اور چار آدمی پیچہے ایک آدمی کو جنگی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور کیا - اور سہزار باقاعدہ فوج کو ہر وقت خاص دار السلطنت کابل مین رہنے کا حکم دیا -

امیر صاحب کو سب سے زیادہ شوق سامان حرب سے رہا - چنانچہ بڑی بڑی کارخانے توپ و بندوق و دیگر سامان جنگ تیار کرنیکے کابل مین کہولے - جسمین ہمیشہ تیار سامان جنگ تیار ہوتا رہتا ہے - اسوقت ضرورت سے اسقدر اسلحہ سلاح خانہ مین موجود ہین - کہ اگر یک لخت لاکہہ ڈیڑہ لاکہہ فوج جدید بہرتی کر لیجاوی تو سب کے مسلح ہونیکو بخوبی کفالت کرین گے - اور ابہی روز بروز اسلحہ خانہ مین ترقی ہوتی جاتی ہے ۱۸۹۶ء مین کافرستان کے فتح کے زمانہ مین امیر صاحب کی فوج کا شمار حسب ذیل تہا -

توپخانہ کی فوج - (۱۹۰۰)	رسالہ اور سوار -	(۹۸۰۰)
پیادہ فوج - (۴۲۵۰۰)	باقاعدہ سوار -	(۱۱۰۵۰)
خاصہ دار - (۱۰۵۰۰)	توپین -	(۲۳۰)

سنہ ۱۸۹۶ء سے اب تک اس شمار بالا مین اور بہت ترقی ہوگئی ہے - اور اٹھارہ ہزار فوج ہرات مین گورنر ہرات کی ماتحت ہی - اسیطرح اور گورنرونکی ماتحتی مین کم و بیش وہ اس شمار کے علاوہ ہی - یہ سب امیر صاحب مرحوم خلد مکان کے اقبال کا باعث ہے -

سب سو پہلے امیر صاحب نے ایک فرنچ انجنیر مسٹر جروم کو ایک کشمیری مسلمان کے ساتہ کابل مین سامان حرب کا ایک کارخانہ کہولنی کی اجازت دی - یہ کشمیری مسلمان مولوی عبدالسبحان خانصاحب ہین جو پہلے ہندوستان کے سروی ڈیپارٹمنٹ مین تہی - اور یارقند مین فوراً اسمتہ مشن کے ساتہ حدبندی کے لئی گئی - اور بعدہ جنگ افغانستان مین بہی اسی کام پر مامور رہی - لیکن خاتمہ جنگ پر انکی قدر جیسی کہ چاہی نہ کی گئی - اسوجہ سو آپ نے استعفا دیدیا - اور کابل مین برگیڈیر ہوگئی -

پہر عبدالسبحان نے کابل مین مسٹر جروم کے ساتہ ایک کارخانہ کہولا - اور یہ آپسمین اقرار ہوا کہ کسی انگریز کو اسمین ملازم نہ رکہا جاویگا - مسٹر جروم ہندوستان کو چند کلین خریدنے کی غرض سے آیا - اور پہر واپس کابل گیا - اور عبدالسبحان اسکے بعد امیر صاحب کے برخلاف کسی سازش کے جرم مین قتل کیا گیا - اس وجہ سی کارخانہ بند ہوگیا -

امیر صاحب ہر ایک شخص کو جو کابل مین کسیطرح کا کارخانہ یا افغانستان کی بہبودی کی کوئی اسکول وغیرہ بنانا چاہے - اوسکو جسقدر روپیہ کی اوس کام مین ضرورت ہوتی تہی الطاف شاہانہ سی قرض دیتی تہی -

امیر صاحب نے مغربی تہذیب کی چند مفید باتون کو ملک افغانستان مین جاری

رائج کرکے اپنی بیدار مغزی اور بلندخیالی کا قطعی ثبوت دیا ہے۔
مسٹر سر سالٹر پائن جو پارک شائر کے باشندے ہیں۔ اسمین شک نہین کہ کابل مین
اونہون نے بڑے بڑے حیرت انگیز کام کئے ہین۔ مسٹر مذکور کو امیر صاحب نے خاص
کابل مین کارخانون کی بنیاد رکہنے کیواسطے اجازت دی اور امیر صاحب نے مسٹر پائن سے
زیادہ ہوشیار اور اپنی مزاج کی موافق کسی کو نہ دیکھا۔ مسٹر مذکور ہر قسم کے آلات حرب
و دیگر سامان تیار کرسکتا تہا۔ ۱۸۸۶ء مین اونہی کابل جاتے ہی ایک ورکشاپ کی تعمیر کا
ارادہ کیا۔ تین ماہ کے بعد امیر صاحب مرحوم اس عمارت کو جو ابہی زیر تعمیر تہی ملاحظہ
کرنیکے واسطے تشریف لائے۔ اور نہایت خوشی اور مسرت کی لہجہ مین ارشاد فرمایا۔
''میری زندگی مین یہ بڑی خوشی کا دن ہے۔ جبکہ مین اوس کارخانہ کی بنیاد
دیکہہ رہا ہون جو افغانستان کی تاریخ مین اپنی قسم کی پہلی نظیر ہے۔ کابل
مین ورکشاپ کہولنے کے لئے تین چیزونکی ضرورت ہے۔ خدا کی مدد۔ میرا روپیہ
اور تمہاری ہمت۔ خدا کی مدد اور تمہاری ہمت میرے روپیہ کے بغیر کسی کام کی
نہین۔ اور میرا روپیہ اور تمہاری ہمت میرے روپیہ کے بغیر کسی کام کی نہین۔
اور میرا روپیہ اور تمہاری ہمت بلا مدد خداوندی کے بیکار ہے۔ میرا روپیہ اور
خدا کی مدد تمہاری ہمت بغیر فضول ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ مین روپیہ دون
اور تم حتی الامکان کوشش اور محنت کرو۔ اور نتیجہ کیواسطے ہم دونون خدا
کارساز کی مدد کے منتظر رہین۔
چنانچہ خدا کی ایسی مدد ہوئی کہ کارخانہ مذکور نے تہوڑے ہی دنون مین بڑی حیرت انگیز ترقی
حاصل کی۔ اسوقت سر سالٹر پائن کے کارخانہ مین چار ہزار سے زیادہ آدمی کام کرتے ہین
بیس رائفلین روزانہ تیار ہوتی ہین۔ اور ہر سال (۱۲۰) توپین مع جملہ سامان متعلقہ کے
اس کارخانہ مین تیار ہوتی ہین۔ ان دنون کارخانہ مذکور مین بارہ ہزار سنائیڈر

ہارتوس اور دس ہزار مارٹنی کارتوس ایکدن مین تیار ہو سکتی ہین - بارود بنانی کی بہی کلین انگلستان سی آگئی ہین - جنمین نہایت اعلیٰ درجہ کی بارود تیار ہوتی ہے اسی کارخانہ مین - صابون - دیاسلائی - بوٹ - بتی بنانیکی کلین ہے - بم کا گولہ - چاقو قینچی - ایرن - ہتوڑا - اور دوسری لوہارون اور معمارون کے آلات بہی تیار کیی جاتی ہین کابل کی ٹکسال نئی نمونہ کی ہی (جو خطاب ضیاء الملت والدین کی یادگار مین مضروب کیا گیا ہی) ایک لاکہہ چوبیس ہزار سکے مختلف اقسام کے (یعنی اشرفی - روپیہ - پیسہ وغیرہ) ہر روز تیار کیی جاتے ہین - اب مسٹر اوبرا کے کابل بلای جانیکا ذکر کیا جاتا ہے - جو سنہ ۱۸۹۱ء مین امیر صاحب کے دانت بنانیکے واسطے افغانستان مین مدعو کیا گیا - یہ شخص مشہور سرجن - دندان ساز اور ڈاکٹر ہے - مسٹر اوبرا جب کابل سے واپس آیا تو نہایت خوش تہا - وہ امیر صاحب مرحوم کو روز و شب خط و کتابت اور امور سلطنت مین مشغول دیکہتا تہا - وہ بیان کرتا ہی کہ امیر صاحب ہر روز کی ڈاک اپنی ہاتہہ سے کہولتی تہی - اور تمام خطوط اور سرکاری احکام جو صوبہ دارون یا گورنمنٹ انگریزی کے نام بہیجے جاتے تہے خاص اپنی ہاتہہ سی بند کرتے تہے - وہ یہ بہی بیان کرتا ہی کہ امیر راہ چلتے ہوی بہی لوگونکی عرضیان لے لیتے تہے - اور اونکی عرض معروض نہایت غور و فکر سے سنتے تہے - ایکدفعہ ایک غریب آدمی کاغذ ہاتہہ مین لئی نظر آیا - امیر صاحب اوسوقت گہوڑی پر کابل سے ایک دو میل باہر سیر کو جا رہی تہے - آپنی اوس شخص کو دیکہکر گہوڑا ٹہرالیا اور وہین کہڑی کہڑی اوسکی مفصل شکایت سنی اور عرضی پڑہی - اور مدعاعلیہ کو وہین طلب کیا اور جرم ثابت ہونے پر اوسکو سزا دلوائی -

---

نوٹ - اب ۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء یعنی امیر عبد الرحمن خان مرحوم کے انتقال سکے روز سی امیر حبیب اللہ خان کے نام نامی کے سکے مضروب کیی جاتے ہین - مولف

افغانستان مین اوسوقت بقول مسٹر اومیرا کے لگان وصول کرنیکا انتظام بہت خراب تہا مگر اب امیر صاحب نے اوسکی بہی اصلاح کافی طور پر کردی ہے۔

امیر صاحب جس شخص پر بہت خوش ہوتے تہے۔ اوسکو خاص اپنے ساتہ بٹہا کر کہانا کہلاتے تہے اور یہ شرف بہت لوگون کو حاصل ہوچکا ہے۔ اگر کوئی شخص جسپر آپکی نظر الطاف و کرم ہوتی تہی۔ یا کوئی سیاح کابل ہی واپس آتا تہا۔ تو آپ سرکاری فوٹو گرافر سے اوسکی تصویر کہچوا لیتے تہے۔ اور اپنی تصویر بطور یادگار۔ اوسکو مرحمت فرماتے تہے۔

آپ کو مصوری اور نقاشی کا بڑا شوق تہا۔ اپنے ڈاکٹر گری سے کابل کے نقاشون اور مصورون کو کام سکہلایا۔ جو اب بہت اچہا کام کرتے ہین۔

امیر صاحب کے عہد معدلت مہد مین علاوہ مذکورہ بالا اصلاحات کے بڑی بڑی اصلاحین ہوئی ہین جنکا ذکر باعث طوالت ہے۔ غرضکہ امیر صاحب مرحوم نے افغانستان کو اپنی بیمثل لیاقت سے ایسا مضبوط بنا دیا ہے کہ اب ہرگز کسی سلطنت اور طاقت کو افغانستان پر حملہ کرنیکا خیال بہی آسان نہین رہا۔

جلالت مآب امیر عبدالرحمن خان کا ۱۸۹۷ء کی سرحدی شورش سے متعلق نہونا

اخبار پایونیر نے ایک مضمون اس ہیڈنگ (د آفریدی بندوق کہان سے پاتا ہے) سے بدین مضمون لکہا تہا۔

جو بندوقین سرحد والون نے بطور جرمانہ جنگ تیراہ کی خاتمہ پر گورنمنٹ برٹش کے حوالہ کین۔ وہ بندوقون کے ٹکڑون سے تیار کی گئی ہین جنہین ہماری حکام سلاح خانہ نے بیکار ہو جانا سمجہکر پہینکڈالا۔ اور آفریدی لوگون نے انکو اسطرح پر جوڑ لیا تہا۔ کہ ایک سلح خانہ مین اونکی نسبت ارادہ کیا گیا۔ کہ وہ ہنوز قابل شکست ہونیکی مسلم نالین ہین۔ بعضی مسلم نالین بودہ اور مسلم ہونگی کہ حکام سلاح خانہ کی غلطی سے بیکار سمجہکر نکالڈالین گئین۔ اور یہ سلاح خانہ فیروزپور سے آئی ہوئی ہے

اور اس معاملہ مین اس امر کو فروگذاشت نکرنا چاہئے کہ فیروزپور کے بازار مین ڈیڑہ سو نالین برآمد ہوئین۔ جنکی نسبت ثابت ہو گیا کہ وہ فیروزپور کے سلاح خانہ کی تہین۔ اور اسمین کوئی شک نہین کہ وہ یورپین کنڈکٹرون سے یہان لای گئین ایسی ایکسو پچاس نالین صرف ایک مکان سی برآمد ہوئین۔ لیکن اگر اوس طرح کے کاروباری لوگ ہوتے تو ایک ہی فروخت ہوتی۔ اور ہمین یقین ہے کہ رشوت کے ذریعہ حکام سلاح خانہ بعض مسلم نالون کو بیکار بتلاکر بیچڈالتے تہے اور آفریدی لوگ اسکی خرید مین بڑی سرگرمی ظاہر کرتے تہے۔

ایک اور قسم کے ہتیار بہی دریافت ہوی۔ یہ برمنگہم کی مارٹنی بندوقین غیر ملکون کی ساخت ہین۔ جنکی نسبت حکام کو یقین ہے کہ یہ خلیج فارس کی راہ سے آتی ہین۔ کسی زمانہ مین ان ہتیارونکی قلیل تجارت ہانگ کانگ مین ہوتی تہی۔ ایک سپاہی اس قسم کی پانچ بندوقون کے ساتہ گرفتار کیا گیا۔ اسنے بہت سادہ طریق اختیار کیا تہا۔ اپنے افسر کمان سی اوسنے ایک بندوق کا پاس حاصل کیا۔ اور اوس بندوق کو کاغذ ہی پر رہکر اور پروانہ راہداری لیکر پانچ چہ بندوقونکو پرزے کر مین چہپالئے پنجاب پولیس نے اوسکو گرفتار کر لیا اور آخرکار معلوم ہوا کہ صرف وہی ایک ایسا شخص نہ تہا۔ بلکہ کئی آدمی اس سی پہلے ایسا کر چکے تہے۔ قوانین فوج بنگال کی رو سے کمان افسر کو اجازت ہے کہ وہ سرحد پار کے کسی سپاہی کو جو رخصت پر جاتا ہو ایک ہتیار کا پروانہ راہداری دے۔ اسکے ساتہ شرط ہوتی ہے کہ جب واپس آوے تو اپنی بندوق بہی لیتا آوے۔ لیکن برخلاف اسکے اگر کاغذات دیکہے جائین تو معلوم ہوگا کہ ۹۰ فیصدی بندوقین بہی واپس نہین آئین۔ ایکمرتبہ چالیس سپاہی ایک سلاح خانہ کے مزدوران پر مقرر ہوی جو ایک ہزار اوزار ون کا سامان لیکر غایب ہو گئے۔ ہمنے سوال کیا تہا۔ کہ آفریدی بندوق کہان سی پاتا ہے؟ اب ہم جواب

دیتے ہین کہ گورنمنٹ نے خود ہی بعض موقعون پر اونکو اختیار دیئے ہین۔ ۱۲
۱۸۹۷ء کی سرحدی جنگ پر بہت سے نادان لوگون کا خیال تہا کہ اعلیحضرت امیر صاحب
آفریدی اور دیگر قومون کو جو بر سر پیکار ہین خفیہ طور پر سامان جنگ وغیرہ سے
مدد دیتے ہین۔ اور اونکے پاس بیشمار رائفل اور کارتوسون کا ہونا ثابت کرتا تہا کہ
شاید امیر صاحب کی اون لوگون سے سازش ہے۔ مگر جہانتک غور کیا جاتا ہے۔
یہ خیال بالکل بے بنیاد اور محض غلط معلوم ہوتا ہے۔ امیر صاحب کبہی ہرگز کسی سازش مین
جو گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہو شریک نہین ہوے۔ وہ اپنے وعدہ کے نہایت سچے اور
وفادار اور گورنمنٹ کے خالص دوست ہین۔ اور اونہین اوصاف کے باعث
وہ روز افزون ترقی کرتے رہے۔
۱۸۹۷ء مین جو بلوچستان سے لیکر چترال تک کی سب آزاد قومون اور جرگون نے
علم بغاوت بلند کیا۔ اون لوگونکی ناراضگی کی چند قوی وجوہات بہی تہین جسمین
اگر دیکہا جاتا ہے تو۔ اسطرف سے بہی کچہ غلطی پائی جاتی ہے۔
۱) مہم چترال کے وقت سوات والون سے اقرار کیا گیا تہا کہ گورنمنٹ کا منشا صرف
عمرا خان کی گوشمالی ہے۔ اور سوات پر قبضہ کرنیکا ہرگز خیال نہین۔ نہ چترال مین اپنی
بنیاد حکومت رکہنی چاہتی ہے۔ لیکن سرکار نے بعد جنگ خلاف وعدہ چترال وغیرہ پر
اپنا قبضہ کر لیا۔ اور سڑک چترال کی حفاظت کے واسطے قلعے بنوادئے۔ اس کارروائی نے
اونکی آتش غضب پر کروسین ائیل چہڑک دیا۔ اور ان لوگون کو سرکار دولتمدار کے
عہد و پیمان پر کوئی اعتبار نہ رہا۔
۲) آفریدی لوگونکی جو عورتین علاقہ انگریزی مین بہاگ کر چلی آئی تہین۔ وہ اونکو
واپس نہین دیگئین۔
۳) کان نمک پر قبضہ سرکاری ہوجانیسے نمک کا نرخ اسقدر گران ہوگیا کہ جسقدر

پہلے ایک روپیہ کام آتا تھا۔ اب اوسپر ۳ روپیہ صرف ہوتے ہین ۔
۹۔ جب آفریدی آخون صاحب کے مزار مبارک کی زیارت کو جاتے ہین تو راہ
مین انگریزی فوج کے سپاہی اونکو بہت تنگ کرتے تھے ۔
ان شرائط کی نسبت پہلے تو آفریدی اقوام نے حکام چترال سے دوستانہ طور سے
شکایت کی۔ لیکن اونکی فریاد کی کچہ سنوائی نہوی۔ جب اونکو اسطرف سے قطعی مایوسی
ہوگئی۔ تو جہاد کا اعلان دیدیا۔ اور بقول ایک آفریدی افسر کے اونہون نے
کوہ سمانا مین ہنگو پر کے چند قلعے۔ ایک قلعہ سلسلہ سمانا مین۔ ایک تہانہ تورا وادی مین
ایک تہانہ شمس الدین مین۔ ایک تہانہ ترای آب مین۔ ایک تہانہ خنک کے قریب
قلعہ کا مین۔ ایک تہانہ مالک مین۔ ایک تہانہ گمانو نسیا مین۔ ایک درہ علان مین
ایک قلعہ کاہی مین انگریزی افسرون سے چہین لئے۔ اور ہندو بازار ترای آب کو تباہ
و برباد کرکے اور اوسکا مال لوٹ کے جلادیا۔ اور ۸۷ ۲۸ قتل اور بیشمار مجروح کئے۔
مجروحین کا اندازہ آفریدیون کو معلوم نہین۔ اور ۲۸ گوری سپاہی ۷۶ دیسی لوگ ابتک
اونکے پاس زندہ موجود ہین۔
اور سرکاری طور پر اس جنگ مین مقتولین کی تعداد ۴۸۴ ۔ مجروحین ۲۲ ۱۴ ۴۔
۱۶ گورے اور ۵ دیسی سپاہی گم۔ شاگرد پیشہ لوگونکی تعداد معلوم ہونا مشکل ہے۔
غالبًا اونکی تعداد ان لوگون سے کچہ زیادہ ہوگی۔
اسکے بعد تمام قومون نے متفق ہوکر اپنی ۱۸ برگزیدہ ملا اور سرداران قوم کو حضرت
امیر صاحب کی خدمتمین امداد طلب کرنیکی غرض سے روانہ کیا۔ مگر کابل پہونچنے سے
قبل گورنر جلال آباد نے بحکم امیر صاحب اونکو اپنی صوبہ کی حدود سے پرے نجانے دیا لیکن
اونکی درخواستین لیکر امیر صاحب کی خدمتمین بہیجدین۔ امیر صاحب خلد مکان نے
ہر ایک سردار ملا کو ۲۰۰ روپیہ نقد اور ایک ایک طلائی لنگی عطا کرکے منع

جواب لکھہ بہیجا۔

مین نے تم لوگونکی تمام درخواستون کو بغور دیکہا ہی۔ اون سبکا ایک ہی مطلب اور مدعا ہی۔ اور اب مین بجواب اوسکے آپ لوگون کو تحریر کرتا ہون کہ مجھے اس تخت پر بیٹھے ۱۸ سال گذری ہین۔ اور تمکو خبر ہے کہ ایک مرتبہ خیبر کی راہ سے راولپنڈی گیا تہا۔ اور مین برٹش گورنمنٹ کے ساتہ اپنے اتحاد کے خیال سے اونکی ملک مین بطور اونکی مہمان کے گیا تہا۔ اور مین نے راستہ مین تمہاری کئی فرقون کے آدمی سڑک کے دونون طرف دیکہی تہے۔ جنہون نے مجھے سلام کیا تہا۔ اب آپ لوگ جو کچہ کہتے ہین اگر وہ صحیح ہے تو کسلئے اوسوقت مجھسے نہ کہا گیا۔ تاکہ مین خود اس بارہ مین وایسرائے ہند سے ذکر کرتا۔ خیر اوسوقت اگر تمکو خیال نرہا تہا۔ تو اب سے چند سال پہلے جب سرحد قایم ہو رہی ہتی اور سر مارٹیمر ڈیورنڈ خیبر کے راستہ سے گذر کر کابل آئے تو یہ حال تمام فرقون کو معلوم تہا۔ اونہون نے سب فرقون کو اپنی آنکہون سے دیکہا تہا۔ تب کیون آپکی ملا اور دیگر علما ملکر میری پاس نہ آئے۔ جبکہ سر مارٹیمر ڈیورنڈ سرحد کا فیصلہ کرنیکے واسطے با اختیار ہو کر آئے تہے۔ اوسوقت تم سب لوگ خاموش گہرون مین بیٹھے رہے۔ اب مین نہین سمجہتا کہ کس وجہ سے تمہاری اور انگریزونکے درمیان مخالفت پیدا ہو گئی۔ اور اب ایسی غلط حالتمین تم مجھے اطلاع دیتے ہو جبکہ تمنے اونکی ساتہ لڑائی کرکے اونکو ناراض کردیا ہی۔

معاملات ملک کی نسبت میرا برٹش گورنمنٹ کے ساتہ عہدنامہ ہو چکا ہی اور اسوقت تک اونہون نے باوجود عیسائی ہونیکے ہرگز معاہدہ کی خلاف ورزی نہین کی۔ تو ہم مسلمان ہو کر کسطرح عہدنامہ توڑ سکتے ہین۔

آپ کلام مجید کی آیہ (اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ) کی نسبت

کیا کہتے ہین۔ جسکا منشا یہ ہی کہ اپنا عہد پورا کرو۔ اور قول کا پختہ ہونا مسلمان کا
پہلا فرض ہے۔ خدا تعالی اسنے جب پہلی اقرار لیا تو اپنی تمام مخلوقات سے
دریافت کیا کہ تمہارا خدا کون ہی۔ سب نے جواب دیا۔ کہ تو ہی بیشکسم ہمارا خدا
اور ہمارا خالق ہے۔ اسلئے قیامت کے روز سب سے پہلا سوال قول و قرار قایم
رکھنے کی نسبت ہوگا کہ کس کسنے قول و قرار پورا کیا۔ اور کسنے عہد شکنی کی۔ اور
یہی امر دینداروں اور بے ایمانوں کی شناخت کا معیار ہوگا۔"
اس مضمون قرآن و حدیث سی آپ لوگ اس بات مین میری ساتہ متفق ہو جاوینگے
کہ عہد نامہ کے معاملہ کا قایم رکہنا بہت ضروری ہی۔ مین کبہی بلا وجہ اور بیموقع
اقرار نامہ سے انحراف نکرونگا۔ کیونکہ انگریزون نے اب تک اوس سرحدی
لائن سے قدم بہی آگے نہین بڑہایا۔ جو اونہون سنے وقت معاہدہ میری ساتہ
قایم کی ہے۔ پہر مین کیونکر اونکی برخلاف ہون۔ اور لڑون۔
کسی امر مین انحراف کرنا سراسر خلاف انصاف ہی۔ مین چند خود غرض اشخاص
کے کہنے سے اپنے اور اپنی لوگونکی نام کو بٹہ لگا کر جنگ مین تمہاری کیونکر مدد کر سکتا ہون
اگر کسی بات مین بہی انگریزونکی طرف سی بدعہدی ظاہر ہوتی۔ اوسوقت میری طرف سے
بہی کوی خلاف کارروائی زیبا تہی۔ مین اپنی طرف سے پہلے ہرگز نہ بگاڑونگا۔
کیونکہ مین مسلمان کہلاتا ہون۔ کسطرح اسلام کا نام بدنام کرون۔
جو کچہ تمنے اپنے اعمال سی کیا ہی۔ اب اوسکا خمیازہ اپنی گردن پر اوٹہاؤ۔ مجہے
تمہاری ساتہ مطلق سروکار نہین۔ تم اپنے معاملات کو خود اچہی طرح سمجہ سکتے ہو۔
تمہاری دہندون سے مجہے کوی تعلق نہین۔ اور نہ مجہے کوی تمسے سروکار ہے
کیونکہ مجہے تمپر کوئی اعتبار نہین۔ اور تم کبہی یہ خیال بہی اپنے دل مین نہ لاؤ۔
کہ مین شیر علی کی طرح ایسا احمق ہون کہ تمہاری خاطر اپنی خیر خواہ۔ اور دوست

گورنمنٹ سے بگاڑون - یا کسی دوسرے کو ناراض کرون - اگر بفرض محال
مین یہ حماقت کر بیٹھوں تو مجھے یقین ہے کہ تم اسمین آگ لگا کر علیحدہ ہو جاؤگے -
اور افسوس ہے کہ تمنے کسلیئے اس شورش اور فساد کا جہاد اور مذہبی جنگ
نام رکھا ہے - جب کبھی ایسا وقت آویگا - اوسوقت تمکو خود ہی اطلاع
ملجاویگی - اگر تمنے اوس موقع پر داد مردانگی دی تب مین تمکو غازی اور مذہبی
پیشوا کہونگا - اور خدا کے یہان بہی اجر عظیم پاؤ گے - ۱۲

امیر صاحب کی اس شورش اور بغاوت سے علیحدگی خود آپ کے جواب مندرجۂ بالا سے
صاف ظاہر ہوتی ہے - اور آپ مرتے دم تک برٹش گورنمنٹ کی دوستی پر ثابت قدم رہے
بظاہر ۱۸۹۷ء کی اس سرحدی جنگ سے عبد الرحمن خان مرحوم پر دو فصلی کارروائی کا
عوام الناس کو شک و شبہ تہا - لیکن خود گورنمنٹ کو اسطرف ہرگز کچھ بدگمانی
نہ تہی - کیونکہ وہ بخوبی سمجھے ہوی تہی کہ امیر ایسا شخص نہین - وہ ہرگز اپنی خیرخواہ دوست
کے ساتہ بدعہدی اور دہوکا نکریگا - اور بقول سرلیپل گریفن گورنمنٹ کے ایک معتمد
افسر کے امیر عبد الرحمن نے قطعی طور پر انکار کیا - اور آفریدیون کے ڈیپوٹیشن کو
منہ نہین لگایا جو اونسے کمک حاصل کرنیکی غرض سے کابل گیا تہا - اور جب خود ہم
متعصب اور اپنی آفریدی اقوام سے بہت بڑی ہمدردی کرنیوالے حکمران کے
بطور اونکے درجہ کا خیال کیا جاوے تو سمجھ مین آئیگا کہ دوستانہ طور سے ایسے
موقع پر خاموش رہنا کیسا سخت دشوار امر تہا -

انتقال

امیر صاحب کی ولیعہدی کے متعلق عاقبت اندیشی اور عاقلانہ خیالات

اگرچہ ہر ہر حرکات و سکنات سے امیر صاحب خلد مکان کی عجیب پختہ کاری اور بیدار مغز ٹپکتی ہے۔ لیکن اس مسئلہ ولیعہدی و جانشینی کو جس خوبی اور خوش اسلوبی سے مرحوم و مغفور نے حل کیا۔ اور اوسکی بابت خود ہی جو خیالات ظاہر کئے ہین۔ اوسکی نظیر شاید کسی فرمانروا مین مشکل سے ملیگی۔ اسمین شک نہین کہ امیر صاحب نے بڑی لطف و آرام سے بلا خرخشہ او فکر کے زندگی بسر کی۔ آپ کے انتقال سے چار روز قبل تک یہ بات کسی شخص پر ظاہر نہوئی کہ آپ اپنے بیٹوںمین سے کسکو اپنا جانشین کرینگے۔ اگرچہ آپکی عدم موجودگی مین امیر حبیب اللہ خان کام کرتے تھے۔ لیکن مستقل طور پر آپ نے کسی کو ولیعہد نہین کیا تہا۔ چونکہ یہ عجب لطف انگیز اور دلچسپ بحث ہی لہذا واقعہ جانکاہ یعنی آپ کے انتقال پر ملال کے ذکر سے پہلے ہم اوس بحث کو لکھتے ہین۔ جو خلد مکان نے اس مسئلہ جانشینی کے بارہ مین اپنی نوشتہ خود سوانح عمری مین کی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہین۔

تخت کابل پر میرا جانشین مقرر ہونیکی نسبت بہت سی نکتہ چینی اور رائزنی ہوئی ہے لوگ طرح طرح کے خیالات اور حیرت ظاہر کرتے ہین۔ کہ مین اپنے جانشین کو بالاعلان کیون نہین ظاہر کرتا۔ اس بارہ مین کچہ غیر ملک کے لوگ ہی نابلد نہین ہین بلکہ میری عزیز اور میرے ملک کے لوگ ہی میرے ارادہ سے واقف نہین ہین۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ میرا خلف اکبر حبیب اللہ خان میرا ولیعہد ہی اور یہی تخت نشین ہوگا۔ اور یہی شخص خوش نصیب ہے

بعض لوگ نصراللہ خان میری خلف ثانی کا نام لیتے ہین. کیونکہ مین نے انکو ہر مجسٹی ملکہ وکٹوریہ کی حصول ملازمت کی غرض سے گورنمنٹ کی مہمانی مین انگلستان جانیکے لئے منتخب کیا تہا۔ وہ لوگ اس امر کو اس بات کی بڑی علامت خیال کرتے ہین۔ کہ مین تخت نشینی کابل کے لئے بہی اوسی کو منتخب کرونگا۔ میری نہایت چلتے اور خوبصورت بیٹے حفیظ اللہ خان کے مرنیکے قبل بعض لوگ سمجہتے تہے کہ مین اوسی کو اپنا ولیعہد بناؤنگا۔ اکثر لوگون کا خیال اس طرف ہی کہ محمد عمر جان کو جسکی والدہ میرے موثر محلات اور خاندان شاہی سے ہے مین اپنا ولیعہد مقرر کرون گا۔ مگر مجہے مناسب ہے کہ مین اس بحث کے متعلق جاہل اور غیر مہذب لوگون سے کچہ نہ کہون۔ مگر فریس و مدبر اشخاص پر مین نے صاف صاف ظاہر کردیا ہی کہ کون شخص میرا ولیعہد ہوگا۔ اور یہ امر میری کارروائیون اور نظام معاملات سلطنت بخوبی ظاہر ہے۔ بہت سی وجوہ سے مین اس بات کو علی العام بیان کرنا نہین چاہتا۔ یہان صرف چند وجہین بیان کرتا ہون۔

(۱) چونکہ گذشتہ زمانہ مین بارہا ولیعہد کی جان کو خطرات پیش آئے ہین۔ لہذا مین اس باب مین اپنے ارادون کو مخفی رکہنا مناسب و بہتر سمجہتا ہون۔

(۲) میرے پیشرو امیر شیر علیخان کو جنہون نے عبداللہ خان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا جو دقتین پیش آئی تہین۔ وہ اس بات کے لئے کافی ہین کہ مین اونکی مثل کارروائی کرنے مین متامل ہون۔ کیونکہ اونکے دوسرے بیٹون نے اونکے خلاف بغاوت کی تہی۔

(۳) بیشک تخت و تاج خداتعالیٰ کا مال ہے جو شہنشاہون کا شاہ اور ہمارا خالق ہے۔ اور جو شاہون کو بطور رعایون کے اپنی بندونکی حفاظت اور

نگہبانی کے واسطے مقرر کرتا ہے۔ اور اپنے بندون کو اوسکی سپردگی مین دیدیتا ہے۔ لہذا مین یہ کام خداوند تعالیٰ ہی کے دست قدرت مین سپرد کرتا ہون۔ کہ وہ میری اولاد مین سے اوس بیٹے کو منتخب کرے۔ جو اپنی نیک اوصاف و خصائل کے سبب اس خدمت (حکمرانی) کے لئے لایق اور احق ہووے۔

(۴) جو لوگ تاریخ اور معاملات افغانستان سے کماحقہٗ واقف و ماہر ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اس سلطنت کی حکمرانی اصول نظم و نسق کے موافق ہوتی ہے۔ یعنی سب لوگون کو اپنے لئے بادشاہ منتخب کرنیکا کامل اختیار ہے۔ اور جو شاہ بلا مرضی رعایا زبردستی لوگون پر متقرر ہوے۔ اونہون نے صرف اپنی سلطنت ہی ہاتھ سے نہین دی۔ بلکہ اپنا سر بھی دیا ہے۔ لہذا نہایت حماقت کی بات ہے کہ مین اپنے کسی بیٹے کو اونکی مرضی کے خلاف اونپر شاہ مقرر کرون۔ بہتر یہ ہے کہ عوام خود ہی اس بات کا فیصلہ کرین۔ کہ اونپر کونسا میرا بیٹا حکمران ہو۔

(۵) تاریخ مین بہت سی ایسی نظائر موجود ہین۔ کہ جب شاہون نے اپنا ولیعہد و جانشین مقرر کیا تو اونہون نے اپنے باپ کا خاتمہ کردینا چاہا تاکہ وہ کہین جلدی سے برسر حکومت ہو جاوین۔ گو مین اپنے بیٹون کے نیک طبائع پر نازان ہون۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ افغانستان کے لوگونکی کیسی خراب طبائع ہین۔ جنہون نے بھائیون اور باپ بیٹون مین بارہا مخالفت کرادی ہے۔

(۶) مین اپنی حین حیات تک اپنے اہل خاندان مین جھگڑا اور فساد اور جنگ جدال پھیلانا نہین چاہتا۔ اگر وہ عقیل و فرہیم ہونگے اور میری ایک بیٹی کا ساتھ دینگے اور متفق و یکدل ہون گے تو امن و امان عامہ کے مٹجانیکا کوئی خطرہ نہین ہے۔ اور اگر وہ باہم لڑے تو بہتر ہے کہ اونکو اونکے کیفر کردار کی سزا ملے۔ کہ

اونہون نے میری ہدایت کو قبول و منظور نہین کیا۔ اب اس بات کی اور
کوئی وجہ ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ کہ مین اپنے جانشین کو علانیہ طور سے
کیون ظاہر نہین کرتا۔ مین نے افغانی لوگون پر اشارۃً اس بارہ مین اپنا
خیال ظاہر کر دیا ہے۔ اور مزید بیان کرنیکے قبل مین اون لوگون کی بیانات کی
تردید کرتا ہون جو عدم واقفیت یا خود غرضی یا استفادہ کی غرض سے میری
زوج و اولاد سے خوشامدانہ باتین بناکر روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہین۔ مین
خیال کرتا ہون کہ اس باب مین مفصل حال بیان کرنا محض بیعقلی کی بات ہے
اور حکمت عملی یہی ہے کہ ان باتون سے ہوشیار رہین۔ وہ سب لوگ جو ایسی
افواہ مشہور کرتے ہین وہ میرے ارادہ و مقصود سے محض ناواقف ہین۔
مین نہین چاہتا کہ میرے بیٹون مین جنگ و جدل ہو۔ اور اسیوجہ سے مین اپنے
تمام بیٹون کو دیکھ دارالصدر کابل مین زیر نگاہ رکھتا ہون۔ اور یہ سب میرے
بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کے زیر حکم ہین۔
مین نے ابتدائً اپنے بڑے بیٹے کو تھوڑا سا کام دیا اور جسطرح اوسکی عمر و تجربہ مین
ترقی ہوتی گئی اوسیطرح اوسکے درجہ و اختیارات مین مین نے ترقی دی۔
اور بہت سے معاملات سلطنت اوسکی معرفت کئے مجکو اس حکمت عملی مین یہانتک
کامیابی ہوئی۔ کہ بذاتہ دربار عام نہین کرتا جیسا قبل ازین میرے تمام پیشرو
کیا کرتے تھے۔ مین نے یہ کام اوسکی سپرد کر دیا۔ اور مین نے نصر اللہ خان
برادر حقیقی حبیب اللہ خان کو اعلی اکونٹنٹ جنرل اور مالی افسر حبیب اللہ خان کے
زیر حکم مقرر کیا۔ وہ تمام رپورٹین اپنے برادر معظم کو کرتا اور اوسی سے احکام
حاصل کرتا ہے۔ اور میرے دوسرے بیٹے امین اللہ۔ محمد عمر۔ اور غلام علی معزز
بعہدات اپنی بڑی بہائی حبیب اللہ خان کے زیر حکم عہدون پر مقرر ہوئے ہیں

فوجداری و سول ہر صیغہ کے افسر اپنے کام کی رپورٹ حبیب اللہ خان کے
پاس بھیجتے ہیں۔ اور وہ اونکے سامنے اُسی آداب و قاعدہ کے ساتھ بہادر ہیں
آتے ہین جسطرح میرے سامنے آتے ہین۔
اور تمام معاملات جنکا گورنران صوبجات۔ اور جنرلان و دیگر فوجی کی
کرنے سے متعلق ہے۔ اونمین میری خلف اکبر میری ہدایت کی بموجب کار
ہوتا ہے۔ یہ ہدایات اگر تحریری ضابطہ مین موجود ہین تو مجھے استفسار
ضرورت نہین ہوتی۔ اور اگر کوئی خاص مقدمہ ہوتا ہے تو وہ مجھے مشورہ
اور تمام افسرون کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ میرے بیٹے کے احکام کی تعمیل
علاوہ ازین سنہ ۱۹۰۰ع مین مین نے اپنے بڑے بیٹے کو خزانہ۔ و خزانہ عامرہ پر بھی
اختیارات دئے ہین۔ جو اسوقت تک میری نگرانی مین تھے۔ خزانہ کے متعلق
تمام احکام میرا بیٹا ہی نافذ کرتا ہے۔ اور اسکے علاوہ سول۔ یا فوجی سرکاری
افسرون کے عزل و نصب و برطرفی و بحالی۔ اور تخفیف و اضافہ کا بھی اوسے
اختیار ہے مگر یہ میری منظوری پر منحصر ہے۔ اور حبیب اللہ خان ہی شرعیہ
اور مالی و فوجداری عدالتون کا افسر اعلیٰ ہے۔ کوئی عدالت میرے دربار کے
سوا اوسپر افسر نہیں ہے۔
میرے خاندان کے کچھ بیرونی دشمن ایسے ہین جنسے کسیقدر اندیشہ ہوسکتا ہے
مگر عجیب بات ہے کہ بڑی واقفکار اور ذمہ دار انگلشمین جو اعلیٰ عہدون پر یہان
آچکے۔ خانستان کو بھی افغانستان سمجھتے ہین جو گذشتہ بیس برس پہلے تھا
مین اسکے جواب مین کہتا ہون کہ یہ بات ویسی ہی ہے جیسے لوگ کہیں کہ انگلش
گورنمنٹ بڑی ظالم ہے کیونکہ اوسنے ایسے ظالم قانون نافذ کئے کہ ایک بھیڑ کی
چرانے والے کو بھی پھانسی دیجاوے۔ یہ بات سچ ہے کہ ایک زمانہ مین انگلستان

[illegible] دیجاتی ہیں - اور اب چونکہ لوگ زیادہ تر مہذب اور تعلیم یافتہ
ہو گئے - لہٰذا اب قانون میں سزائیں بھی نرم کردی گئیں - یہی بات
افغانستان میں ہے - اس ملک میں جس سال میں ایسی ترقی ہوئی
جتنی اور ملکوں میں پچاس برس کے عرصہ میں بھی نہوئی ہوگی - جو لوگ
ان ترقیات و ترمیمات اور اونکے حالات سے واقف ہیں - اونکو اس
[illegible]ت سے واقفیت ظاہر کرنا بیفائدہ ہے جس سے وہ ناواقف ہیں - پس
[illegible]س صورت میں وہ ان شرارتوں سے باز رہیں گے - جن تحریرات سے
برٹش کو دھوکے میں ڈالتے ہیں -

بعض مرتبہ دھوکا ڈالنے والے آرٹیکل انگلش اخباروں میں شائع ہوتے ہیں
جو خویداران تخت کا نام ظاہر کرتے ہیں جبکہ یہ لوگ آرٹیکل لکھے جانے کے
بہت مدت قبل مر چکے ہیں - یا کبھی اونکا وجود ہی نہ تھا یا تھا بھی تو اونھوں نے
ان ہنگم لغویات کا کبھی خیال ہی نکیا تھا -

اپنی عقیل اور فہیم لوگوں سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی لئے میری ڈیوٹیوں
کو شناخت کریں جو اس بہت بڑی ذمہ داری کے لایق ہو - یہ لوگ
[illegible] کے لوگونکی مداخلت بغیر کارروائی کرسکتے اور اپنی ملک کی حکومت چلانے
[illegible] بخوبی سمجھتے ہیں -

چونکہ تخت [illegible] قایم مقامان قوم کے ہاتھوں میں ہی لہٰذا میں نے چاہا کہ چند زبردست
خاندانوں سے رشتہ قایم کروں - اور اپنے بیٹے کی شادی اس ملک کے
اعلیٰ ترین اشخاص کی لڑکیوں سے کی ہے - اور اوسکے بیٹوں کی نسبت بھی اعلیٰ درجے
لوگوں کی بیٹیوں سے کردی گئی ہے جیسے ذیل ہے -
میرے بیٹے حبیب اللہ خان کی بیوی بی بی - محمد شاہ خان رئیس مقام تیغان کی

دختر امیر جنرل امیر محمد خان کی بھتیجی ہے جو اعلیٰ جنرل اور فوج کابل کے افسر اعلیٰ ہین۔ اس شادی سے ملکی تعینات جرگے سے میری بیٹے کی بہت زبردست قرابت ہوئی۔ اور بہت بڑا خوف۔ اور بڑی حفاظت۔ دختر خواہی بدخواہی فوج پر منحصر ہے۔ اور فوج کابل اس مشہور افسر جنرل امیر محمد خان کے حکم کی تعمیل کی پابند ہے۔ میرے بیٹے کے بڑے بیٹے کا نام عنایت اللہ ہے جو کہ اس زوجہ کے بطن سے ہے

میری بیٹے کی دوسری زوجہ بھی اسی مرتبہ اور درجہ کی ہے جیسی اول تھی۔ یہ قاضی سعد الدین خان کی دختر ہے۔ جو میری طرف سے گورنر ہرات ہین اور عبد الرحمن خان علما کی پوتی ہے جو تمام مذہبی امور افغانستان کے افسر اعلیٰ ہین۔ اس زوجہ سے بھی ایک بیٹا ہے۔ اس لڑکے کے نام اور بھی احکام کابل۔ قندھار۔ ہرات۔ بلخ۔ اور دیگر شہرون کی عدالت شریعت مین صادر ہین۔

میری بیٹے کی تیسری بی بی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ یہ زوجہ شاہ بازی سردار خان کی دختر ہے جو سابق مین عرض بیگی تھی فی الحال اس عہدہ پر سردار عبد القدوس خان ہین لیکن بعدہ وہ میری بنی عم اسحاق خان کے بجای تمام ترکستان کے وسرای مقرر ہوئے۔ مگر افسوس کہ عدم تندرستی کے سبب سے انھون نے کنارہ کشی کی۔ یہ شخص نامور ہے۔ اور قوم مین موثر ہے لہذا بوقت ضرورت میری بیٹے کے ضرور کام آئیگا۔

میری بیٹے کی چوتھی زوجہ عالی خاندان سے ہے جسکی وجہ سے روسای ازبک سے قرابت ہوگئی کیونکہ یہ میر مشورہ بیگ سابق شاہ قلات کی بیٹی ہے اور سردار قدوس خان کی بھتیجی ہے۔

پانچوین زوجہ مقام خوست وجگل کی ہے۔ اسی زوجہ سے حیات اللہ نامی میرے بیٹے کا بیٹا ہے۔

میرے بیٹے کی چھٹی بی بی اکبر خان مہمند واقع لالپورہ کی بیٹی ہے۔ اس شادی سے میرے بیٹے کا تعلق مہمندونکی جرگے سے پیدا ہوگیا جو سرحد ہندوستان کی حفاظت کرسکتے ہین۔ میرے بیٹے کی ساتوین بی بی ایک سب سے زیادہ اثر انداز لیڈی ہوگی ابھی اوس سے نکاح نہین ہوا۔ یہ امیر شیر علی خان متوفی کی پوتی اور اونکے خلف اکبر ابراہیم خان مقیم ہندوستان کی بیٹی ہے۔ یہ شادی ایسی ہے جس سے تخت کابل پر دو شاہی خاندان یعنی امیر شیر علی خان کا خاندان۔ اور میرا خاندان یکدل ہوجاوینگے۔ اور اس رشتہ سے اوس دائمی جنگ وجدل کا خاتمہ ہوجاویگا۔ جو میرے والد اور شیر علی خان اور اونکی اولاد کے باب مین ہوتے تھے۔

حبیب اللہ خان کے خلف اکبر عنایت اللہ خان کی نسبت عمرا خان باجوڑی کی بیٹی سے ہوئی ہے۔ اور اوسکی اور اوسکے بچونکی بھی نسبت دوسرے عالی تبار خاندانون مین ہوئی ہے۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ درحالیکہ میرے خاندان کا رشتہ ایسے زبردست خاندانون سے پیدا ہوگیا ہے تو اونکا فائدہ اسی بات مین ہے کہ وہ میرے بیٹون کی مدد کرین اور اندرونی و بیرونی جھگڑونسے سب طرح محفوظ رہین۔

میرے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کی مناکحت مندرجہ ذیل خاندانون مین ہوئی ہے۔ اوسکی زوجہ اول میرے ایک چچا کی جو ابھی کابل مین زندہ موجود ہین یعنی سردار

نوٹ :- امیر صاحب کی اس تحریر کے وقت تک نکاح نہین ہوا تھا۔ مگر بعد مین شادی ہوگئی جسکو ایک سال کے قریب گذرے۔

نوٹ :- یہ وہی عمرا خان ہے جس سے گورنمنٹ کی چترال پر لڑائی ہوئی تھی۔

یوسف خان کی دختر نیک اختر ہے۔

اوسکی دوسری زوجہ سردار نصیر محمد خان توخی کی بیٹی ہے جسکا بہائی نور محمد خان نائب
بادشاہی کا بڑا کارکن ہے۔

اوسکی زوجہ ثالثہ میری نہایت معتمد کمانڈر انچیف فرامرز خان کی دختر ہے۔

خیال کرنیکی بات ہے کہ امیر عبد الرحمن خان مرحوم نے اپنی زندگی مین سلطنت کے حفظ کے
لئے کیا کیا حیرت انگیز تدبیرین کردین تہین۔ جسکا اثر یہ ہوا کہ بعد انتقال کسی قسم
آپسمین خرخشہ تک پیدا نہوا جو سلطنت کے ضعف کا باعث تہا۔

امیر صاحب خلد مکان ۱۹ ستمبر سے بہت بیمار ہوگئے تہے اور اس سے دو تین روز بعد آپ
داہنے جسم پر فالج گرا جسکے سبب سے آپ نشست برخاست سے بہی مجبور ہوگئے۔ مگر اللہ رے ہمت
کہ ۲۸ ستمبر یعنی انتقال سے تین روز قبل تک۔ انتظام سلطنت وصدور احکام وہدایات
مشغول رہے۔ دیسی طبیبون نے آپکے واسطے ہزار ہا روپیہ کی لاگت سے ایک معجون تیار کی
فالج کی خبر بعض مصلحت سے پوشیدہ رکہی گئی تہی۔ اسلئے یہ دوا وقت پر کام نہ دیسکی۔ جسوقت
اطبا کو خبر معلوم ہوئی اوسوقت حالت نہایت نازک ہوچکی تہی۔ دوا دی گئی مگر طبیعت
قبول نکیا۔ ۲۸ ستمبر سے مرحوم کو یقین ہوگیا کہ اب سفر آخرت کی تیاری ہے۔ تو اپنے تمام بیٹون
اور تمام مصاحبون اہلکارون و امرا و سرداران کو جسمین ہندو مسلمان دونون شریک
اپنے حضور مین طلب فرمایا صرف ایک شاہزادہ محمد افضل غیر حاضر تہا۔ یہ امیر صاحب کا [illegible]
بیٹا مع اپنی والدہ کے اپنی ننہال (بلخ) کو گیا ہوا تہا۔ یہ بیگم بلخ کے ایک بڑے خاندانی
سید کی دختر ہے۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو امیر صاحب نے اشارہ سے سب کا آداب قبول فرمایا
اور نہایت دہیمی لیکن صاف آواز سے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ جب کوئی
بادشاہ عمر رسیدہ اور ضعیف ہوجاتا ہے اور سفر آخرت کا وقت قریب آتا ہے اوسوقت اپنا جانشین
نامزد کرتا ہے۔ مین بہی چاہتا ہون کہ اپنے جانشین کا فیصلہ کر جاؤن۔ آپ لوگ [illegible]

بیٹوں مین سی وہ جانشین منتخب کرین اوسکا نام بتلائین۔ اس تقریر کے سننے سی تمام حاضرین کی انکھین
بھر آئین اور جب ضبط نہو سکا تو زار و قطار رونے لگے۔ اور سب نے بالاتفاق یکزبان ہوکر کہا کہ ہمارے
خیال مین شاہزادہ حبیب اللہ خان جو حضور کے زیر سایہ آٹھ سال سی انتظام حکومت کر رہی ہین
تخت و فرمانروائی کے لائق ہین۔ یہ سنکر دم توڑتے ہوئی امیر صاحب نے ایک تلوار اور ایک
مہر بیٹی مع ایک کتاب کے حبیب اللہ خان کو دی اس کتاب مین وہ ہدایتین مرقوم تہین
جو معاملات سلطنت مین جانشین کو کی گئین ہین۔ کہ وہ آیندہ کسطرح معاملات جہانداری کے
انجام دینگے پھر امیر صاحب نے اپنی چھوٹے بیٹون کو حکم دیا کہ شاہی تاج اپنی ہاتھ سی حبیب اللہ خان کے
سر پر رکھین۔ اس حکم کی اوسیوقت پوری تعمیل کی گئی۔ اسکے بعد دربار برخاست ہوگیا۔ اور
اُسی وقت سی حالت ابتر ہوتی چلی گئی حتی کہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی
۱۳۱۹ھ روز جمعرات رات کی دو تین بجی آپکے مرغ روح نے قفس عنصری سی پرواز کر کے شاخ
طوبیٰ پر آشیانہ بنایا (انا للہ و انا الیہ راجعون) صبح تک یہ خبر قصداً پوشیدہ
رکھی گئی۔ اور اس عرصہ مین حبیب اللہ خان نے ہر طرح پیش بندیان کرلین تہین جسکے بعد یہ خبر
عوام پر ظاہر کی گئی۔ حبیب اللہ خان دن نکلے روتے ہوئی باہر تشریف لای اور کہا کہ والد
صاحب کا انتقال ہوگیا۔ لہذا جنازہ کا انتظام جلدی ہونا چاہئے یہ سنکر قاضی القضاۃ صاحب
نے کھڑے ہوکر کہا کہ صاحبو۔ افغانستان ایک اسلامی سلطنت ہی۔ ہمارے فرمانروا اوسوقت تک
دفن نہین ہوسکتے جب تک تخت نشینی نہو جاوے یہ کہکر وہ آگے بڑہی اور مطابق رسم قدیم کے
حبیب اللہ خان کے زیب سر کی۔ اس بارہ مین امیر حبیب اللہ خان کا اعلان
ہے۔

اور جب موت آتی ہی ایک ساعت بھی تقدیم و تاخیر نہین ہوتی بمصداق اسکے مرحوم کو
والد مرحوم کی روح نے ایک مقررہ وقت پر تن خاکی سے نکل کر فردوس برین مین آرام
کیا۔ اس جانکاہ واقعہ کی کچھ کیفیت بیان کرتا ہون۔ والد مرحوم معاملات سلطنت کی
انجام دہی اوسوقت تک کرتی رہی جب تک ملک الموت نے آکے اونہین قید ہستی سے
آزاد نکر دیا۔ آپنے ۱۹ جمادی الثانی روز پنجشنبہ کا لا باغ اپنے موسم گرما کے محل مین وفات
پائی جسکی صبح کو یہ وحشتناک خبر شہر مین پہیل گئی جسکے سنتے ہی کل فوجی اور ملکی افسر
تعزیت کیلئے میرے پاس دوڑے ہوے آئے۔ سب کے جوش غم کی یہ کیفیت تہی گویا اونکا
شفیق باپ ہمیشہ کیلئے اونسے جدا ہوگیا ہی۔ قندہار اور ترکستان وغیرہ کے کل اعلی افسر
جو اوسوقت کابل مین موجود تھے مجھ ناچیز بندۂ خدا کے پاس آئے اور سب ہزارون آدمیون نے
فاتحہ خوانی مین شریک ہوے۔ سب نے صدق دل اور صفائی قلب سے فاتحہ پڑہی پہر اون لوگون نے
میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کہائی اسلئے کہ ہم حضور ہی کو اپنا بادشاہ
بناتے ہین تاکہ ہم وحشیانہ حالتون سے چھوٹ جائین ہم نہایت صدق دل سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرتی ہین
ہم التجا کرتے ہین کہ حضور انتظامی معاملات کی باگ اپنے ہاتھ مین لین اور ہماری قوم کے سر پر ہاتھ رکہین
اور جسطرح آپکے مرحوم والد نے بے انتہا محنت اور جانکاہی سے کام کیا ہی حضور بھی شب و روز ملک کی
دیکھ بھال کی تکمیل کرین آمین۔ فاتحہ کے بعد مینے نہایت شفقت سے اونکی عرض کو قبول کیا۔ اوسکے
میرے سب چہوٹے بہائی آئے اور اونہون نے باری باری سے بیعت کی۔ اوسکے بعد شاہی خاندان کے لوگ
اور شہری امرا پہر دوسرے گروہ کے سردار اور سپہ، علما مشایخ، اور
اطاعت اور وفاداری کی قسمین کہائین۔ بیعت نے
وزیران کا شکریہ ادا کیا جب
سلامتی کا الفاظ
پیر شاہ کا جانا

دلچسپ نہایت مرغوب ترتیب آویزان کی گئی مجلس میں کوئی تیس ایرانی ہندو [illegible]
عرب وغیرہ اقوام کے لوگ ہزارہا شریک تھے۔ راستوں اور کشادہ پر پولیس کا انتظام [illegible]
اور روشنی کا بیرونی دروازہ بڑا شاندار اور بالتخصیص قابل دید تھا۔ غرضکہ بمبئی [illegible] جوش سے [illegible]
ماتم کیا گیا۔

راولپنڈی میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی، اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

پونا میں بھی تمام عدالتیں بوجہ امیر مرحوم کے ماتم میں بند کی گئیں۔ اور پونا کے کل جھنڈے گنیش کھنڈ وغیرہ کے نصف جھکا دیے گئے۔

آگرہ۔ دہلی لاہور۔ الہ آباد وغیرہ میں بھی یہی کیفیت ہوئی اور قلعوں کے پھریرے سرنگون کر دیے گئے۔

ریاست بھوپال میں بھی بیگم صاحبہ کے حکم سے تمام عدالتیں بند اور جھنڈے گرا دیے گئے۔

غرضکہ ۱۴ تاریخ کو گورنمنٹ انڈیا کے حکم سے عام ماتم منایا گیا۔ اور یہاں کے علاوہ بعض دوسری سلطنت اور ممالک میں بھی امیر مرحوم کا اظہار ماتم کیا گیا۔ خدا مرحوم مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ ثم آمین۔

امیر حبیب اللہ خان کی امارت اور انتظام سلطنت

بذریعہ تار شملہ معلوم ہوا ۔۔ اکتوبر کہ دربار کے بعد حبیب اللہ خان امیر کابل بنائے گئے اور کل شاہزادوں۔ گورنروں۔ و دیگر حکام و [illegible] نے خوشی آپکی امارت تسلیم کی۔ آپکی سوتیلی ماں (بی بی حلیمہ ملکہ افغانستان) جو شاہی خاندان کی لڑکی اور شاہزادہ محمد عمر کی والدہ ہیں۔ اور جسکی نسبت شک [illegible] کوشش کریگی انہوں نے بھی امیر حبیب اللہ خان کے پاس آکر [illegible] اخلاص سے انکا ہاتھ چوما۔ اور دربار [illegible] منعقد ہوا [illegible] کو امیر تسلیم کیا۔ قرآن [illegible]

[illegible] ذریعہ [illegible] فوج کی تنخواہ بڑھا [illegible]
حبیب اللہ خان کو فوج کا محبوب بنا دیا ہے -

امیر کا اعلان اپنی رعایا کو

مفصلہ ذیل اعلان رعایا میں تقسیم کیا گیا -

میرے والد کا انتقال ہو گیا - اور مجھے (یعنی حبیب اللہ خان) کو اپنی مرضی کی مطابق کل سرداروں نے اپنا بادشاہ بنایا - اور سب کی طرف سے ایک قرآن ایک تلوار - ایک [illegible] میں امیر مرحوم کی دی گئی جو مرحوم کو مزار شریف کے خلیفہ نے دی تھی اب لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے محاصل مالگذاری اور ٹیکس میں کمی کر دی ہے - اور آپ صاحبوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپکی بہبودی اور ترقی کا خیال رکھوں گا -

مؤلف

اپنے معزز ناظرین سے اس دعاے ذیل کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں -

خدا امیر [illegible] کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - اور امیر حال کا عمر و اقبال زیادہ کرے - [illegible] انگلش گورنمنٹ سے وہی قدیمی اتحاد و دوستانہ قائم رکھنے کی توفیق دے - جسکے سایہ عاطفت میں ہم بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں -

راقم مظفر حسین مرادآبادی

نوٹ - حسب وعدہ امیر حبیب اللہ خان نے فوج کی تنخواہ میں اسطرح اضافہ کیا - سولہ کے بجائے بیس [illegible] پیادوں کے آٹھ سے دس اور بارہ -